عطر المجالس

ایسے موضوعات پر مختصر دروس

جن سے مسلمانوں کو ناواقف نہیں رہنا چاہیے

جمع وترتیب
ترکی بن ابراہیم الخنیزان

اردو ترجمہ
ڈاکٹر ظل الرحمن لطف الرحمن تیمی

عطر المجالس

ح تركي إبراهيم الخنيزان، ١٤٤٢هـ

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر

الخنيزان، تركي بن إبراهيم

عطر المجالس- دروس قصيرة فيما لا ينبغي للمسلم جهله- باللغة الأردوية/ تركي بن إبراهيم الخنيزان؛ ظل الرحمن لطف الرحمن التيمي - الرياض، ١٤٤٢هـ

ص: ١٦٨ ؛ سم: ١٧× ٢٤

ردمك: ٢- ١١ ٥٥- ٠٣- ٦٠٣- ٩٧٨

١ - الإسلام- مبادئ عامة ٢- الفقه الإسلامية أ. التيمي، ظل الرحمن لطف الرحمن (مترجم) ب. العنوان

ديوي: ٢١١ ١٤٤٢/١٠٠٢

رقم الإيداع: ١٠٠٢/ ١٤٤٢

ردمك: ٢- ١١ ٥٥- ٠٣- ٦٠٣- ٩٧٨

الطبعة الأولى

١٤٤٢هـ- ٢٠٢٠م

عطر المجالس

ایسے موضوعات پر مختصر دروس

جن سے مسلمانوں کو ناواقف نہیں رہنا چاہیے

جمع وترتیب

ترکی بن ابراھیم الخنیزان

اردو ترجمہ

ڈاکٹر ظل الرحمن لطف الرحمن تیمی

بسم الله الرحمن الرحيم

مقدمہ

ہر طرح کی تعریف اللہ تعالی کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے، درود وسلام نازل ہو نبی امین محمد پر اوران کی آل واولاد اور تمام صحابۂ کرام پر....

امابعد!

اللہ تعالی کافرمان ہے: ﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِى ٱلَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَٱلَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾ (الزمر:۹)
ترجمہ: "بتاؤ تو علم والے اور بے علم کیا برابر ہو سکتے ہیں؟" نیز اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: «مَنْ يُرِدِ الله بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ» "اللہ تعالی جس کے ساتھ خیر کاارادہ کرتاہے اسے دین کی سمجھ عطا کرتا ہے"۔(متفق علیہ) اہل علم نے کہا ہے: حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالی جس کے ساتھ خیر کاارادہ نہیں کرتا، اسے دین کی سمجھ نہیں عطا کرتا ہے۔

جس شرعی علم کا سیکھنا واجب ہے اس کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم: وہ علم ہے جس کا سیکھنا ہر مسلمان پر واجب ہے، اور یہ وہ علم ہے جس کے ذریعہ انسان اپنے عقیدہ، عبادت اوران معاملات کی تصحیح کرتا ہے جنہیں وہ انجام دیتا ہے، اس کی دلیل نبی کریم ﷺ کا یہ قول ہے: «مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ» "جس نے کوئی ایسا عمل کیا جو ہمارے طریقہ کے خلاف ہے تو وہ مردود ہے"۔(متفق علیہ) یعنی جس نے اللہ تعالی کی کوئی عبادت کی جو اللہ تعالی اور اس کی شریعت کے مطابق نہ ہو تو اس کا عمل اللہ تعالی کے نزدیک مردود ہے، مقبول نہیں۔

دوسری قسم: واجب علم سے زائد کا سیکھنا فرض کفایہ ہے۔ اگر امت کے کچھ لوگ اسے سیکھ لیں اور دوسروں کی طرف سے کافی ہو جائیں تو بقیہ کا گناہ زائل ہو جائے گا۔

میں نے اس کتاب میں ان چیزوں کو جمع کرنے کی کوشش کی ہے جن سے عام مسلمانوں کو عقیدہ، احکام ، اخلاق اور معاملات کے سلسلے میں ناواقف نہیں رہنا چاہیے۔ میں نے کوشش کی ہے کہ معلومات آسان اسلوب اور عام فہم زبان میں پیش کی جائیں تاکہ عام لوگ آسانی سے سمجھ سکیں، پھر میں نے انہیں چھوٹی مجلسوں اور مختصر دروس کے مطابق تقسیم کیا ہے تاکہ ان کا سیکھنا سکھانا آسان ہو۔

امید ہے کہ یہ کتاب مسلمانوں کے ہر طبقہ کے لیے مفید ہو گی۔

❖ مسلمان خاندان وقفہ وقفہ سے ایسی مخصوص نشستیں منعقد کر سکتے ہیں جن میں یہ کتاب اور اس کے علاوہ مفید کتابیں پڑھی جائیں۔

❖ مسجد کے امام نماز کے بعد اپنی مسجد کے نمازیوں کے سامنے اسے پیش کر سکتے ہیں۔

❖ دعاۃ الی اللہ اپنے دورس و محاضرات میں ان کے ذریعہ تذکیر و خطاب کر سکتے ہیں۔

❖ اسکول کے ٹیچر طلباء کے لیے اس میں سے مناسب معلومات منتخب کر کے ان کے سامنے پیش کر سکتے ہیں تاکہ انہیں دین کی سمجھ فراہم کر سکیں۔

❖ آڈیو اور ویڈیو چینلز اس کی معلومات کو اپنے حلقوں میں پیش کر سکتے ہیں۔

❖ مسلم مرد و خواتین انفرادی طور پر اسے پڑھ سکتے ہیں اور استفادہ کر سکتے ہیں یا اپنے اقرباء و محبین کے ساتھ مل بیٹھ کر اسے پڑھ سکتے ہیں۔

اس کے علاوہ بھی اس کتاب سے استفادہ کے بہت سارے طریقے ہیں، میں اللہ تعالی سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس کے پڑھنے، سننے اور لکھنے والے کے لیے اسے مفید بنادے۔

میں نے اس کتاب کے اندر موجود معلومات کو اہلِ علم و فضل کی کتابوں اور مؤقر علماء کے فتاوی

سے جمع کیا ہے۔ میں نے نئے سرے سے انہیں ترتیب دے کر حوالۂ قرطاس کیا ہے۔ یہ انسانی کوشش ہے جسے نقص وخطا لاحق ہوسکتی ہے۔ یہ کوشش پہلے اللہ کی رہنمائی وہدایت اور پھر ان لوگوں کے مشورے اور اصلاح کی محتاج ہے، جو اس سے مطلع ہوں۔

میں اللہ تعالی سے دعا کرتا ہوں کہ اسے خالص اپنی خوشنودی کے لیے قبول فرمائے اور نافع بنائے۔ اس میں جو غلطی ونقص ہے اسے معاف فرمادے۔ میں اس پاک ذات سے یہ دعا بھی کرتا ہوں کہ اس تالیف میں جس نے بھی میری مدد کی ہے، اسے بہترین بدلہ دے اور مجھے خیر کی ہدایت وتوفیق عطا فرمائے۔ آمین

ترکی بن ابراہیم الخنیزان
۰۵/۱۲/۱۴۴۰ہجری
t.i.kh456@gmail.com

ایمان کے ارکان

تمہید

اس کتاب کے اندر موجود دروس میں ہم ان شاءاللہ ان موضوعات سے متعلق باتیں کریں گے جو ایمان، عبادات اور معاملات کے سلسلے میں ہر مسلمان کے لیے اہم ہیں۔ ہم اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں کہ ہمیں ان سے فائدہ پہنچائے۔ آمین۔

آج کے درس میں ہماری گفتگو ایمان کے متعلق ہو گی۔ ایمان ہی ہے جسے اللہ تعالی نے عمل کی قبولیت اور جنت میں داخل ہونے کی شرط قرار دی ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿وَمَنْ أَرَادَ ٱلْأَخِرَةَ وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُوْلَٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُم مَّشْكُورًا ۝١٩﴾ (اسراء:١٩). ترجمہ: "اور جس کا ارادہ آخرت کا ہو اور جیسی کوشش اس کے لیے ہونی چاہیے، وہ کرتا بھی ہو اور وہ باایمان بھی ہو، یہی لوگ ہیں جن کی کوشش کی اللہ کے ہاں پوری قدردانی کی جائے گی"۔

ایمان: زبان سے اقرار، دل سے اعتقاد اور اعضاء سے عمل کا نام ہے۔ ایمان اطاعت کے ذریعہ بڑھتا ہے اور معصیت کی وجہ سے کم ہوتا ہے۔ ہم اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمارے ایمان میں اضافہ فرمائے اور ہمارے دلوں میں اس کی تجدید فرمادے۔

اللہ کے نبی ﷺ نے حدیثِ جبریل میں ایمان کے ارکان کو بیان کیا ہے۔ جب جبریل نے ان سے پوچھا: «ہمیں ایمان کے متعلق بتایئے»، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: «أَنْ تُؤْمِنَ بِاللهِ، وَمَلَائِكَتِهِ، وَكُتُبِهِ، وَرُسُلِهِ، وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ» "ایمان یہ ہے کہ آپ اللہ، اس کے فرشتے، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، آخرت کے دن اور تقدیر کے

اچھے اور برے ہونے پر یقین رکھیں"۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

جب ایمان کا مفہوم واضح ہو گیا تو اب آپ کے سامنے ایمان کے بعض ثمرات اور اس کے مبارک اثرات بیان کیے جا رہے ہیں، جو آپ کے ایمان کے بقدر آپ کو حاصل ہوں گے:

- ان میں سے دونوں جہاں میں پاکیزہ زندگی ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿مَنْ عَمِلَ صَٰلِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُۥ حَيَوٰةً طَيِّبَةً ۖ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ ﴿٩٧﴾﴾ (نحل:۹۷) ترجمہ: "جو شخص نیک عمل کرے مرد ہو یا عورت، لیکن باایمان ہو تو ہم اسے یقیناً نہایت بہتر زندگی عطا فرمائیں گے۔ اور ان کے نیک اعمال کا بہتر بدلہ بھی انہیں ضرور ضرور دیں گے"

- انہیں میں سے امن وہدایت ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَلَمْ يَلْبِسُوٓا۟ إِيمَٰنَهُم بِظُلْمٍ أُو۟لَٰٓئِكَ لَهُمُ ٱلْأَمْنُ وَهُم مُّهْتَدُونَ ﴿٨٢﴾﴾ (انعام:۸۲). ترجمہ: "جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ مخلوط نہیں کرتے، ایسوں ہی کے لئے امن ہے اور وہی راہِ راست پر چل رہے ہیں"۔

- انہیں میں سے دل کی ثابت قدمی ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿يُثَبِّتُ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ بِٱلْقَوْلِ ٱلثَّابِتِ فِى ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا وَفِى ٱلْءَاخِرَةِ ۖ﴾ (ابراہیم:۲۷). "ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ پکی بات کے ساتھ مضبوط رکھتا ہے، دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی۔"

- انہیں میں سے مؤمن کے لیے فرشتوں کا مغفرت طلب کرنا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿ٱلَّذِينَ يَحْمِلُونَ ٱلْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُۥ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهِۦ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ ءَامَنُوا۟﴾ (غافر:۷) "عرش کے اٹھانے والے اور اس کے آس پاس کے (فرشتے) اپنے رب کی تسبیح حمد کے ساتھ ساتھ کرتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لیے استغفار کرتے ہیں"۔

- انہیں میں سے مؤمن پر شیطان کا مسلط نہ ہونا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿إِنَّهُۥ لَيۡسَ لَهُۥ سُلۡطَٰنٌ عَلَى ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَعَلَىٰ رَبِّهِمۡ يَتَوَكَّلُونَ ٩٩﴾ (نحل: ٩٩) "ایمان والوں اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھنے والوں پر اس کا زور مطلقاً نہیں چلتا"۔
- انہیں میں سے مؤمنین کی جانب سے اللہ تعالی کا دفاع کرنا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿إِنَّ ٱللَّهَ يُدَٰفِعُ عَنِ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْۗ﴾ (حج:٣٨) "سن رکھو! یقیناً سچے مؤمنوں کے دشمنوں کو خود اللہ تعالیٰ ہٹا دیتا ہے"۔

ہم اسی پر اکتفاء کرتے ہیں، اللہ کے حکم سے اگلی ملاقات میں ایمان کے ارکان میں سے پہلے رکن: اللہ تعالی پر ایمان، کے سلسلے میں باتیں کریں گے۔

اللہ تعالی پر ایمان

اس درس میں ہماری گفتگو ایمان کے ارکان میں سے پہلے رکن کے سلسلے میں ہے۔ایمان کا پہلا رکن اللہ تعالی پر ایمان ہے۔یہ چار امور پر مشتمل ہے:

۱) **اللہ تعالی کے وجود پر ایمان:** اللہ سبحانہ کے وجود پر عقل اور فطرت دونوں دلالت کرتی ہیں۔ بہت سارے شرعی دلائل تو اس کے علاوہ ہیں۔ ہر مخلوق اپنے خالق پر ایمان کے ساتھ پیدا کی گئی ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: «**مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ، أَوْ يُنَصِّرَانِهِ، أَوْ يُمَجِّسَانِهِ**»(متفق علیہ) ترجمہ:"ہر مولود فطرت پر پیدا کیا جاتا ہے، لیکن اس کے باپ اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنادیتے ہیں" جہاں تک اللہ تعالی کے وجود پر عقل کی دلالت کی بات ہے تو ارشاد ربانی ہے: ﴿أَمْ خُلِقُوا۟ مِنْ غَيْرِ شَىْءٍ أَمْ هُمُ ٱلْخَٰلِقُونَ ﴿٣٥﴾﴾ (طور:۳۵) ترجمہ: "کیا یہ بغیر کسی (پیدا کرنے والے) کے خود بخود پیدا ہو گئے ہیں؟ یا یہ خود پیدا کرنے والے ہیں؟ یعنی یہ مخلوقات اچانک بغیر خالق کے پیدا نہیں ہو گئی،اسی طرح وہ خود بھی نہیں پیدا ہوئی، تو اب کچھ اور نہیں بچا سوائے اس کے کہ وہ غالب جاننے والی پاک ذات کی تدبیر سے پیدا کیے گئے، جس نے پیدا کیا اور درست بنادیا اور جس نے اندازہ لگایا اور راہ دکھائی۔

۲) اللہ تعالی پر ایمان اللہ تعالی کی ربوبیت کو شامل ہے،یعنی ہم ایمان لائیں کہ اللہ عزوجل ہی ہر چیز کا تنہا پروردگار اور خالق ہے۔ ہر چیز کا مالک ہے، تمام امور جیسے رزق، زندہ کرنا،مارنا اور بارش نازل کرنا وغیرہ کی تدبیر کرنے والا ہے۔ارشاد ربانی ہے: ﴿أَلَا لَهُ ٱلْخَلْقُ وَٱلْأَمْرُ ۗ تَبَارَكَ ٱللَّهُ رَبُّ

ٱلْعَـٰلَمِينَ ﴿٥٤﴾ (اعراف:۵۴) ترجمہ:" یاد رکھو اللہ ہی کے لئے خاص ہے خالق ہونا اور حاکم ہونا، بڑی خوبیوں سے بھرا ہوا ہے اللہ جو تمام عالم کا پروردگار ہے"۔

۳) **اسی طرح ایمان باللہ**، اللہ سبحانہ کی الوہیت پر ایمان کو شامل ہے، وہ اس طرح کہ ہم ایک اللہ تعالی کی عبادت کریں، غیر اللہ کے لیے ہم کچھ بھی اور کسی بھی قسم کی عبادت نہ کریں، اللہ عزوجل کے علاوہ کے لیے جو بھی عبادتیں کی جاتیں ہیں ہم ان سے برأت کا اظہار کریں، اور یہی لاالہ الااللہ کی گواہی کا تقاضا ہے۔

اور جہاں تک ایک اللہ کے علاوہ کسی اور کی عبادت نہیں کیے جانے کی بات ہے تو وہ ظاہری و باطنی اقوال وافعال میں سے ہر اس عبادت کو شامل ہے جسے اللہ پسند فرماتا ہے اور جس سے راضی ہوتا ہے۔ وہ نماز، دعاء، ذبح، نذر، مدد طلب کرنے، پناہ مانگنے، خوف اور امید وغیرہ سب کو شامل ہے۔

توحید الوہیت کو توحید عبادت بھی کہا جاتا ہے۔ وہ تمام آسمانی رسالتوں کی اصل وبنیاد ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ وَٱجْتَنِبُوا۟ ٱلطَّـٰغُوتَ﴾ (نحل:۳۶) ترجمہ:"ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ (لوگو!) صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام معبودوں سے بچو"۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے:" طاغوت کا معنی یہ ہے کہ بندہ جس کی عبادت یا اتباع یا اطاعت کر رہا ہو اس کے تئیں اس کی حد کو پار کر جائے"۔

امام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے: طاغوت بہت سے ہیں، اور ان کے سردار پانچ ہیں:

- ابلیس، اللہ کی اس پر لعنت ہو۔
- جس کی عبادت کی جائے اور وہ راضی ہو۔
- جو لوگوں کو اپنے نفس کی عبادت کی طرف دعوت دے۔

❖ جو علم غیب میں سے کسی چیز کا دعوی کرے۔

❖ اور جو، اللہ نے جو کچھ نازل کیا ہے، اس کے علاوہ سے فیصلہ کرے[1]"۔

۴) اور ان چیزوں میں سے جنہیں ایمان باللہ شامل ہے اللہ تعالی کے اسماء حسنی پر ایمان لانا ہے، اور وہ یہ ہے کہ ہم ان چیزوں پر ایمان لائیں جنہیں اللہ تعالی نے اپنے نفس کے لیے ثابت کیا ہے اور جنہیں اس کے نبی محمد ﷺ نے اسماء وصفات میں سے اس کے لیے ثابت کیا ہے، ان پر بغیر تحریف، تعطیل، تکییف اور تمثیل کے اسی طریقہ سے ایمان لایا جائے جیسا اس ذات عزوجل کے لائق ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِۦ شَىْءٌ ۖ وَهُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْبَصِيرُ ١١﴾ (شوری:۱۱) ترجمہ: "اس جیسی کوئی چیز نہیں وہ سننے اور دیکھنے والا ہے"

ہم اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمارے دلوں کو ایمان سے بھر دے، انہیں یقین پر ثابت قدم فرمائے، انہیں اخلاص سے مزین کردے، ہم اسی پر اکتفاء کرتے ہیں، اگلی ملاقات میں ہم ان شاء اللہ سب سے عظیم ترین گناہ کے بارے میں بات کریں گے جس کے ذریعہ اللہ تعالی کی نافرمانی کی جاتی ہے اور وہ شرک ہے۔

---

(1) - ثلاثۃ الأصول وأدلتها، للإمام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ

شرک-سب سے عظیم گناہ

اس درس میں ہماری گفتگو اس عظیم ترین گناہ سے متعلق ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالی کی نافرمانی کی جاتی ہے، یہ اللہ پر ایمان اور اس کی توحید کے منافی ہے، جان لو اور وہ اللہ تعالی کے ساتھ شرک کرنا ہے، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿إِنَّ ٱلشِّرۡكَ لَظُلۡمٌ عَظِيمٞ ١٣﴾ (لقمان:۱۳)

ترجمہ: "بے شک شرک بڑا بھاری ظلم ہے"۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ کون سا گناہ اللہ کے نزدیک سب سے عظیم ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: «أَنْ تَجْعَلَ لله نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ» ترجمہ: "یہ کہ تم اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراؤ اور اس نے تم کو پیدا کیا ہے" (متفق علیہ)

"ند" کا معنی شریک ہے۔

شرک کی دو قسمیں ہیں: شرک اکبر اور شرک اصغر

شرک اکبر: وہ گناہوں میں سب سے زیادہ عظیم ہے۔ اللہ تعالی اسے معاف نہیں کرے گا مگر اس سے جو توبہ کرلے۔ وہ تمام اعمال کو برباد کرنے والا گناہ ہے۔ جو اس گناہ پر مرا تو- العیاذ باللہ - وہ ہمیشہ ہمیش جہنم میں رہے گا۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَغۡفِرُ أَن يُشۡرَكَ بِهِۦ وَيَغۡفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَآءُۚ وَمَن يُشۡرِكۡ بِٱللَّهِ فَقَدِ ٱفۡتَرَىٰٓ إِثۡمًا عَظِيمًا ٤٨﴾ (النساء:۴۸) ترجمہ: "یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کئے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک مقرر کرے اس نے بہت بڑا گناہ کیا اور بہتان باندھا"۔

اور اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿وَلَقَدْ أُوحِىَ إِلَيْكَ وَإِلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ ٱلْخَٰسِرِينَ ﴿٦٥﴾ بَلِ ٱللَّهَ فَٱعْبُدْ وَكُن مِّنَ ٱلشَّٰكِرِينَ ﴿٦٦﴾﴾ (الزمر:۶۵-۶۶)

ترجمہ: "یقیناً تیری طرف بھی اور تجھ سے پہلے (کے تمام نبیوں) کی طرف بھی وحی کی گئی ہے کہ اگر تو نے شرک کیا تو بلاشبہ تیرا عمل ضائع ہو جائے گا اور بالیقین تو زیاں کاروں میں سے ہو جائے گا۔ بلکہ تو اللہ ہی کی عبادت کر اور شکر کرنے والوں میں سے ہو جا"۔

شرک اکبر کی حقیقت یہ ہے کہ انسان اللہ کی ربوبیت، الوہیت اور اس کے اسماء وصفات میں اس کا شریک یا مثیل بنائے۔

- شرک کبھی تو ظاہری ہوتا ہے جیسا کہ کوئی بتوں کی پوجا کرے اور اہل قبور بتوں کو پکاریں۔
- کبھی شرک خفی ہوتا ہے جیسا کہ اللہ کے علاوہ مختلف معبودوں پر بھروسہ کرنے والوں یا منافقین کا شرک وکفر۔
- کبھی شرک اعتقاد میں ہوتا ہے، جیسے کوئی شخص یہ اعتقاد رکھے کہ وہاں کوئی اور ہے جو پیدا کرتا، روزی دیتا اور اللہ تعالی کے ساتھ غیب جانتا ہے، یا غیر اللہ کی عبادت کے جواز کا اعتقاد رکھے، یا یہ اعتقاد رکھے کہ اللہ کے ساتھ وہاں کوئی اور ہے جس کی مطلق اطاعت کی جائے گی یا وہ کسی مخلوق سے معبود والی ایسی محبت کرے جیسا کہ وہ اللہ عزوجل سے محبت کرتا ہے۔
- کبھی شرک اقوال میں ہوتا ہے جیسا کہ دعاء، پناہ طلب کرنا، مردوں اور غائبوں سے مدد طلب کرنا۔
- کبھی شرک افعال میں ہوتا ہے جیسا کہ کوئی شخص غیر اللہ کے لیے ذبح کرے، یا نماز پڑھے یا سجدہ کرے، اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿١٦٢﴾ لَا شَرِيكَ لَهُۥ ۖ وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا۠ أَوَّلُ ٱلْمُسْلِمِينَ ﴿١٦٣﴾﴾ (انعام:۱۶۲-۱۶۳) ترجمہ: "آپ فرما دیجئے کہ بالیقین میری نماز اور میری ساری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص

اللہ ہی کا ہے جو سارے جہان کا مالک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اسی کا حکم ہوا ہے اور میں سب ماننے والوں میں سے پہلا ہوں"۔

اللہ تعالی ہمیں شرک جلی و خفی سے محفوظ رکھے، ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں، اگلے درس میں اللہ کی مشیئت سے ہم شرک کی دوسری قسم: شرک اصغر کے سلسلے میں بات مکمل کریں گے۔

شرک اصغر

ہماری گفتگو شرک کی قسموں کے متعلق چل رہی ہے، آج ہماری بات شرک کی دوسری قسم سے متعلق ہوگی اور وہ شرک اصغر ہے:

- شرک اصغر سے مراد شریعت کے ذریعہ منع کی گئی ہر وہ چیز جو شرک اکبر کا وسیلہ وذریعہ ہے اور جسے کتاب وسنت میں شرک کہا گیا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: «إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكَ الأَصْغَرَ» قالوا: وما الشرك الأصغر يا رسول الله؟ قال: «الرِّيَاءُ، يَقُولُ الله لَهُمْ يَوْمَ يُجَازِي الْعِبَادَ بِأَعْمَالِهِمْ: اذْهَبُوا إِلَى الَّذِينَ كُنْتُم تُرَاءُونَ فِي الدُّنْيَا، فَانْظُرُوا هَلْ تَجِدُونَ عِنْدَهُمْ جَزَاءً» ترجمہ: "میں سب سے زیادہ جس چیز سے تم لوگوں کے سلسلے میں ڈرتا ہوں وہ شرک اصغر ہے، صحابۂ کرام نے عرض کیا: شرک اصغر کیا ہے اے اللہ کے رسول؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ریاء، اللہ تعالی بندوں سے اس دن کہے گا جس دن انہیں ان کے اعمال کا بدلہ دے گا، تم ان لوگوں کے پاس چلے جاؤ جنہیں تم دنیا میں دکھلاتے تھے، تو دیکھو کیا تم ان کے پاس جزاء پاتے ہو"۔ اسے امام احمد نے روایت کیا ہے اور البانی نے صحیح قرار دیا ہے۔ ریاء ظاہری طور پر عبادت کو اچھی طرح ادا کرنا یا لوگوں کو دکھانے کی نیت سے اور ان کی تعریف حاصل کرنے کے لیے اس کا اظہار کرنا یا اس کے بارے میں بتانا ہے۔

- شرک اصغر میں جو چیزیں داخل ہیں، ان میں سے یہ ہیں:

ا۔ کسی ایسی چیز کے بارے میں یہ اعتقاد رکھنا کہ وہ نفع حاصل کرنے یا مصیبت دور کرنے کا

سبب ہے، جسے اللہ نے اس کا سبب نہیں بنایا ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ الرُّقَى وَالتَّمَائِمَ وَالتِّوَلَةَ شِرْكٌ» ترجمہ: "جھاڑ پھونک، تعویذ گنڈہ اور تولہ (جادوئی عمل) شرک ہے"۔ اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور علامہ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

رقی سے مراد: ایسا جھاڑ پھونک ہے جس کا معنی نہ سمجھا جائے، یا ایسا جھاڑ پھونک جو شرک باللہ پر مشتمل ہو۔

تمائم: ہر وہ چیز جو نظر بد سے دور رکھنے کے لیے انسان یا حیوان یا اثاثوں پر لٹکایا جائے۔

اور تولہ سے مراد سحر کی وہ قسم جس کے بارے میں اس کا ارتکاب کرنے والے گمان کرتے ہیں کہ وہ بیوی کو شوہر کا محبوب اور شوہر کو بیوی کا محبوب بناتا ہے۔

۲. **شرک فی الالفاظ**: جیسے اللہ کے بغیر کی قسم کھانا، اور کہنے والے کا یہ کہنا: جو اللہ نے چاہا اور تو نے چاہا، اگر اللہ اور فلان نہیں ہوتا، اور ان دونوں جیسی چیزیں، اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: «مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللهِ فَقَدْ كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ» ترجمہ: "جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی تو اس نے کفر کیا یا شرک کیا"۔ (اسے ترمذی نے روایت کیا ہے، اور اسے البانی نے صحیح قرار دیا ہے۔) اور اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: «لا تَقُولُوا: "مَا شَاءَ اللهُ وَشَاءَ فُلانٌ، وَلَكِنْ قُولُوا: مَا شَاءَ اللهُ ثُمَّ شَاءَ فُلانٌ»، ترجمہ: "تم لوگ یہ نہ کہو: جو اللہ چاہے اور فلاں چاہے، لیکن یہ کہو: جو اللہ چاہے پھر فلاں چاہے" (اسے ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے اور اسے البانی نے صحیح قرار دیا ہے۔)

اللہ تعالی ہمیں اخلاص اور حسنِ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالی ہمیں مکمل طور پر ریا سے محفوظ رکھے۔ ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ اگلے درس میں ہم اللہ کی مشیئت سے ایمان کے ارکان میں سے دوسرے رکن: "فرشتوں پر ایمان" کے سلسلے میں گفتگو کریں گے۔

فرشتوں پر ایمان

ایمان کے ارکان کے سلسلے میں ہماری گفتگو چل رہی ہے، اس درس میں ہماری گفتگو ایمان کے دوسرے رکن سے متعلق ہے اور وہ ہے:

فرشتوں پر ایمان: اور وہ یہ ہے کہ ہم ان کے وجود پر ایمان لائیں اور یہ کہ وہ معزز بندے ہیں، اللہ تعالی نے انہیں نور سے پیدا کیا ہے، انہیں اپنی اطاعت کے لیے استعمال کیا ہے، اللہ تعالی انہیں جو بھی حکم دیتے ہیں ان میں وہ اللہ تعالی کی نافرمانی نہیں کرتے ہیں بلکہ وہ انہیں من و عن انجام دیتے ہیں۔ارشاد ربانی ہے: ﴿ءَامَنَ ٱلرَّسُولُ بِمَآ أُنزِلَ إِلَيۡهِ مِن رَّبِّهِۦ وَٱلۡمُؤۡمِنُونَۚ كُلٌّ ءَامَنَ بِٱللَّهِ وَمَلَٰٓئِكَتِهِۦ وَكُتُبِهِۦ وَرُسُلِهِۦ﴾ (بقرة:٢٨٥) ترجمہ: "رسول ایمان لایا اس چیز پر جو اس کی طرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے اتری اور مؤمن بھی ایمان لائے، یہ سب اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے"۔

- فرشتے اللہ تعالی کے فرمانبردار بندے ہیں۔ اللہ تعالی نے ان کے متعلق فرمایا: ﴿لَا يَسۡبِقُونَهُۥ بِٱلۡقَوۡلِ وَهُم بِأَمۡرِهِۦ يَعۡمَلُونَ ٢٧﴾ (انبیاء:٢٧) ترجمہ: "کسی بات میں اللہ پر پیش دستی نہیں کرتے بلکہ اس کے فرمان پر کاربند ہیں"۔ اور اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿لَّا يَعۡصُونَ ٱللَّهَ مَآ أَمَرَهُمۡ وَيَفۡعَلُونَ مَا يُؤۡمَرُونَ ٦﴾ (تحریم:٦) ترجمہ: "انہیں جو حکم اللہ تعالیٰ دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ جو حکم دیا جائے، بجالاتے ہیں"۔
- اور ان کی تخلیقی صفت کے بارے میں وارد ہوا ہے۔ارشاد ربانی ہے: ﴿ٱلۡحَمۡدُ لِلَّهِ فَاطِرِ

ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِ جَاعِلِ ٱلۡمَلَٰٓئِكَةِ رُسُلًا أُوْلِيٓ أَجۡنِحَةٖ مَّثۡنَىٰ وَثُلَٰثَ وَرُبَٰعَۚ يَزِيدُ فِي ٱلۡخَلۡقِ مَا يَشَآءُۚ إِنَّ ٱللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيۡءٖ قَدِيرٞ ١﴾ (فاطر:۱) ترجمہ:"اس اللہ کے لیے تمام تعریفیں سزاوار ہیں جو (ابتداءً) آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا اور دو دو تین تین چار چار پروں والے فرشتوں کو اپنا پیغمبر (قاصد) بنانے والا ہے، مخلوق میں جو چاہے زیادتی کرتا ہے اللہ تعالیٰ یقیناً ہر چیز پر قادر ہے"۔ اور اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُورٍ» ترجمہ:"فرشتے نور سے پیدا کیے گئے ہیں" (اسے مسلم نے روایت کیا ہے) اور اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: «أُذِنَ لِي أَنْ أُحَدِّثَ عَنْ مَلَكٍ مِنْ مَلَائِكَةِ الله مِنْ حَمَلَةِ الْعَرْشِ إِنَّ مَا بَيْنَ شَحْمَةِ أُذُنِهِ إِلَى عَاتِقِهِ مَسِيرَةُ سَبْعِ مِائَةِ عَامٍ» "مجھے اجازت دی گئی ہے کہ میں عرش کے اٹھانے والے فرشتوں میں سے ایک فرشتے کے بارے میں بولوں، ان کے کان کے پاس کی چربی سے لے کر ان کے کندھے تک کی مسافت سات سو سال کی ہے"۔ (اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے)

- ان کے اسماء واعمال کے سلسلے میں جو وارد ہوا ہے وہ یہ ہے: جبریل علیہ السلام وحی کے امین ہیں۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿نَزَلَ بِهِ ٱلرُّوحُ ٱلۡأَمِينُ ١٩٣ عَلَىٰ قَلۡبِكَ﴾ (شعراء: ۱۹۳-۱۹۴)، ترجمہ: "اسے امانت دار فرشتہ لے کر آیا ہے۔ آپ کے دل پر اترا ہے"۔ میکائیل علیہ السلام بارش اور بارش برسانے پر مقرر ہیں۔ اسرافیل علیہ السلام صور پھونکنے پر مقرر ہیں، اور ان فرشتوں میں سے وہ ہیں جو نگراں اور کراما کاتبین ہیں، جنت اور جہنم کے نگراں ہیں اور ان کے علاوہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔

- فرشتوں پر ایمان ان کی محبت ومودت کا تقاضا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿مَن كَانَ عَدُوّٗا لِّلَّهِ وَمَلَٰٓئِكَتِهِۦ وَرُسُلِهِۦ وَجِبۡرِيلَ وَمِيكَىٰلَ فَإِنَّ ٱللَّهَ عَدُوّٞ لِّلۡكَٰفِرِينَ ٩٨﴾ (بقرہ: ۹۸) ترجمہ: "جو شخص اللہ کا اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبریل اور میکائیل کا دشمن ہو، ایسے کافروں کا دشمن خود اللہ ہے"۔

- مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان چیزوں سے بچے جو انہیں نقصان وتکلیف پہنچائے، انہیں میں سے وہ ہے جو نبی کریم ﷺ سے مروی ہے: «مَنْ أَكَلَ الْبَصَلَ، وَالثُّومَ، وَالْكُرَّاثَ، فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَتَأَذَّى مِمَّا يَتَأَذَّى مِنْهُ بَنُو آدَمَ» "پیاز، لہسن اور کراث (پتے والی پیاز) کھا کر کوئی ہماری مسجد سے ہر گز قریب نہ ہو، اس لیے کہ فرشتوں کو ان چیزوں سے تکلیف پہنچتی ہے جن سے بنی آدم کو تکلیف ہوتی ہے"۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔ اسی طرح اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ» فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے ہیں جس میں کتا ہوتا ہے یا تصویر ہوتی ہے"۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

اللہ تعالی ہمیں ان لوگوں میں سے بنائے جو فرشتے پر ایمان رکھتے ہیں اور ان سے محبت کرتے ہیں اور ان چیزوں سے بچائے جو انہیں تکلیف پہنچاتی ہیں۔ ہم اسی پر اکتفاء کرتے ہیں اور اللہ کے حکم سے اگلی ملاقات میں ایمان کے تیسرے رکن: ایمان بالکتب کے سلسلے میں گفتگو کریں گے۔

کتابوں پر ایمان

اس درس میں ہماری گفتگو ایمان کے ارکان میں سے تیسرے رکن سے متعلق ہے اور وہ ہے: ایمان بالکتب۔ ایمان بالکتب یہ ہے کہ ہم ان تمام کتابوں پر ایمان رکھیں جنہیں اللہ تعالی نے اپنے رسولوں پر نازل فرمایا ہے، جو سارے جہاں کے لیے حجت اور ہدایت حاصل کرنے والوں کے لیے ہدایت ہے۔

- ان میں سے جن کتابوں کا اللہ تعالی نے -بطور خاص- ذکر کیا ہے ہم ان پر ایمان رکھیں: جیسے تورات جسے اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام پر نازل کیا، انجیل جسے اللہ تعالی نے عیسی علیہ السلام پر نازل فرمایا، زبور جسے اللہ تعالی نے داؤد علیہ السلام پر نازل فرمایااور قرآن مجید جسے اللہ تعالی نے محمد ﷺ پر نازل فرمایا۔اللہ تعالی کاارشادہے: ﴿قُولُوٓاْ ءَامَنَّا بِٱللَّهِ وَمَآ أُنزِلَ إِلَيۡنَا وَمَآ أُنزِلَ إِلَىٰٓ إِبۡرَٰهِـۧمَ وَإِسۡمَٰعِيلَ وَإِسۡحَٰقَ وَيَعۡقُوبَ وَٱلۡأَسۡبَاطِ وَمَآ أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَمَآ أُوتِيَ ٱلنَّبِيُّونَ مِن رَّبِّهِمۡ﴾ (بقرۃ: ۱۳۶) ترجمہ:"اے مسلمانو! تم سب کہو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس چیز پر بھی جو ہماری طرف اتاری گئی اور جو چیز ابراہیم، اسماعیل، اسحاق اور یعقوب (علیہم السلام) اور ان کی اولاد پر اتاری گئی اور جو کچھ اللہ کی جانب سے موسیٰ اور عیسیٰ (علیہما السلام) اور دوسرے انبیاء (علیہم السلام) دیے گئے"۔

- قرآن مجید آسمانی کتابوں میں آخری کتاب ہے۔یہ اس سے پہلے نازل ہونے والی تمام کتابوں کے لیے ناسخ ہے۔ارشادربانی ہے: ﴿وَأَنزَلۡنَآ إِلَيۡكَ ٱلۡكِتَٰبَ بِٱلۡحَقِّ مُصَدِّقٗا لِّمَا بَيۡنَ يَدَيۡهِ مِنَ ٱلۡكِتَٰبِ وَمُهَيۡمِنًا عَلَيۡهِۖ﴾ (مائدہ:۴۸) ترجمہ:"اور ہم نے آپ کی طرف حق کے ساتھ یہ

کتاب نازل فرمائی ہے جو اپنے سے اگلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور ان کی محافظ ہے"۔ اللہ تعالی کا فرمان (مهيمنا عليه) اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ قرآن مجید تمام سابقہ کتابوں پر حاکم اور اس پر نگہبان ہے، اور وہ سابقہ تمام کتابوں کے لیے ناسخ ہے۔

- تمام مسلمان پر واجب ہے کہ اللہ کی کتاب کی تعظیم کرے اور اس کے لیے خیر خواہی رکھے، وہ اس طرح کے اس کے حلال کو حلال سمجھے، اس کے حرام کو حرام جانے، اس کے قصص وامثال سے عبرت حاصل کرے، اس کے مطابق عمل کرے، اس کی تلاوت ویسے ہی کرے جیسا اس کی تلاوت کرنے کا حق ہے اور اس کا دفاع کرے۔

ہم اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنی کتاب کے فہم، اس پر غور کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دے، ہم اسی پر اکتفاء کرتے ہیں، ہم اللہ کے حکم سے اگلے درس میں ارکانِ ایمان کے چوتھے رکن کے سلسلے میں بات کریں گے جو ایمان بالرسل ہے۔

ایمان بالرسل

اس درس میں ہماری گفتگو ارکان ایمان کے چوتھے رکن کے سلسلے میں ہے اور وہ ایمان بالرسل ہے۔

ایمان بالرسل: یہ ہے کہ ہم اس بات پر ایمان رکھیں کہ اللہ تعالی نے ہر امت میں انہیں میں سے رسول بھیجے، انہوں نے اپنی امت کو ایک اللہ کی عبادت کی دعوت دی جس کا کوئی شریک نہیں، طاغوت کی عبادت سے بچنے کی دعوت دی، تمام رسول متقی وامین ہیں، ہدایت کی طرف بلانے والے اور ہدایت یافتہ ہیں، انہوں نے ان تمام چیزوں کو پہنچادیا جو اللہ تعالی نے ان کی طرف بھیجا، انہوں نے ان میں سے کچھ بھی نہیں چھپایا اور نہ ہی بدلا، انہوں نے اپنی طرف سے ایک بھی حرف کا نہ تو اضافہ کیا اور نہ کمی کی۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿رُّسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى ٱللَّهِ حُجَّةُۢ بَعۡدَ ٱلرُّسُلِۚ وَكَانَ ٱللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ١٦٥﴾ (نساء:۱۶۵) ترجمہ: "ہم نے انہیں رسول بنایا ہے، خوشخبریاں سنانے والے اور آگاہ کرنے والے تاکہ لوگوں کی کوئی حجت اور الزام رسولوں کے بھیجنے کے بعد اللہ تعالی پر رہ نہ جائے۔ اللہ تعالی بڑا غالب اور بڑا باحکمت ہے"۔

نیز ارشاد ربانی ہے: ﴿وَلَقَدۡ بَعَثۡنَا فِي كُلِّ أُمَّةٖ رَّسُولًا أَنِ ٱعۡبُدُواْ ٱللَّهَ وَٱجۡتَنِبُواْ ٱلطَّٰغُوتَ﴾ (نحل:۳۶) ترجمہ: "ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ (لوگو!) صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام معبودوں سے بچو"۔

- ہم ان رسولوں پر -بہ طور خاص- ایمان رکھتے ہیں جن کا اللہ تعالی نے نام ذکر کیا ہے، جیسے محمد، ابراہیم، موسی، عیسی، نوح وغیرہ معزز رسل علیہم السلام۔

■ جس نے بھی ان میں سے کسی ایک رسول کی رسالت کا انکار کیا تو گویا کہ اس نے تمام کا انکار کیا،اسی لیے اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ ٱلْمُرْسَلِينَ ﴿١٠٥﴾﴾ (شعراء:۱۰۵)ترجمہ: "قوم نوح نے بھی نبیوں کو جھٹلایا" نیز فرمایا: ﴿كَذَّبَتْ عَادٌ ٱلْمُرْسَلِينَ ﴿١٢٣﴾﴾ (شعراء: ۱۲۳) ترجمہ: "عادیوں نے بھی رسولوں کو جھٹلایا" یہ بات معلوم ہے کہ ہر امت نے اپنے رسول کو جھٹلایا، ایک رسول کو جھٹلانا تمام رسولوں کو جھٹلانے کی طرح ہے، اس اعتبار سے کہ دین ایک ہے اور اس اعتبار سے کہ رسولوں کو بھیجنے والا اللہ عزو جل ایک ہے۔

■ اللہ تعالی نے رسولوں کا خاتمہ ہمارے نبی محمد ﷺ سے کیا جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ ٱللَّهِ وَخَاتَمَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ﴾ (أحزاب: ۴۰) ترجمہ: لوگو! تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ محمد ﷺ نہیں لیکن آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور تمام نبیوں کے ختم کرنے والے"۔ اور اللہ تعالی نے ان کے دین کو پہلے کے تمام ادیان کے لیے ناسخ بنایا،اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ ٱلْإِسْلَٰمِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي ٱلْأَخِرَةِ مِنَ ٱلْخَٰسِرِينَ ﴿٨٥﴾﴾ (آل عمران:۸۵) ترجمہ:"جو شخص اسلام کے سوااور دین تلاش کرے، اس کا دین قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہوگا" اور اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ يَهُودِيٌّ وَلَا نَصْرَانِيٌّ ثُمَّ يَمُوتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ» "قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے، اس امت کا کوئی بھی شخص جو میری بابت سن لے خواہ وہ یہودی ہو یا نصاری اور پھر وہ مرے اور اس چیز پر ایمان نہ لائے جس کے ساتھ میں بھیجا گیا ہوں تو وہ جہنمیوں میں سے ہوگا"۔اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

■ جس نے اس بات کا گمان کیا کہ اللہ تعالی محمد کی بعثت کے بعد ان کی شریعت کے علاوہ

کسی اور دین کو قبول فرمائے گا، تو وہ کافر ہے، اس لیے کہ اس نے قرآن وسنت اور علماء مسلمین کے اجماع کو جھٹلایا۔

ہم اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ان لوگوں میں سے بنائے جو رسولوں پر ایمان لائے، ان کے طریقے کی پیروی کی اور ان کی اقتدا کی، ہم اسی پر اکتفاء کرتے ہیں، اگلے درس میں ہم اللہ کے حکم سے ارکانِ ایمان کے پانچویں رکن سے متعلق بات کریں گے اور وہ آخرت کے دن پر ایمان ہے۔

آخرت کے دن پر ایمان

اس درس میں ہماری گفتگو ارکانِ ایمان کے پانچویں رکن کے سلسلے میں ہے اور آخرت کے دن پر ایمان ہے۔

آخرت کے دن پر ایمان کا مطلب قیامت کے دن پر ایمان لانا ہے۔وہ یہ ہے کہ ہم اس بات کی پختہ تصدیق کریں کہ اللہ تعالی قبروں سے لوگوں کو اٹھائے گا، پھر ان کا حساب کتاب کرے گا، ان کے اعمال پر انہیں بدلہ دے گا، یہاں تک اہل جنت اپنے ٹھکانوں میں پناہ لیں گے اور اہل جہنم اپنی جگہوں میں۔

اللہ تعالی کا ارشاد گرامی ہے:﴿وَلَٰكِنَّ ٱلْبِرَّ مَنْ ءَامَنَ بِٱللَّهِ وَٱلْيَوْمِ ٱلْءَاخِرِ﴾ (بقرۃ:۱۷۷) "بلکہ حقیقتاً اچھا وہ شخص ہے جو اللہ تعالی پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والا ہو"۔

نیز اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿وَنَضَعُ ٱلْمَوَٰزِينَ ٱلْقِسْطَ لِيَوْمِ ٱلْقِيَٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ۖ وَإِن كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا ۗ وَكَفَىٰ بِنَا حَٰسِبِينَ ﴿٤٧﴾﴾ (انبیاء:۴۷) "قیامت کے دن ہم درمیان میں لا رکھیں گے ٹھیک ٹھیک تولنے والی ترازو کو۔ پھر کسی پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائے گا۔ اور اگر ایک رائی کے دانے کے برابر بھی عمل ہوگا ہم اسے لا حاضر کریں گے، اور ہم کافی ہیں حساب کرنے والے"۔

- آخرت کے دن پر ایمان شامل ہے اس چیز پر ایمان کو جو قبر میں سوال وجواب، نعمت اور عذاب ہوگا،اور اس بات پر ایمان کو کہ لوگوں کو ان کی قبروں سے اٹھایا جائے گا،انہیں محشر میں جمع کیا جائے گا،ان کا حساب وکتاب ہوگا اور انہیں ان کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا،اسی طرح آخرت کے

دن پر ایمان شامل ہے میزان اور صراط پر ایمان رکھنے کو اور جو کتابیں دائیں ہاتھ میں یا پیچھے سے بائیں ہاتھ میں دی جائیں گی ان پر ایمان رکھنے کو۔

■ قیامت کے عظیم ہولناک مناظر ہوں گے۔ارشاد ربانی ہے: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱتَّقُواْ رَبَّكُمْۚ إِنَّ زَلْزَلَةَ ٱلسَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٞ ١ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى ٱلنَّاسَ سُكَٰرَىٰ وَمَا هُم بِسُكَٰرَىٰ وَلَٰكِنَّ عَذَابَ ٱللَّهِ شَدِيدٞ ٢﴾ (حج:۱-۲) ترجمہ:"لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو! بلاشبہ قیامت کا زلزلہ بہت ہی بڑی چیز ہے جس دن تم اسے دیکھ لوگے ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے بچے کو بھول جائے گی اور تمام حمل والیوں کے حمل گر جائیں گے اور تو دیکھے گا کہ لوگ مدہوش دکھائی دیں گے، حالانکہ درحقیقت وہ متوالے نہ ہوں گے لیکن اللہ کا عذاب بڑا ہی سخت ہے"۔ نیز اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَأَنَّهُ رَأْيُ عَيْنٍ فَلْيَقْرَأْ إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ، وَإِذَا السَّماءُ انْفَطَرَتْ، وَإِذَا السَّماءُ انْشَقَّتْ»" جسے یہ بات پسند ہو کہ وہ قیامت کے دن کو اس طرح دیکھے جیسے کہ وہ اسے اپنی آنکھ سے دیکھ رہا ہے تو اسے پڑھنا چاہیے: ﴿إِذَا ٱلشَّمْسُ كُوِّرَتْ ١﴾، و﴿إِذَا ٱلسَّمَآءُ ٱنفَطَرَتْ ١﴾ و ﴿إِذَا ٱلسَّمَآءُ ٱنشَقَّتْ ١﴾" (اسے ترمذی نے روایت کیا ہے اور البانی نے صحیح قرار دیا ہے)۔

■ جو آخرت کے دن پر ایمان لایا اس کے اندر طاعتوں کو بجالانے کی رغبت میں اضافہ ہوگا، وہ معاصی و منکرات کے کرنے سے ڈرے گا، اس سے ان لوگوں کو تسلی ملے گی جنہیں اللہ تعالی نے معاش کی تنگی میں مبتلا کیا، یا جن پر ظلم ہوا، کیوں کہ ان کے لیے ایک ایسا دن ہے جس میں ان کے مظالم لوٹائے جائیں گے، جب مؤمنین جنت میں داخل ہوں گے تو وہ اپنے متاعب و آلام بھول جائیں گے، اور جب جہنمی جہنم میں داخل ہوں گے —العیاذ باللہ— تو وہ ان تمام لذتوں کو بھول جائیں گے جو انہیں ملی ہوئی تھیں۔

اللہ تعالی ہمیں ان لوگوں میں سے بنائے جو قیامت کے دن پُرامن آئیں گے، ہمیں ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمرہ میں جمع فرمائے، ہم اسی پر اکتفاء کرتے ہیں، اللہ کے حکم سے ہم اگلے درس میں قیامت کی نشانیوں کے سلسلے میں باتیں کریں گے۔

قیامت کی نشانیاں

اس درس میں ہماری گفتگو قیامت کی نشانیوں سے متعلق ہے، یہ وہ نشانیاں ہیں جو یومِ قیامت سے قبل ظاہر ہوں گی اور اس کے قریب ہونے پر دلالت کریں گی۔

▪ اصطلاحی طور پر اس کی تقسیم علاماتِ صغری و کبری سے کی گئی ہے، تو علاماتِ صغری عمومی طور پر قیامت سے طویل مدت قبل ظاہر ہوں گی، ان میں سے بعض واقع ہو چکی ہیں اور ختم ہو چکی ہیں، ان میں سے بعض بار بار واقع ہوں گی، ان میں سے بعض وہ ہیں جو ظاہر ہو چکی ہیں اور لگاتار اور پے در پے ظاہر ہو رہی ہیں، ان میں سے بعض وہ ہیں جو اب تک ظاہر نہیں ہوئی ہیں، اور حتمی طور پر واقع ہوں گی جیسا کہ صادق ومصدوق ﷺ نے ان کے بارے میں خبر دی ہے۔

▪ قیامت کی علامات صغری بہت زیادہ ہیں، ان میں سے: علم کا اٹھا لیا جانا، فتنوں کا پھیل جانا، فواحش کا عام ہو جانا، قتل اور زلزلوں کی کثرت، زمانے کا قریب ہو جانا، دجالین کی طرف سے نبوت کا دعوی کیے جانے کی کثرت، ننگے پاؤں، ننگے بدن اور تنگ دست بکریوں کے چرواہوں کا بلند و بالا عمارتوں کی تعمیر اور ان پر فخر کرنا اور قوموں کا مسلمانوں پر ٹوٹ پڑنا ہے، پھر مسلمانوں کو آخیر میں یہودیوں پر ایک ایسے مقابلے میں فتح حاصل ہو گی جس میں پتھر اور درخت بولیں گے، وہ دونوں مسلمانوں کو یہودیوں کے چھپے ہونے کی جگہ کی رہنمائی کریں گے، اور ان کے بھی علاوہ دوسری علامتیں ہیں، جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ، وَيَكْثُرَ الْجَهْلُ، وَيَكْثُرَ الزِّنَا، وَيَكْثُرَ شُرْبُ الْخَمْرِ، وَيَقِلَّ الرِّجَالُ، وَيَكْثُرَ النِّسَاءُ، حَتَّى يَكُونَ لِخَمْسِينَ امْرَأَةً الْقَيِّمُ الْوَاحِدُ»، " قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ علم اٹھا لیا جائے گا، جہالت کی کثرت ہو جائے گی، زنا بڑھ جائے گا، شراب پینے کی کثرت ہو گی، مرد

کم ہو جائیں گے اور عورتیں زیادہ ہو جائیں گی، یہاں تک پچاس عورتوں کا سنبھالنے والا (خبر گیر) ایک مرد ہو گا" اور ایک روایت میں ہے: «يَقِلُّ الْعِلْمُ وَيَظْهَرُ الْجَهْلُ» "علم کم ہو جائے گا اور جہالت غالب ہو جائے گی"۔ (متفق علیہ)

- جہاں تک قیامت کی بڑی علامتیں ہیں: تو یہ وہ عظیم امور ہیں جن کا ظہور قیامت کے قریب ہونے اور اس عظیم دن کے وقوع پر مختصر مدت باقی رہنے پر دلالت کرتے ہیں۔
- مسلم نے اپنی صحیح میں حذیفہ بن اسید الغفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہمارے بیچ ظاہر ہوئے، ہم لوگ باہم مذاکرہ کر رہے، تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ کس چیز کا باہم ذکر کر رہے ہو؟ صحابۂ کرام نے عرض کیا: ہم لوگ قیامت کا ذکر کر رہے ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: «إِنَّهَا لَنْ تَقُومَ حَتَّى تَرَوْنَ قَبْلَهَا عَشْرَ آيَاتٍ فَذَكَرَ الدُّخَانَ وَالدَّجَّالَ وَالدَّابَّةَ وَطُلُوعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَنُزُولَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ﷺ وَيَأَجُوجَ وَمَأْجُوجَ وَثَلَاثَةَ خُسُوفٍ خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ وَخَسْفٌ بِجَزِيرَةِ الْعَرَبِ، وَآخِرُ ذَلِكَ نَارٌ تَخْرُجُ مِنْ الْيَمَنِ تَطْرُدُ النَّاسَ إِلَى مَحْشَرِهِمْ»، "یقینا قیامت ہرگز قائم نہیں ہو گی یہاں تک کہ تم لوگ اس سے قبل دس نشانیاں دیکھ لو گے، پھر آپ نے ذکر کیا: دھواں، دجال، زمین کا چوپایہ، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، عیسی بن مریم علیہ السلام کا ظہور، یاجوج ماجوج، تین جگہوں پر زمین کا دھنسنا، مشرق میں دھنسنا، مغرب میں دھنسنا، جزیرۃ العرب میں دھنسنا، اور ان میں آخری ایک آگ ہو گی جو یمن سے نکلے گی اور لوگوں کو ان کے محشر کی طرف ہانکے گی"۔

ہم اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں صحیح راہ کی ہدایت فرمائے، فتنے جو ظاہر ہو چکے ہیں اور جو ابھی ظاہر نہیں ہوئے ہیں ان سب کے شر سے ہمیں محفوظ رکھے۔ ہم اللہ کے حکم سے اگلے درس میں ایمان کے چھٹے رکن کے سلسلے میں بات کریں گے اور وہ تقدیر کے اچھے اور برے ہونے پر ایمان لانا ہے۔

تقدیر کے اچھے اور برے ہونے پر ایمان لانا

آج کے درس میں ہماری گفتگو ایمان کے چھٹے رکن سے متعلق ہے، جان لو وہ: تقدیر کے اچھے اور برے ہونے پر ایمان لانا ہے۔

تقدیر کے اچھے اور برے ہونے پر ایمان لانا یہ ہے کہ ہم اس بات پر ایمان لائیں کہ ہر خیر اور شر اللہ کے قضاء وقدر کے مطابق ہے، اللہ تعالی کو چیزوں کے رونما ہونے سے قبل سے ہی ان کے رونما ہونے کا علم ہے، اللہ تعالی نے انہیں اپنے یہاں لوح محفوظ میں لکھ لیا ہے، کوئی چیز نہیں ہوسکتی مگر اللہ کی مشیئت سے، اور اللہ تعالی ہر چیز کا خالق ہے اور جو چاہتا ہے اسے کرنے والا ہے۔

- اللہ تعالی نے ہر چیز کے لیے اپنے سابق علم اور انہیں لکھے جانے سے متعلق خبر دیتے ہوئے فرمایا: ﴿أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ ٱللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي ٱلسَّمَآءِ وَٱلْأَرْضِۗ إِنَّ ذَٰلِكَ فِي كِتَٰبٍۚ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى ٱللَّهِ يَسِيرٞ ٧٠﴾ (حج: ٧٠) ترجمہ: "یا آپ نے نہیں جانا کہ آسمان وزمین کی ہر چیز اللہ کے علم میں ہے۔ یہ سب لکھی ہوئی کتاب میں محفوظ ہے۔ اللہ تعالٰی پر تو یہ امر بالکل آسان ہے"۔ عبداللہ بن عمر وبن العاص رضی اللہ عنہ کی روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: «كَتَبَ اللـه مَقَادِيرَ الْخَلَائِقِ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِخَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ قَالَ: وَعَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ»۔" اللہ تعالی نے مخلوقات کی تقدیریں آسمان وزمین پیدا کرنے سے ۵۰ ہزار سال قبل لکھ دیں، آپ فرماتے ہیں: اور اللہ تعالی کا عرش پانی پر تھا"۔ (اسے مسلم نے روایت کیا ہے) اللہ تعالی نے ہر چیز میں اپنی نافذ ہونے والی مشیئت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَمَا تَشَآءُونَ إِلَّآ أَن يَشَآءَ ٱللَّهُ رَبُّ ٱلْعَٰلَمِينَ ۝٢٩﴾ (تکویر:۲۹) ترجمہ: "اور تم بغیر پروردگارِ عالم کے چاہے کچھ نہیں چاہ سکتے" اور اللہ تعالی نے اس بات کی وضاحت فرمائی کہ اسی نے کائنات اور اس کے اعمال کو پیدا فرمایا۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿وَٱللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ ۝٩٦﴾ (الصافات:۹٦) ترجمہ: "حالانکہ تمہیں اور تمہاری بنائی ہوئی چیزوں کو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے"۔

- تقدیر پر ایمان لانے کی صحت کے لوازم میں سے یہ ہے کہ ہم اس بات پر ایمان لائیں:

- بندے کے لیے مشیئت اور اختیار ہے جس کے مطابق اس کے افعال ظاہر ہوتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿لِمَن شَآءَ مِنكُمْ أَن يَسْتَقِيمَ ۝٢٨﴾ (تکویر:۲۸) ترجمہ: "(بالخصوص) اس کے لئے جو تم میں سے سیدھی راہ پر چلنا چاہے"۔ نیز فرمایا: ﴿لَا يُكَلِّفُ ٱللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ (بقرۃ:۲۸٦) ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا"۔

- بندہ کی مشیئت اور اس کی قدرت اللہ کی قدر و مشیئت سے خارج نہیں ہے۔ اس لیے کہ اسی نے اسے وہ چیز عطا کی ہے اور اسے اختیار کرنے پر قادر بنایا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿وَمَا تَشَآءُونَ إِلَّآ أَن يَشَآءَ ٱللَّهُ رَبُّ ٱلْعَٰلَمِينَ ۝٢٩﴾، ترجمہ: "اور تم بغیر پروردگار عالم کے چاہے کچھ نہیں چاہ سکتے"۔

- ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ تقدیر اللہ کی مخلوق کے سلسلے میں اس کا راز ہے، تو جو اس نے ہمارے لیے بیان فرما دیا ہے ہم نے اسے جانا اور اس پر ایمان لائے، اور جو ہم سے غائب ہے ہم نے اسے تسلیم کیا اور اس پر ایمان لائے، ہم اللہ تعالی سے اس کے افعال واحکام کے سلسلے میں اپنی قاصر عقلوں اور کمزور فہم کی بنیاد پر نہیں جھگڑتے ہیں، بلکہ اللہ کے پختہ انصاف اور اس کی حکمتِ بالغہ پر ایمان رکھتے ہیں اور یہ کہ اللہ تعالی سے نہیں پوچھا جائے گا اس چیز کے متعلق جو وہ کرتا ہے۔

ہم اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمارے لیے خیر کو مقدر کردے، ہمارے لیے اس کے اسباب

مہیا فرمادے، ہمارے لیے جو مقدر کیا گیا ہے اس پر راضی و مطمئن ہونے کی توفیق دے، ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں، اگلے درس میں ہم اللہ کی مشیئت سے تقدیر کے اچھے یا برے ہونے پر ایمان لانے کے ثمرات پر گفتگو کریں گے۔

تقدیر پر ایمان لانے کے ثمرات

ہم نے پچھلے درس میں تقدیر پر ایمان لانے کے سلسلے میں گفتگو کی تھی اور وہ شامل ہے: ہر چیز کے لیے اللہ کے سابق علم پر ایمان لانے کو اور یہ کہ اللہ تعالی نے انہیں لوحِ محفوظ میں لکھ لیا ہے، اور کوئی چیز واقع نہیں ہوتی ہے مگر اللہ سبحانہ کی مشیئت سے اور یہ کہ وہ ہر چیز کا خالق ہے۔

اس درس میں ہماری گفتگو تقدیر پر ایمان لانے کے ثمرات کے سلسلے میں ہے، اور ان میں سے ہے:

- وہ عمل ونشاط اور ایسی کاوشوں پر ابھارنے والی سب سے بڑی چیزوں میں سے ہے جو اس دنیا میں اللہ کو راضی کریں، کیونکہ مؤمن کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالی پر توکل کر کے اسباب اختیار کرے، اس بات پر ایمان رکھے کہ اسباب نتائج نہیں دیں گے مگر اللہ کے حکم سے، اس لیے کہ اللہ تعالی نے ہی اسباب کو پیدا کیا ہے، اور اسی نے نتائج کو پیدا کیا ہے، اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: «احْرِصْ عَلَى مَا يَنْفَعُكَ، وَاسْتَعِنْ بِاللهِ وَلَا تَعْجَزْ، وَإِنْ أَصَابَكَ شَيْءٌ فَلَا تَقُلْ: لَوْ أَنِّي فَعَلْتُ كَانَ كَذَا وَكَذَا، وَلَكِنْ قُلْ: قَدَرُ اللهِ وَمَا شَاءَ فَعَلَ، فَإِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ»، "ان چیزوں کے حریص رہو جو تمہیں نفع پہنچائے، اللہ تعالی سے مدد طلب کرو اور بے بس نہ ہو جاؤ، اگر تمہیں کوئی مصیبت لاحق ہو تو یہ نہ کہو: اگر میں نے ایسا کیا ہوتا تو ایسا اور ایسا ہوتا، بلکہ یہ کہو: اللہ تعالی نے جو مقدر کیا، ہوا، اور جو اس نے چاہا وہ کیا، اس لیے کہ "اگر مگر" شیطان کی راہ کھولتا ہے"۔(مسلم) اور اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «اعْمَلُوا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ» "عمل کرو، اس لیے کہ ہر شخص کے لیے وہ آسان کر دیا گیا ہے جو اس کے لیے پیدا کیا گیا ہے"۔(بخاری)

- تقدیر پر ایمان لانے کے ثمرات میں سے ہے: جب اللہ تعالی مؤمن پر انعام فرمائے تو وہ شکر ادا کرے، اترائے نہیں اور نہ ہی تکبر کرے، اور جب اللہ تعالی اسے بعض دنیا کی مصیبتوں کے ذریعہ آزمائے تو صبر کرے، گھبرائے نہیں اور نہ ہی بے چین ہو، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿مَآ أَصَابَ مِن مُّصِيبَةٍ فِي ٱلۡأَرۡضِ وَلَا فِيٓ أَنفُسِكُمۡ إِلَّا فِي كِتَٰبٖ مِّن قَبۡلِ أَن نَّبۡرَأَهَآۚ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى ٱللَّهِ يَسِيرٞ ٢٢ لِّكَيۡلَا تَأۡسَوۡاْ عَلَىٰ مَا فَاتَكُمۡ وَلَا تَفۡرَحُواْ بِمَآ ءَاتَىٰكُمۡۗ وَٱللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخۡتَالٖ فَخُورٍ ٢٣﴾ (حدید: ۲۲-۲۳) ترجمہ: "نہ کوئی مصیبت دنیا میں آتی ہے نہ (خاص) تمہاری جانوں میں، مگر اس سے پہلے کہ ہم اس کو پیدا کریں وہ ایک خاص کتاب میں لکھی ہوئی ہے، یہ (کام) اللہ تعالیٰ پر (بالکل) آسان ہے تاکہ تم اپنے سے فوت شدہ کسی چیز پر رنجیدہ نہ ہو جایا کرو اور نہ عطا کردہ چیز پر اترا جاؤ، اور اترانے والے شیخی خوروں کو اللہ پسند نہیں فرماتا"۔
- تقدیر پر ایمان لانے کے ثمرات میں سے ہے: حسد کی برائی سے مکمل دور رہے، اس لیے کہ مؤمن اس چیز پر لوگوں سے حسد نہیں کرتا ہے جو اللہ تعالی نے اسے اپنے فضل میں سے دیا ہے، اس لیے کہ اللہ تعالی نے ہی اسے روزی دی ہے اور اس کے لیے اسے مقدر کیا، حاسد جب دوسرے سے حسد کرتا ہے تو وہ ایسا کر کے اللہ تعالی کی تقدیر و تقسیم پر اعتراض کرتا ہے۔
- اور ان ثمرات میں سے یہ ہے: تقدیر پر ایمان دلوں میں مصیبتوں کے برداشت کرنے پر شجاعت کو ابھارتا ہے، ان میں عزائم کو تقویت دیتا ہے، اس لیے کہ اسے یقین ہوتا ہے کہ موت اور روزیاں مقدر ہیں، اور انسان کو کوئی مصیبت نہیں پہنچ سکتی مگر وہی جو اس کے لیے مقدر کر دی گئی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿قُل لَّن يُصِيبَنَآ إِلَّا مَا كَتَبَ ٱللَّهُ لَنَا هُوَ مَوۡلَىٰنَاۚ وَعَلَى ٱللَّهِ فَلۡيَتَوَكَّلِ ٱلۡمُؤۡمِنُونَ ٥١﴾ (توبہ: ۵۱) ترجمہ: "آپ کہہ دیجئے کہ ہمیں سوائے اللہ کے ہمارے حق میں لکھے ہوئے کے کوئی چیز پہنچ ہی نہیں سکتی وہ ہمارا کارساز اور مولیٰ ہے۔ مؤمنوں کو تو اللہ کی ذات پاک پر ہی بھروسہ کرنا چاہیئے"۔

ہم اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمارے ایمان اور یقین میں اضافہ فرمائے، اپنے دین پر ثابت قدم رکھے، اور ہمارا حسنِ خاتمہ فرمائے۔ ہم اگلے دروس میں اللہ کی مشیئت سے ارکان اسلام کے متعلق گفتگو کریں گے۔

أركان اسلام

شہادتین-اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں

اس درس میں ہماری گفتگو ارکان اسلام سے متعلق ہے، یہ پانچ ارکان ہیں جن پر دینِ اسلام قائم ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «بُنِيَ الإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ، شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَحَجِّ الْبَيْتِ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ» "اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے، اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور محمد اللہ کے بندہ اور اس کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوۃ ادا کرنا، بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کا روزہ رکھنا"۔ (متفق علیہ)

پہلا رکن شہادتین ہے: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔

یہ دونوں گواہیاں اسلام کی چابی ہے، ان دونوں کے بغیر اسلام میں داخل ہونا ممکن نہیں ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وأَنَّ مُحَمَّدًا رَسولُ اللهِ، ويُقِيمُوا الصَّلَاةَ، ويُؤْتُوا الزَّكَاةَ، فَإِذَا فَعَلُوا ذلكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بحَقِّ الإِسْلَامِ، وحِسَابُهُمْ علَى اللهِ» "مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ اس بات کی گواہی دے دیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور محمد اللہ کے رسول ہیں، اور نماز قائم کریں، زکوۃ ادا کریں، جب وہ ایسا کرنے لگیں تو مجھ سے اپنے جان ومال کو محفوظ کرلیں گے سوائے اسلام کے حق کے، اور ان کا حساب اللہ کے ذمہ ہے"۔ (بخاری)

اور اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: «مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ» "جس کی آخری بات لاالہ الااللہ ہوگی وہ جنت میں داخل ہوگا" (اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔)

- (لاالہ الااللہ) کا معنی یہ ہے کہ انسان اپنی زبان سے اس بات کا اعتراف کرے اور اپنے دل سے اعتقاد رکھے کہ: کوئی سچا معبود نہیں ہے سوائے اللہ عزوجل کے، جہاں تک اس کے علاوہ معبودوں کا معاملہ ہے تو وہ سب کے سب باطل ہیں، اور یہ کہ باطل طریقے سے ان کی عبادت کی جاتی ہے۔

تو لاالہ اللہ "کا مطلب ہے کہ اللہ کے علاوہ ہر ایک کی الوہیت کا انکار کرکے اسے صرف ایک اللہ کے لیے ثابت کیا جائے۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿فَمَن يَكْفُرْ بِٱلطَّٰغُوتِ وَيُؤْمِنۢ بِٱللَّهِ فَقَدِ ٱسْتَمْسَكَ بِٱلْعُرْوَةِ ٱلْوُثْقَىٰ﴾ (بقرۃ:۲۵۶) ترجمہ:"اس لئے جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے معبودوں کا انکار کرکے اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا اس نے مضبوط کڑے کو تھام لیا"۔ امام ابن القیم رحمہ اللہ کہتے ہیں: " طاغوت کا معنی یہ ہے کہ جس کی بندہ عبادت یا اتباع یا اطاعت کررہا ہو اس کی حد کو پار کر جائے""۔ امام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے: " طاغوت بہت سے ہیں، اور ان کے سردار پانچ ہیں: ابلیس، اللہ کی اس پر لعنت ہو، اور وہ جس کی عبادت کی جائے اور وہ راضی ہو، اور جو لوگوں کو اپنے نفس کی عبادت کی طرف دعوت دے، اور جو علم غیب میں سے کسی چیز کا دعوی کرے، اور جو، اللہ نے جو کچھ نازل کیا ہے، اس کے علاوہ سے فیصلہ کرے[(1)]"۔

رسولوں کو بھیجنے کا عظیم مقصد اللہ تعالی کی توحید اور عبادت میں اس کو ایک جاننا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِى كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ وَٱجْتَنِبُوا۟ ٱلطَّٰغُوتَ﴾ (نحل: ۳۶) ترجمہ:"ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ (لوگو!) صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام معبودوں سے بچو"۔

اللہ تعالی ہمیں اللہ کے نبی ﷺ کے طریقہ کی پیروی کرنے والے مخلص موحد بندوں میں سے

(1) - ثلاثۃ الأصول وأدلتها، امام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ

بنائے، ہم اسی پر اکتفاء کرتے ہیں، ہم اگلے درس میں اللہ کی مشیئت یہ بتائیں گے کہ اس بات کی گواہی دینے کا کیا مطلب ہے کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں؟

شہادتین-اس بات کی گواہی دینا کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں

اسلام کے پہلے رکن کے سلسلے میں ہماری گفتگو چل رہی ہے، "لا الہ الا اللہ" کے معنی کی وضاحت مکمل ہو گئی تھی، اب آیئے آپ کو بتاتے ہیں کہ اس بات کی گواہی دینے کا کیا مطلب ہے کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

- اس کا معنی یہ ہے کہ اس بات کا اقرار کیا جائے کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اللہ تعالی نے انہیں اپنے دین کی تبلیغ اور پوری مخلوق کی ہدایت کے لیے بھیجا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿ وَمَآ أَرۡسَلۡنَٰكَ إِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا ﴾ (سبا:۲۸) ترجمہ: "ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لئے خوشخبریاں سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے"۔ نیز فرمایا: ﴿ وَمَآ أَرۡسَلۡنَٰكَ إِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعَٰلَمِينَ ﴿١٠٧﴾ ﴾ (انبیاء:۱۰۷) ترجمہ: "اور ہم نے آپ کو تمام جہان والوں کے لئے رحمت بنا کر ہی بھیجا ہے"۔
- یہ اس بات کا متقاضی ہے کہ جو انہوں نے خبر دی ہے ان کی تصدیق کی جائے، جو انہوں نے حکم دیا ہے ان کی اطاعت کی جائے، جن چیزوں سے منع کیا ہے ان سے بچا جائے، اللہ تعالی کی عبادت نہیں کی جائے مگر اس طریقہ سے جو اس نے مشروع کیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿ وَٱلَّذِي جَآءَ بِٱلصِّدۡقِ وَصَدَّقَ بِهِۦٓ أُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡمُتَّقُونَ ﴿٣٣﴾ ﴾ (زمر:۳۳) ترجمہ: "اور جو سچے دین کو لایا اور جس نے اس کی تصدیق کی یہی لوگ پارسا ہیں"۔ اور اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿ وَمَا يَنطِقُ عَنِ ٱلۡهَوَىٰٓ ﴿٣﴾ إِنۡ هُوَ إِلَّا وَحۡيٞ يُوحَىٰ ﴿٤﴾ ﴾ (نجم:۳-۴) ترجمہ: "اور نہ وہ اپنی خواہش سے کوئی بات

کہتے ہیں، وہ تو صرف وحی ہے جو اتاری جاتی ہے"۔ نیز فرمایا: ﴿ وَمَآ أَرۡسَلۡنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذۡنِ ٱللَّهِۚ ﴾ (نساء:٦٤) ترجمہ: "ہم نے ہر ہر رسول کو صرف اسی لیے بھیجا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی فرمانبرداری کی جائے"۔ نیز فرمایا: ﴿ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤۡمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيۡنَهُمۡ ثُمَّ لَا يَجِدُواْ فِيٓ أَنفُسِهِمۡ حَرَجٗا مِّمَّا قَضَيۡتَ وَيُسَلِّمُواْ تَسۡلِيمٗا ٦٥ ﴾ (نساء:٦٥) ترجمہ: "سو قسم ہے تیرے پروردگار کی! یہ مؤمن نہیں ہو سکتے، جب تک کہ تمام آپس کے اختلاف میں آپ کو حاکم نہ مان لیں، پھر جو فیصلے آپ ان میں کر دیں ان سے اپنے دل میں اور کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں"۔

- شہادتین صرف قلبی اعتقاد سے صحیح نہیں ہوگا، بلکہ جو اسلام میں داخل ہونا چاہے اس کے لیے ان دونوں کو ادا کرنے اور ان کے مطابق عمل کرنے کی بھی شرط لگائی جائے گی۔

ہم اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں کہ ہمیں نبی ﷺ کے پیروکاروں میں سے بنائے۔ ہم اسی پر اکتفاء کرتے ہیں، اگلے درس میں اللہ کی مشیئت سے ہم اس گناہ کے بارے میں گفتگو کریں گے جس کا ارتکاب بعض مسلمان یہ سوچ کر کرتے ہیں کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں۔

دین میں بدعت

اس درس میں ہماری گفتگو اس گناہ سے متعلق ہے جسے بعض مسلمان یہ سمجھ کر انجام دیتے ہیں کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں، حالانکہ وہ بدعت کر رہے ہوتے ہیں۔ تو آیئے جانتے ہیں بدعت کیا ہے؟

دین میں بدعت: اللہ تعالی کی اس طرح عبادت کرنا جس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں ہے، یا اللہ تعالی کی اس طرح عبادت کرنا جو نبی کریم ﷺ اور ان کے خلفاءِ راشدین رضی اللہ عنہم کا طریقہ نہیں تھا۔

یقیناً اللہ تعالی نے خبر دی ہے کہ دین مکمل ہو گیا۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿ٱلۡيَوۡمَ أَكۡمَلۡتُ لَكُمۡ دِينَكُمۡ وَأَتۡمَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ نِعۡمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ ٱلۡإِسۡلَٰمَ دِينٗاۚ﴾ (مائدہ:۳) ترجمہ: " آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنا انعام بھرپور کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کے دین ہونے پر رضامند ہو گیا"۔ ہمارے نبی نے اپنی امت کو بدعت اور دین میں نئی چیزوں کے ایجاد کرنے سے ڈراتے ہوئے کہا: «مَن أَحْدَثَ في أَمْرِنَا هذا ما ليسَ فِيهِ، فَهو رَدٌّ» ترجمہ: " جس نے ہمارے معاملے میں کسی ایسی چیز کی ایجاد کی جو اس میں سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔ (متفق علیہ)

اس حدیث میں رد کا معنی مردود اور غیر مقبول ہے۔ نیز اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «أُوصيكُم بتقوى الله والسمعِ والطاعةِ وإنْ عبدًا حَبشيًّا، فإنَّه من يَعِشْ منكم بعدي فسيرى اختلافًا كثيرًا، فعليكم بسُنَّتِي وسُنَّةِ الخُلَفاءِ المهدِيِّين الراشِدِين تمسَّكُوا بها، وعَضُّوا عليها بالنواجِذِ، وإياكم ومُحدَثاتِ الأمورِ فإنَّ كلَّ مُحدثةٍ بدعةٌ،

وكلَّ بدعةٍ ضلالةٌ» "میں آپ سب کو اللہ کے تقوی اور حاکم کے سمع وطاعت کی وصیت کرتا ہوں گرچہ وہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو، تم میں سے جو میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت سارے اختلافات دیکھے گا، تو تمہارےاوپر میری سنت اور ہدایت یافتہ نیک خلفاءِ راشدین کی سنت کو لازم پکڑنا ہے، انہیں مضبوطی سے تھامے رہو، اوران پر سختی سے عمل پیرا رہو، نئے نئے فتنوں اور نئی نئی بدعتوں میں ہر گزنہ پڑنا، اس لیے کہ دین میں ہر نئی ایجاد بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ (اسے ابوداؤد نے روایت کیاہے اور اسے البانی نے صحیح کہاہے۔)

بدعت کی کئی قسمیں ہیں۔ ان میں سے بعض اعتقادی بدعتیں ہیں، جیسے اللہ تعالی کے اسماء وصفات کا انکار کرنا یاانبیاء ورسل علیہم السلام کے علاوہ انسانوں میں سے کسی کی عصمت کا اعتقاد رکھنا، یا کسی ایسی چیز میں نفع وضرر اور برکت کا اعتقاد رکھنا جس میں اللہ تعالی نے برکت نہیں رکھی ہے، اوراس کے علاوہ ایسے اعتقادات رکھنا جن کی شریعت میں کوئی اصل نہیں ہے۔

بدعت کی قسموں میں سے عملی بدعت بھی ہے اوراس کی بھی کئی قسمیں ہیں۔ ان میں سے:

۱. ایسی عبادت ایجاد کرناہے جس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں ہے، جیسے ایسی نماز ایجاد کرنا جو مشروع نہیں ہے، ایساروزہ ایجاد کرنا جو مشروع نہیں ہے، ایسی عیدیں ایجاد کرنا جو مشروع نہیں ہیں، جیسے عید میلاد النبی اوراس طرح کی دوسری ایجاد کردہ عیدیں۔

۲. مشروع عبادت میں اضافہ کرنا: جیسے کوئی شخص نمازِ ظہر میں پانچویں رکعت کا اضافہ کرے، ایساوہ جان بوجھ کراور اسے مشروع سمجھ کر کرے۔

۳. مشروع عبادت کو غیر مشروع طریقہ سے ادا کرنا، جیسے اجتماعی ذکر (ایک آواز میں[1]) کرنا، وضوء میں دونوں ہاتھوں کو دھونے سے قبل دونوں پاؤں کو دھونااور ایسا اس کی مشروعیت کا اعتقاد رکھتے ہوئے کرنا۔

(1) - اس سے وہ چیز مستثنی ہوگی جو تعلیم کے مقصد سے ہو، وہ اس طرح کے اس میں اتنے پر ہی اکتفاء کیا جائے جتنا تعلیم کے لیے ضروری ہے، اوراسے دائمی طور پر نہ کیا جائے۔

۴.   مشروع عبادت کے لیے ایک ایسا وقت مخصوص کرنا جسے شریعت نے مخصوص نہیں کیا ہے، جیسے نصفِ شعبان کے دن ورات کو صیام وقیام کے لیے مخصوص کرنا، اس لیے کہ صیام وقیام کی اصل یہ ہے کہ وہ مشروع ہے، لیکن اسے کسی وقت سے مخصوص کرنا دلیل کا محتاج ہے۔

بدعت کے ظہور کے اسباب میں سے: دین کے احکام سے جہالت، خواہشات کی پیروی، شخصی آراء کے لیے تعصب اور انہیں کتاب وسنت پر مقدم کرنا، کفار سے مشابہت اختیار کرنا، نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کی ہوئی جھوٹی اور ضعیف حدیثوں پر اعتماد کرنا ہے اور بدعت کے عظیم ترین اسباب میں سے غلو ہے۔

ہم اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ان لوگوں میں سے بنائے جو نبی کی سنت کی پیروی کرتے ہیں اور ہمیں بدعات ومحدثات سے بچائے، ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں، اگلے درس میں ہم اللہ کی مشیئت سے اسلام کے دوسرے رکن اوراس کے ستون نماز سے متعلق گفتگو کریں گے۔

نماز

آج کے درس میں ہماری گفتگو اسلام کے دوسرے رکن سے متعلق ہے اور وہ نماز ہے۔

- نماز ہی مسلمان وکافر کے مابین فرق کرنے والی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكَ الصَّلَاةِ» "انسان اور شرک وکفر کے مابین نماز کا چھوڑنا ہے"۔(اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔) یہ اسلام کا ستون ہے۔اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «رَأْسُ الْأَمْرِ الْإِسْلَامُ، وَعَمُودُهُ الصَّلَاةُ» "دین کی اصل اسلام ہے اور اس کا ستون نماز ہے"۔(اسے ترمذی نے روایت کیا ہے) یہ پہلی چیز ہے جس کا بندہ سے محاسبہ کیا جائے گا۔ اگر یہ درست رہا تو بندہ کا سارا عمل درست ہو گا، اگر وہ بگڑ گیا تو بندہ کا سارا عمل بگڑ جائے گا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عَمَلِهِ صَلَاتُهُ فَإِنْ صَلُحَتْ فَقَدْ أَفْلَحَ وَأَنْجَحَ وَإِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ» " قیامت کے دن بندہ کے عمل میں سے سب سے پہلی چیز جس کا محاسبہ کیا جائے گا وہ اس کی نماز ہے، اگر وہ درست رہا تو وہ کامیاب ہو جائے گا اور فلاح پالے گا اور اگر وہ ٹھیک نہ ہوا تو ناکام ہو جائے گا اور گھاٹے میں رہے گا"۔(اسے ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے روایت کیا ہے۔)

- یہ اس دنیا میں نبی کریم ﷺ کی آنکھ کی ٹھنڈک ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: «وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ» "میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں ہے"۔ (اسے نسائی نے روایت کیا ہے)قرۃ العین کا معنی ہے کہ جس سے آنکھ کو ٹھنڈک ملے اور دل کو قرار ملے۔)

- نماز بندے اور رب العالمین کے مابین ایک تعلق ہے۔یہ اس شخص کو فحش و منکر سے روکتی ہے جس نے اخلاص کے ساتھ اسے قائم کیااور خلوص کے ساتھ اسے ادا کیا۔اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿إِنَّ ٱلصَّلَوٰةَ تَنۡهَىٰ عَنِ ٱلۡفَحۡشَآءِ وَٱلۡمُنكَرِۗ﴾ (عنکبوت:۴۵) ترجمہ:"یقیناًنماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے"۔
- نماز تبھی درست ہوگی جب اسے نبی ﷺ کے طریقے کے مطابق قائم کیا جائے، جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي» "تم ویسے ہی نماز پڑھو جیسا کہ تم نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا" (متفق علیہ) مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ نماز کے احکام اور اس کی کیفیت کو سیکھنے کا حریص ہو جیسا کہ نبی ﷺ سے وارد ہے، تاکہ وہ اسے کامل ترین طریقے سے انجام دے سکے اور اس طرح وہ ثواب اور عظیم فائدہ حاصل کر سکے۔

ہم اسی پر اکتفاء کرتے ہیں، ہم اگلے دروس میں اللہ کی مشیئت سے نماز کے احکام کے بارے میں بات کریں گے۔

طہارت

اس درس میں ہماری گفتگو نماز کی صحت کے شرائط میں سے ایک شرط کے بارے میں ہے اور جان لو وہ طہارت ہے۔

طہارت کا معنی لغت میں : گندگیوں سے صفائی ہے۔ شریعت میں حدث کے دور کرنے اور نجاست کو زائل کرنے کو طہارت کہتے ہیں۔

طہارت کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم: **حدث سے طہارت**: اگر انسان کو حدث اکبر لاحق ہوا ہے تو اس سے غسل کے ذریعہ طہارت حاصل کی جاتی ہے۔ اگر حدث اصغر لاحق ہوا ہے تو اس سے وضوء کے ذریعہ طہارت حاصل کی جاتی ہے۔

طہارت پانی سے حاصل ہوتی ہے، اگر پانی کا حصول مشکل ہو اور اس کے استعمال کی قدرت نہ ہو تو تیمم کے ذریعہ طہارت حاصل کی جائے گی۔

دوسری قسم: **نجاست سے طہارت**: یہ بدن اور لباس سے نجاست کو زائل کرکے اور جس جگہ نماز پڑھی جائے اس جگہ سے نجاست کو زائل کرکے حاصل ہوگی، نجاست کا رنگ اور بوا گر زائل نہ ہو لیکن عین نجاست زائل ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

- جن نجاستوں کا بدن، کپڑوں اور جگہ سے زائل کرنا واجب ہے وہ ہیں: آدمی کا پیشاب و پائخانہ، خون[1] (تھوڑا خون معاف ہے) وہ جانور جس کا کھانا حرام ہے اس کا پیشاب و پاخانہ نجس

(1) - نجس خون بہتا ہوا خون ہے، یہ وہ خون ہے جو ذبح کرتے وقت ذبیحہ سے نکلتا ہے، لیکن وہ خون جو ذبح کرنے کے بعد ذبیحہ میں باقی رہتا ہے، جیسے وہ خون جو رگوں اور دل اور تلی اور کلیجی میں باقی رہتا ہے، تو وہ پاک ہے۔

ہے(لیکن جس حیوان کا کھانا مباح ہے تو اس کا پیشاب اور پاخانہ پاک ہے) اور نجاستوں میں سے: مردار[1]، خنزیر، کتا[2]، مذی اور ودی[3] ہے۔وہ تھوڑی سی نجاست معاف ہے جس سے بچنا مشکل ہو۔

- جب مسلمان سبیلین سے خارج ہونے والی نجاست پیشاب و پائخانہ کو زائل کرنا چاہے تو وہ پانی سے استنجاء کرے یا پتھر سے یا ٹیشو پیپر سے یا ان دونوں جیسی چیزوں سے صفائی کرے[4]۔جب بھی وہ غسل کرے تو اس کے لیے استنجاء کرنا واجب نہیں ہے بلکہ جب اس کی شرمگاہ سے پیشاب وغیرہ نکلے تبھی استنجاء کرے گا، اور اگر پائخانہ نکلے تو دبر کو دھوئے گا، جہاں تک ہوا خارج ہونے کا معاملہ ہے تو اس سے استنجاء نہیں کیا جائے گا۔

اللہ تعالی ہمارے دلوں اور ہمارے بدنوں کو حسی و معنوی گندگیوں سے پاک کردے۔ہم اسی پر اکتفاء کرتے ہیں۔اگلے درس میں ہم انشاءاللہ حدث اصغر سے طہارت کے سلسلے میں باتیں کریں گے۔

---

(1) - مردار سے مراد وہ جانور ہے جسے شرعی طریقے سے ذبح نہیں کیا گیا ہو، مردار سے مچھلی اور وہ چیزیں مستثنی ہیں جو صرف پانی میں رہتی ہیں، تو مردار ٹڈی اور مری ہوئی مچھلی اور پانی میں رہنی والی چیزیں بغیر ذبح کیے ہوئے کھانا جائز ہے۔نجس مردار سے وہ مردار بھی مستثنی ہے جس میں بہتا ہوا خون نہیں ہوتا جیسے چیونٹی، مکھی، خنفساء(beetle)اور ان جیسی چیزوں کا مرا ہوا پاک ہے لیکن ان کا کھانا جائز نہیں ہے۔

(2)- اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی کے برتن میں کتا منہ ڈال دے تو اسے پاک اس طرح کرے کہ اسے سات مرتبہ دھوئے، پہلی مرتبہ مٹی سے دھوئے۔نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اگر اس کا پیشاب، لید، یا خون یا رگ یا بال یا لعاب یا اس کا کوئی عضو کسی پاک چیز سے مل جائے، اور ان دونوں میں سے کسی ایک میں(کتے کے عضو میں یا جس پاک چیز سے وہ مل رہا ہے اس میں) رطوبت رہی ہو تو اس کا سات مرتبہ دھونا واجب ہوگا،ان میں سے ایک مرتبہ مٹی سے دھویا جائے گا۔

(3) - مذی: پتلی اور لیس دار ہوتی ہے جو دل لگی کرتے وقت بلا اچھلے اور چھلکے ہوئے نکلتی ہے،اس کے بعد سستی لاحق نہیں ہوتی ہے، اس سے طہارت کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے ذکر اور دونوں خصیہ کو دھوئے، جہاں تک کپڑے کا معاملہ ہے تو اس جگہ پر پانی کا چھینٹا مارے جہاں مذی لگی ہے۔جہاں تک ودی کا معاملہ ہے تو وہ سفید اور گاڑھی ہوتی ہے جو پیشاب کے بعد نکلتی ہے، اور پیشاب کی طرح اس سے طہارت حاصل کی جائے گی۔

(4) -پتھر کے ذریعہ یا ٹیشو پیپر یا ان دونوں جیسی چیزوں کے ذریعہ گندگی دور کرنے اور صفائی کرنے میں واجب ہے کہ ان سے کم از کم تین مرتبہ گندگی کو دور کرے اور اس بات کو یقینی بنائے کہ گندگی سے پوری طرح صفائی حاصل ہوگئی ہے۔

وضوء کا طریقہ

اس درس میں ہماری گفتگو حدث اصغر سے پاکی کے سلسلے میں ہوگی۔حدثِ اصغر سے پاکی وضوء کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے:

- وضوء کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ پاک پانی سے کیا جائے،اگر پانی کا رنگ،مزہ یا بو نجاست کی وجہ سے بدل گیا،تو اس پانی سے وضوء و غسل درست نہیں ہوگا ۔
- وضوء کی شرط یہ ہے کہ ان چیزوں کو زائل کیا جائے جو اعضاء وضوء تک پانی کے پہنچنے کو روکتی ہیں، جیسے مٹی، گوندھا ہوا آٹا،موم،دبیز رنگ یا ناخون کا طلا(التا) جسے عورتیں یا دوسرے لوگ استعمال کرتے ہیں۔
- صحیحین میں ہے کہ اللہ کے نبیﷺ نے فرمایا: «مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوئِي هَذَا ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيهِمَا نَفْسَهُ غَفَرَ اللهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ» "جس نے میرے اس وضوء کی طرح وضوء کیا، پھر دو رکعت نماز ادا کرے،اوران دونوں میں اپنے نفس سے کچھ بھی بات نہ کرے،تواللہ تعالی اس کے سارے سابقہ گناہ معاف فرمادیتاہے"۔

اللہ کے نبیﷺ کے طریقے کے مطابق وضوء کا طریقہ یہ ہے:

- دل سے وضوء کی نیت کرے،زبان سے نیت کا ادا کرنا مشروع نہیں ہے۔
- پھر "بسم اللہ" کہے اوراپنی دونوں ہتھیلیوں کو تین مرتبہ دھوئے۔
- پھر تین مرتبہ کلی کرے اور ناک میں پانی ڈال کر ناک صاف کرے، ایسا تین چلو پانی سے

کرے، پھر اپنے چہرہ کو تین مرتبہ دھوئے، چہرہ کی حد: چوڑائی میں کان سے لے کر کان تک اور لمبائی میں پیشانی کے دونوں کناروں سے لے کر داڑھی کے نیچے تک ہے، اگر داڑھی ہلکی ہو جس کے نیچے سے چمڑے کا رنگ دکھائی دیتا ہو تو اس کے ظاہر و باطن دونوں کا دھونا واجب ہوتا ہے، اگر داڑھی گھنی ہو جو چمڑے کو ڈھانکے ہوئی ہو، تو اس کے ظاہر کا دھونا واجب ہوگا اور اس کا خلال کرنا مستحب ہوگا۔

- پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو تین مرتبہ دھوئے گا، انگلیوں کے کنارے سے لے کر دونوں کہنیوں تک (اور کہنی دھونے کے ضمن میں داخل ہے)، پہلے دائیں ہاتھ کو دھوئے گا پھر بائیں کو۔

- پھر اپنے سر اور دونوں کانوں کا نئے پانی سے مسح کرے، اس کا طریقہ یہ ہوگا: اپنے دونوں ہاتھ کو سر کے اگلے حصے سے گدی تک پھیرے، پھر ان دونوں کو اس جگہ تک لوٹائے جہاں سے شروع کیا تھا، یعنی ان دونوں کو اپنی گدی سے لے کر سر کے اگلے حصے تک لے جائے، پھر اپنی دونوں شہادت کی انگلیوں کو اپنے دونوں کانوں میں داخل کرے، اور دونوں کانوں کے باہری حصے کو اپنے دونوں انگوٹھے سے ایک مرتبہ مسح کرے[1]۔

- پھر اپنے دونوں پاؤں کو ٹخنوں تک دھوئے، دائیں پاؤں سے شروع کرے پھر بائیں پاؤں کو۔ دونوں ٹخنے سے مراد وہ ابھری ہوئی ہڈیاں ہیں جو پنڈلی اور قدم کے جوڑ کے پاس ہیں۔

- وضوء کے فرائض میں سے: اعضاءِ وضوء کے مابین ترتیب ہے، اور یہ بھی فرض ہے کہ دو عضووں کے مابین طویل فاصلہ نہ ہونے پائے۔

- مسنون یہ ہے کہ وضوء کے بعد یہ کہے: أشهد أن لا إله إلا الله، وأن محمداً عبدُالله ورسُولُه" "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور یہ کہ محمد اللہ کے بندہ ورسول ہیں"۔ (اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔)

(1) - سر سے نیچے جو بال لٹک رہے ہوں ان کا مسح کرنا واجب نہیں ہے۔

اے اللہ ہمیں توبہ کرنے والوں میں سے بنا، ہمیں پاکی اختیار کرنے والوں میں سے بنا، ہم اسی پر اکتفاء کرتے ہیں، ہم اگلے درس میں ان غلطیوں کے متعلق باتیں کریں گے جو بعض حضرات سے وضوء میں سرزد ہو جاتی ہیں۔

وضوء کی غلطیاں

ہم نے پچھلے درس میں وضوءاور اس کے طریقے کے بارے میں گفتگو کی تھی، آج کے درس میں ہم ان غلطیوں کے متعلق گفتگو کریں گے جو بعض حضرات سے وضوء کے دوران سرزد ہوتی ہیں۔ ان میں سے یہ ہیں:

- کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈال کر ناک صاف کرنے کو چھوڑ دینا، تو یہ وضوء کو باطل کرنے والا ہے، اس لیے کہ یہ دونوں چیزیں چہرہ کو دھونے میں داخل ہیں جن کا حکم دیا گیا ہے۔
- دونوں ہتھیلیوں کو دونوں ہاتھوں کے ساتھ نہ دھونا اور ان کے وضوء کی ابتداء میں دھونے پر ہی اکتفاء کرنا، حالانکہ صحیح یہ ہے کہ ہاتھ دھوتے وقت دونوں ہتھیلیوں کو بھی دھویا جائے، اس لیے کہ وضوء کے شروع میں ان کا دھونا مستحب ہے جب کہ دونوں ہاتھوں کے ساتھ ان کا دھونا واجب ہے۔
- وضوء کی غلطیوں میں سے دونوں کہنیوں کو اور دونوں ٹخنوں اور ایڑیوں کو یا تو نہ دھونا یا دھونے میں سستی کرنا ہے، اس سلسلے میں وعید آئی ہے، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: "ایڑیوں کو اچھی طرح نہ دھلنے والوں کے لیے جہنم کی وعید ہے، وضوء کو اچھی طرح پورا کرو"۔ (مسلم)

نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے اپنے قدم پر ناخن کی جگہ کو چھوڑ دیا ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "لوٹ جاؤ اور وضوء اچھی طرح کرو۔ (مسلم) اور ایک حدیث میں ہے: "نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، اس کے قدم کی پشت میں درہم کے بقدر چمک

تھی جسے پانی نہیں پہنچا تھا، تو آپ ﷺ نے اسے فرمایا: "لوٹ جاؤ اور اچھی طرح وضوء کرو" (مسلم)
اور ایک حدیث میں ہے: "نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، اس کے قدم کے پشت پر درہم کے بقدر چمک تھی، جسے پانی نہیں پہنچا تھا، تو نبی کریم ﷺ نے اسے حکم دیا کہ وہ دوبارہ وضوء بنائے اور نماز ادا کرے"۔ (اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور البانی نے صحیح کہا ہے۔)

وضوء کی غلطیوں میں سے: اعضاء وضوء کے دھونے میں زیادتی کرنا ہے یا ان میں سے بعض کو تین مرتبہ سے زیادہ دھونا ہے اور یہ سنت کے خلاف ہے۔

بہت زیادہ پھیلی ہوئی غلطیوں میں سے پانی کے استعمال میں اسراف کرنا ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿وَلَا تُسْرِفُوٓاْ ۚ إِنَّهُۥ لَا يُحِبُّ ٱلْمُسْرِفِينَ ۝١٤١﴾ (أعراف: ۳۱) ترجمہ: "اور حد سے مت گزرو یقیناً وہ حد سے گزرنے والوں کو ناپسند کرتا ہے"۔

اللہ تعالی ہمیں نبی ﷺ کے طریقے کی پیروی کرنے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم اسی پر اکتفاء کرتے ہیں، ہم اگلے درس میں انشاء اللہ دونوں موزوں پر مسح کرنے کے احکام کے سلسلے میں باتیں کریں گے۔

موزوں (خف وجورب وغیرہ) پر مسح کرنا

ہماری گفتگو طہارت کے احکام کے سلسلے میں چل رہی ہے۔اس درس میں ہم موزوں (خف وجورب وغیرہ) پر مسح کرنے کے سلسلے میں بتائیں گے[1]۔

موزوں پر مسح کرنا بندہ کے لیے اللہ تعالی کی جانب سے رخصت ہے،یہ اس عظیم رواداری شریعت میں آسانی کے مظاہر میں سے ہے۔

خفین پر مسح کے جواز کی پانچ شرطیں ہیں:

۱- موزہ پاک ہو،ناپاک موزہ پر مسح درست نہیں ہے۔

۲- موزہ مباح ہو، حرام موزے پر مسح جائز نہیں ہے، جیسے چوری کے ذریعہ حاصل کیے ہوئے اوراسی طرح مردوں کے لیے ریشم کے بنے ہوئے موزے پر مسح کرنا جائز نہیں ہے۔

۳- انہیں طہارت کی حالت میں پہنے۔

۴- ان پر حدث اصغر کی حالت میں مسح کرے،جہاں تک حدث اکبر کی بات ہے،توان کو اتار کر غسل کرنا واجب ہے۔

۵- شرعی طور پر محدود مدت تک ہی موزہ پر مسح کیا جاسکتا ہے اور وہ مقیم کے لیے ایک دن ایک رات یعنی ۲۴ گھنٹے اور مسافر کے لیے تین دن تین رات ہے یعنی ۷۲ گھنٹے ہے۔ مسح کی مدت کا حساب اس وقت سے شروع ہوگا جب وہ طہارت ختم ہونے کے بعد پہلی مرتبہ مسح کرے۔

---

(1) - خف وہ موزہ ہے جسے انسان اپنے دونوں قدموں پر پہنتا ہے اور وہ چمڑے کا بنا ہوتا ہے، جورب وہ موزہ ہے جو اون، کاٹن، سوت یا کپڑے سے بنا ہوتا ہے اور وہ شرّاب سے معروف ہے۔

موزوں پر مسح کا طریقہ یہ ہے:

یہ کہ موزہ کے اوپر مسح کرے، وہ اس طرح کہ اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو بھگا کر اپنے پاؤں کی انگلیوں پر رکھے، پھر انہیں اپنی پنڈلی کے شروع ہونے کی جگہ تک لے جائے اور مسح کا اعادہ نہ کرے۔

ہم اللہ تعالی سے دین میں سمجھ اور سید المرسلین ﷺ کی سنت کی اتباع کی دعا کرتے ہیں۔ ہم اسی پر اکتفاء کرتے ہیں، ہم اگلے درس میں نواقضِ وضوء کے سلسلے میں باتیں کریں گے ان شاءاللہ۔

نواقضِ وضو

آج کے درس میں ہماری گفتگو نواقضِ وضوء سے متعلق ہوگی اور جس کا وضوء ٹوٹ جائے وہ کیا کرے گا؟

نواقض وضوء درج ذیل ہیں:

۱. سبیلین سے نکلنے والی چیزیں (سبیلین پیشاب پاخانہ کے نکلنے کی جگہیں ہیں)، ان سب سے وضوء ٹوٹ جائے گا۔

۲. عقل کا زائل ہونا یا انسان پر جنون، بیہوشی یا نشہ[1] یا نیند طاری ہونا، اس لیے کہ اس حالت میں حدث نکلنے کا شبہ برقرار رہتا ہے، جہاں تک معمولی نیند کا مسئلہ ہے جس میں انسان پوری طرح غرق نہ ہو جائے، تو اس سے وضوء نہیں ٹوٹے گا۔(یہ ایسی نیند ہے جس میں اگر انسان کو حدث لاحق ہوتا ہے تو اسے حدث کا احساس ہو جاتا ہے، جیسے ہوا خارج ہونا۔)

۳. اونٹ کا گوشت کھانا

۴. اہل علم کا اختلاف ہے کہ شرمگاہ کو اگر براہ راست مس کرلے اور اس کے اور شرمگاہ کے بیچ میں کوئی چیز حائل نہ ہو[2]، تو کیا وضوء بنائے گا یا نہیں؟ لیکن بہتر یہی ہے کہ وضوء بنالے۔

(1) - یہ بات سب کو معلوم ہے کہ شراب اور نشہ آور چیزوں کا پینا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ ارشاد ربانی ہے:﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالأَنْصَابُ وَالأَزْلامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ [النساء: ۱۰۳]. ترجمہ: "اے ایمان والو! بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور تھان اور فال نکالنے کے پانسے کے تیر، یہ سب گندی باتیں اور شیطانی کام ہیں، ان سے بالکل الگ رہو تاکہ تم فلاح یاب ہو"۔

(2) -ذکر کو یا دبر کے حلقے کو چھونا، عورت کا شرمگاہ کو چھونا اور بڑے یا چھوٹے کسی اور کی شرمگاہ کو چھونا۔

- جس کا وضوء نواقض وضوء میں سے کسی چیز کے ذریعہ ٹوٹ جائے تو اس شخص کے لیے حرام ہے کہ وہ بغیر وضوء بنائے نماز پڑھے، یا مصحف کو چھوئے۔
- جو شخص وضوء کرلے اور اسے شک ہو کہ کیا اسے حدث لاحق ہوا ہے یا نہیں، تو اس کے لیے وضوء بنانا لازم نہیں ہے، اس لیے کہ یقینی چیز تو وضوء ہے جو اس نے کیا ہوا ہے، تو وہ شک کی بنیاد پر زائل نہیں ہوگا۔

اللہ تعالی ہمیں علم نافع اور عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم اسی پر اکتفاء کرتے ہیں، اگلے درس میں ہم غسل کو واجب کرنے والی چیزوں کے متعلق گفتگو کریں گے انشاءاللہ۔

غسل کو واجب کرنے والی چیزیں

اس سے قبل ہم نے حدثِ اصغر سے طہارت کے احکام کے سلسلے میں گفتگو کی تھی، آج کے درس میں ہماری گفتگو غسل کو واجب کرنے والی چیزوں کے متعلق ہوگی اور وہ چیزیں ہیں:

۱. بیداری کی حالت میں لذت کے ساتھ اچھلتی ہوئی منی کا نکلنا اور اسی طرح احتلام ہونے پر منی کا نکلنا۔

۲. ذکر کو شرمگاہ میں داخل کرنا، گرچہ منی نہ نکلے، جیسا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: «إِذَا قَعَدَ بَيْنَ شُعَبِهَا الْأَرْبَعِ، ثُمَّ مَسَّ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ» "جب مرد عورت کی چار شاخوں کے مابین بیٹھے، اور دونوں کی شرمگاہیں آپس میں مل جائیں تو غسل واجب ہو جائے گا" (مسلم) اس حدیث میں شرم گاہ سے آلۂ تناسل کے ملنے کا مطلب آلۂ تناسل کا شرمگاہ میں داخل ہونا ہے۔

۳. حیض یا نفاس کے خون کا ختم ہونا

- حدث اکبر لاحق ہونے کی صورت میں ان چیزوں کے کرنے سے بھی رک جائے جو حدث اصغر لاحق ہونے کی صورت میں منع ہیں جیسے (نماز، مصحف کا چھونا) حدث اکبر کی حالت میں قرآن کی تلاوت جائز نہیں ہے، البتہ حیض اور نفاس والی عورتوں کے لیے مصحف کو چھوئے بغیر قرآن کی تلاوت جائز ہے۔ جسے حدث اکبر لاحق ہو جائے اس کے لیے مسجد میں بیٹھنا جائز نہیں ہے[1]۔

(1) - جب جنبی وضوء بنالے تو اس کے لیے مسجد میں بیٹھنا جائز ہے، جہاں حیض اور نفاس والی عورتوں کا معاملہ ہے تو ان کے لیے مسجد میں بیٹھنا جائز نہیں ہے، البتہ ہر ایک کے لیے مسجد سے گذرنا جائز ہے۔

اسی طرح حیض ونفاس والی عورتوں سے وطی کرنا جائز نہیں ہے، نہ ہی انہیں طلاق دینا جائز ہے، ان دونوں کے لیے نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا حرام ہے۔ ان دونوں پر روزہ کی قضا کرنی ہے لیکن نماز کی نہیں۔

اے اللہ ہمیں ان لوگوں میں سے بنا جو بات کو کان لگا کر سنتے ہیں اور جو اچھی بات ہوتی ہے اس کی اتباع کرتے ہیں۔ ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ ہم اگلے درس میں غسل کے صحیح طریقے سے متعلق گفتگو کریں گے انشاءاللہ۔

غسلِ جنابت کا طریقہ

آج کے درس میں ہماری گفتگو غسلِ جنابت کے سلسلے میں ہے جیسا کہ وہ نبی کریم ﷺ سے وارد ہوا ہے اور وہ اس طرح ہے:

۱. دل سے غسل کی نیت کرے۔

۲. پھر بسم اللہ پڑھے اور اپنے ہاتھ کو تین مرتبہ دھوئے، پھر اپنی شرمگاہ کو دھوئے۔

۳. پھر مکمل وضوء کرے۔

۴. پھر اپنے سر پر تین مرتبہ پانی بہائے اور بال کی جڑوں کو بھگائے[1]۔

۵. پھر اپنے جسم پر پانی بہائے، پہلے دائیں حصہ پر پھر بائیں حصہ پر، پھر پورے جسم پر پانی ڈالے، پھر اپنے جسم کے بالوں کی جڑوں کو بھگائے، اس کے لیے اپنے جسم پر ہاتھ پھیرنا مستحب ہے، تاکہ اس بات کو یقینی بنالے کہ پانی پورے جسم پر پہنچ گیا ہے۔

یہ نبی کریم ﷺ سے وارد کامل غسل کا طریقہ ہے، جیسا کہ صحیحین میں مروی حدیث میں عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: «كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا اغْتَسَلَ مِنْ الْجَنَابَةِ غَسَلَ يَدَيْهِ وَتَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ اغْتَسَلَ ثُمَّ يُخَلِّلُ بِيَدِهِ شَعَرَهُ حَتَّى إِذَا ظَنَّ أَنَّهُ قَدْ أَرْوَى بَشَرَتَهُ أَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَاءَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ سَائِرَ جَسَدِهِ وَقَالَتْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ نَغْرِفُ مِنْهُ جَمِيعًا». "اللہ کے رسول

(1) - عورتوں کے لیے غسل کے وقت اپنی چوٹیوں کو کھولنا واجب نہیں ہے۔

ﷺ جب جنابت سے غسل کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو دھوتے، پھر نماز جیسا وضوء کرتے، پھر غسل کرتے، پھر اپنے ہاتھ سے اپنے بال کا خلال کرتے، یہاں تک کہ جب آپ کو غالب گمان ہو جاتا کہ آپ نے اپنی جلد کو تر کر دیا ہے تو تین مرتبہ اپنے جسم پر پانی بہاتے اور سارا جسم دھوتے، وہ بیان کرتی ہیں: میں اور رسول اکرم ﷺ ایک ہی برتن سے غسل کرتے تھے اور اسی سے ہم دونوں چلو سے پانی لیتے تھے"۔

- جہاں تک اس صفتِ غسل کا طریقہ ہے جو کافی ہو جائے تو اس کے لیے دو شرط ہے:

۱. دل سے غسل کی نیت کرے۔

۲. پھر کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈال کر اسے صاف کرنے کے ساتھ ساتھ پورے بدن پر پانی بہائے اور جسم میں بال کے اگنے کی جگہوں کو تر کرے۔

ہم اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمارے دلوں اور جسموں کو پاک فرمادے اور انہیں آلائشوں سے صاف کر دے۔ ہم اسی پر اکتفاء کرتے ہیں اور اگلے درس میں تیمم کے احکام کے بارے میں گفتگو کریں گے اِن شاءاللہ۔

تیمم

آج کے درس میں ہماری گفتگو تیمم سے متعلق ہے:

- یہ اللہ تعالی کی جانب سے بندے کے لیے رخصت ہے۔ وہ اس عظیم شریعت میں آسانی کے مظاہر میں سے ہے۔
- تیمم، پانی سے طہارت حاصل کرنے (وضوء اور غسل) کا بدل ہے، ایسا اس صورت میں ہے جب پانی معدوم ہو[1] یا معدوم کے حکم میں ہو، یا اس شخص کے لیے ہے جو مرض کی وجہ سے اس کا استعمال نہیں کر سکتا ہو، یا پانی تھوڑی مقدار میں ہو جو اس کے پینے کے لیے درکار ہو، یا اس کے استعمال سے ضرر میں مبتلا ہونے کا خوف ہو، یا یہ کہ پانی نہایت ٹھنڈا ہو کہ اسے استعمال کرنے کی صورت میں صحت کو نقصان پہنچنے کا خوف ہو، اور اس کے پاس کوئی ایسی چیز نہ ہو جس کے ذریعہ وہ اسے گرم کر سکے۔
- تیمم زمین کے اوپر موجود اس کے اجزاء سے جائز ہو گا جیسے مٹی، پتھر، ریت اور پکی ہوئی مٹی سے۔ اللہ تعالی کا ارشاد گرامی ہے: ﴿فَتَيَمَّمُواْ صَعِيدًا طَيِّبًا﴾ (نساء:۴۳) ترجمہ: "تو پاک مٹی کا قصد کرو"۔ صعید ہر وہ چیز ہے جو روئے زمین پر ہے اور طیب پاک کو کہتے ہیں، مسلمان کے لیے جائز ہے کہ وہ برتن میں مٹی یا ریت رکھ لے اور اس سے تیمم کرے۔

تیمم کا طریقہ

- ❖ تیمم کی نیت کرتے ہوئے بسم اللہ کہے۔

(1) - مسلمان پر واجب ہے کہ پانی تلاش کرے اور آس پاس اسے ڈھونڈے، لیکن جب ڈھونڈنے کے بعد بھی اسے نہ پائے اور اس کے موجود نہ ہونے کا یقین ہو جائے تو تیمم کرے۔

- ❖ پھر اپنی دونوں ہتھیلیوں سے زمین کے اوپر ایک مرتبہ مارے۔
- ❖ پھر اپنی دونوں ہتھیلیوں سے اپنے چہرے کا مسح کرے۔
- ❖ پھر اپنی دونوں ہتھیلیوں کا مسح کرے۔
- ❖ پھر تیمم کے بعد وہی اذکار پڑھے جو وضوء کے بعد پڑھا جاتا ہے۔
- ❖ تیمم کو پے در پے مکمل کرنا واجب ہے، وہ اس طرح کہ چہرہ کے مسح اور دونوں ہتھیلیوں کے مسح کے مابین طویل وقفہ نہ ہو۔

تیمم کے احکام

- تیمم بھی ان چیزوں کے ذریعہ باطل ہو جائے گا جن چیزوں کے ذریعہ پانی سے حاصل کی ہوئی طہارت باطل ہو جاتی ہے۔ یہ نواقض وضوء اور غسل کو واجب کرنے والی چیزیں ہیں۔
- اسی طرح جنابت یا حدث سے تیمم کرنے والا اس وقت دوبارہ جنبی یا حدث کے حکم میں ہو جائے گا جب اس سے وہ عذر زائل ہو جائے جس کی وجہ سے اس کے لیے تیمم کو مباح قرار دیا گیا تھا، ایسی صورت میں جو نماز اس نے ادا کرلی ہے اسے دوبارہ نہیں لوٹائے گا۔
- جو اتنا پانی پائے جو اس کے بعض اعضاء کے لیے کافی ہو جائے، تو وہ اس سے پاکی حاصل کرلے، پھر بقیہ حصہ پر تیمم کرلے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان چیزوں سے فائدہ پہنچائے جو ہم نے سنی ہیں، اور ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت فرمائے، ہم اسی پر اکتفاء کرتے ہیں، اگلے درس میں ہم ان احکام کے سلسلے میں گفتگو کریں گے جن کا تعلق عورتوں کو لاحق ہونے والے طبعی خونوں سے ہے۔

خاتون کی طہارت

آج کے درس میں ہماری گفتگو ان احکام کے سلسلے میں ہے جو خواتین کی طہارت[1] کے ساتھ مخصوص ہیں۔اس سلسلے میں بات شروع کرنے سے قبل ہم یہ بتادینا چاہتے ہیں کہ مسلمان عورت پر ان احکام کا سیکھنا واجب ہے جو ان کے ساتھ مخصوص ہیں۔ہماری بھی ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے اہل واقارب کی تعلیم کا اہتمام کریں اور انہیں وہ چیزیں بتائیں جو ان کے دین ودنیا کے معاملات میں فائدہ پہنچائیں۔

جواحکام عورتوں کے لیے مخصوص ہیں وہ **حیض ونفاس** کے احکام ہیں۔

- حیض: یہ طبعی اور جبلی خون ہے جو بالغ خاتون کے رحم سے مخصوص وقت میں آتا ہے۔
- حیض کے خون کے نکلنے کی شروعات اور اس کے ختم ہونے کی کوئی حد نہیں ہے،اس کی اقل مدت اور اکثر مدت کی بھی کوئی حد نہیں ہے۔بلکہ جب وہ اپنے مخصوص صفات کے ساتھ آنے لگے تو وہ حیض ہے[2]۔
- جہاں تک نفاس کا معاملہ ہے تو وہ ایسا خون ہے جو عورت کو ولادت کے وقت یا اس سے دو دن یا تین دن پہلے سے کھل کر آتا ہے، نفاس کی کوئی اقل مدت نہیں ہے،اس کی اکثر مدت ۴۰ دن ہے۔
- حیض ونفاس والی عورتوں کے لیے حیض ونفاس کی حالت میں نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا حرام

(1) -اس موضوع پر مزید معلومات کے لیے مطالعہ کریں شیخ محمد بن عثیمین رحمہ اللہ کی تصنیف "رسالۃ فی الدماء الطبیعیۃ للنساء"

(2) -حیض کا خون گاڑھا ہوتا ہے پتلا نہیں، وہ بدبودار اور کریہہ بو والا ہوتا ہے اور جمتا نہیں۔

ہے۔ایسی خواتین روزہ کی قضا کریں گی، نماز کی نہیں۔ان دونوں کے ساتھ ہم بستری کرنااورانہیں طلاق دینا حرام ہے۔اسی طرح ان دونوں کے لیے مسجد میں بیٹھنا بھی حرام ہے۔ان دونوں پر وہ چیزیں بھی حرام ہیں جو حدثِ اصغر لاحق ہونے کی صورت میں حرام ہو جاتی ہیں۔ان دونوں کے لیے لازم ہے کہ پاک ہوتے ہی غسل کرلیں۔

- جب خاتون کو نماز کے وقت نماز ادا کرنے سے قبل حیض یانفاس آجائے تو ایسی صورت میں بھی اس کے لیے اس کی قضا واجب نہیں ہے۔مگر جب اس کے ادا کرنے میں تاخیر کرے یہاں تک اسے ادا کرنے کے لیے وقت تنگ پڑجائے، تواس پراس کی قضا ہے۔
- جب حیض یانفاس والی عورت نماز کا وقت ختم ہونے سے قبل ہی پاک ہوجائے تو اس پر اس نماز کو ادا کرنا واجب ہے۔
- جہاں تک استحاضہ کے خون کا معاملہ ہے جو بعض عورتوں کو آتا ہے، اور وہ ایسا خون ہے جو مخصوص ومعتاد وقت کے علاوہ میں رحم کے ابتدائی حصہ سے نکلتا ہے[1]، تو اس کے احکام درج ذیل ہیں:
- استحاضہ کے احکام طہر کے احکام ہیں، مگر اس پر واجب ہے کہ:

ا. ہر نماز کے لیے وضوء کرے جیسا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: «**ثُمَّ تَوَضَّئِي لِكُلِّ صَلَاةٍ وَصَلِّي**»، " پھر تم ہر نماز کے لیے وضوء کرو اور نماز ادا کرو"۔ (بخاری) یعنی ہر نماز کے لیے نماز کا وقت ہونے کے بعد ہی وضوء کرو اور نماز پڑھو[2]۔جہاں تک غیر مؤقت نمازوں کا معاملہ ہے تو ان کے لیے اس وقت وضوء بنائے جب انہیں ادا کرنے کا ارادہ کرے۔

(1) -استحاضہ کے خون کی علامت یہ ہے کہ وہ باریک ہوتا ہے گاڑھا نہیں، نہ ہی اس میں بدبو ہوتی ہے اور وہ نکلنے کے بعد جمتا ہے۔

(2) - استحاضہ والی خاتون کے لیے اگر ہر نماز کے وقت وضوء بنانا دشوار ہو تو اسے ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کی نماز کو جمع کرکے ایک ساتھ ادا کرنا جائز ہے۔

۲. جب خاتون وضوء کرنے کا ارادہ کرے تو خون کے اثر کو دھولے، اپنی شرمگاہ پر کاٹن کا ٹکڑہ رکھ لے تاکہ وہ خون کو جذب کرتا رہے۔ خواتین آج کل اس مقصد کے لیے پیڈ کا استعمال کرتی ہیں جو طبّی نقطۂ نظر سے بھی بہتر ہے۔

اللہ تعالی ہمیں ظاہری و باطنی طہارت کی توفیق عطا فرمائے، ہم اسی پر اکتفاء کرتے ہیں، اگلے درس میں ہم نماز کے شرائط کے بارے میں بات کریں گے۔ ان شاءاللہ۔

نماز کے شروط (1)

آج ہماری گفتگو نماز کے احکام کے سلسلے میں ہے۔ نماز کی کچھ شرطیں ہیں جن کا نماز سے قبل اور نماز کے دوران پایا جانا واجب ہے۔ اسی طرح اس کے کچھ ارکان ہیں جن کو انجام دینا واجب ہے۔ اگر انہیں انجام نہیں دیا گیا تو نماز باطل ہو جائے گی۔ اسی طرح اس کے کچھ واجبات ہیں جن کا انجام دینا واجب ہے۔

- نماز کی صحت کے شروط میں سے اِسلام، عقل اور سن تمیز ہے، تو کافر کی نماز درست نہیں ہو گی، جس کی عقل غائب ہے یا جس کی عقل پر نشہ آور چیز وغیرہ نے پردہ ڈال دیا ہے، اس کی نماز درست نہیں ہو گی۔ جو سن تمیز سے کم عمر کا ہے اور وہ سات سال ہے، اس پر بھی نماز نہیں ہے۔
- اس کے شروط میں سے نمازوں کے وقت کا داخل ہونا ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿إِنَّ ٱلصَّلَوٰةَ كَانَتۡ عَلَى ٱلۡمُؤۡمِنِينَ كِتَٰبٗا مَّوۡقُوتٗا ١٠٣﴾ (نساء:۱۰۳) "یقیناً نماز مومنوں پر مقررہ وقتوں پر فرض ہے"۔

- **نماز کے اوقات درج ذیل ہیں:**

ظہر کا وقت: زوال شمس سے شروع ہوتا ہے، یعنی جب سورج بیچ آسمان میں آنے کے بعد مغرب کی جانب مائل ہو جائے، اور اسے اس طرح جانا جائے گا کہ جب سورج کا مغرب کی جانب والا سایہ ختم ہونے کے بعد مشرق کی جانب ظاہر ہونے لگے، جب ہر چیز کا سایہ اس کے طول کے مثل ہو جائے[1]

(1) جب سورج نکلتا ہے تو ہر بلند چیز کا سایہ مغرب کی طرف ظاہر ہوتا ہے، اور جس قدر سورج اوپر کی طرف بڑھتا جاتا ہے وہ سایہ کم ہوتا جاتا ہے، جب بیچ آسمان میں پہنچ جاتا ہے۔ اور وہ استواء کی حالت ہے۔ تو سایہ میں کمی آنے کا سلسلہ اپنے کمال کو پہنچ جاتا ہے، =

تب ظہر کا وقت ختم ہوتا ہے ۔(اس سایہ کے علاوہ جو زوال کے وقت ہوتا ہے۔)

عصر کا وقت: ظہر کے وقت کے ختم ہونے سے شروع ہوتا ہے اور سورج کے زرد ہونے تک باقی رہتا ہے۔ضرورت کے وقت غروبِ شمس تک جاری رہتا ہے[1]۔

مغرب کا وقت: غروب شمس یعنی سورج کی ٹکیا کے مکمل غائب ہونے کے بعد سے شروع ہو کر شفقِ احمر کے غائب ہونے تک جاری رہتا ہے۔

عشاء کا وقت: مغرب کے وقت کے ختم ہونے (شفق احمر کے غائب ہونے کے وقت)سے شروع ہو کر وسط شب تک باقی رہتا ہے۔ضرورت کی حالت میں اس کا وقت طلوعِ فجر تک باقی رہتا ہے۔

فجر کا وقت: فجرِ ثانی کے طلوع ہونے سے شروع ہوتا ہے اور طلوعِ شمس پر ختم ہوتا ہے۔فجر ثانی کو فجر صادق بھی کہتے ہیں اور یہ وہ سفیدی ہے جو افق میں مشرق کی جانب سے ظاہر ہوتی ہے اور شمال سے جنوب کی طرف پھیل جاتی ہے[2]۔

نماز کے اوقات تفصیلی طور پر عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آئے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «**وَقْتُ الظُّهْرِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ، وَكَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ كَطُولِهِ، مَا لَمْ يَحْضُرِ الْعَصْرُ، وَوَقْتُ الْعَصْرِ، مَا لَمْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ، وَوَقْتُ**

= (یعنی سایہ کے کم ہونے کا سلسلہ رک جاتا ہے)اور پھر بلند چیز کا سایہ اصلی باقی رہ جاتا ہے،اور یہ زوال کا سایہ ہے،اور یہ مہینوں کے حساب سے بدلتا رہتا ہے۔

(1) - عصر کی نماز سورج میں زردی آنے کے بعد تک کے لیے مؤخر کرنا جائز نہیں ہے،اگر کوئی اس میں تاخیر کے لیے مجبور ہو جائے تو ایسے شخص کے لیے غروب شمس سے قبل اس کے ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔اسی طرح عشاء کی نماز کے متعلق کہا جاتا ہے کہ نصف شب کے بعد اس میں تاخیر کرنا جائز نہیں ہے، لیکن ضرورت اور مجبوری کی بنیاد پر فجر کی نماز سے قبل تک اسے ادا کیا جا سکتا ہے۔

(2) - جہاں تک فجر اول (الکاذب) کی بات ہے تو وہ مشرق سے لے کر مغرب تک پھیلا ہوتا ہے،اور یہ مختصر وقت کے لیے ہوتا ہے پھر تاریک ہو جاتا ہے، فجر ثانی کے برخلاف، تو اس کی روشنی بڑھتی رہتی ہے۔

صَلَاةِ الْمَغْرِبِ، مَا لَمْ يَغِبْ الشَّفَقُ، وَوَقْتُ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ الأَوْسَطِ، وَوَقْتُ صَلَاةِ الصُّبْحِ، مِنْ طُلُوعِ الْفَجْرِ، مَا لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ»، "ظہر کا وقت اس وقت سے شروع ہوتا ہے جب سورج زائل ہوجائے اور اس وقت تک رہتا ہے جب انسان کا سایہ اس کے طول کے برابر ہوجائے اور جب تک عصر کا وقت نہ ہوجائے، عصر کا وقت اس وقت تک رہتا ہے جب تک سورج میں زردی نہ آجائے، مغرب کی نماز کا وقت اس وقت تک باقی رہتا ہے جب تک شفق غائب نہ ہوجائے، عشاء کی نماز کا وقت نصف شب تک باقی رہتا ہے، صبح کی نماز کا وقت طلوع فجر سے شروع ہوکر اس وقت تک باقی رہتا ہے جب تک سورج طلوع نہ ہوجائے"(مسلم)

- عشاء کی نماز کے علاوہ بقیہ نمازوں کو اول وقت میں مقدم کرنا مستحب ہے۔ عشاء کو اس صورت میں مؤخر کرنا مستحب ہے جب وہ لوگوں پر شاق نہ ہو۔ ظہر کو سخت گرمی میں گرمی کے کم ہونے تک کے لیے مؤخر کرنا مستحب ہے۔

- جس کی نماز فوت ہوجائے، تو اس کے لیے اس کی قضاء فوری ترتیب کے ساتھ واجب ہے۔ اگر وہ ترتیب بھول جائے یا ترتیب کے وجوب کا اسے علم نہ ہو تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے، یا اگر وہ موجودہ نماز کے وقت کے نکل جانے سے خائف ہو، تو اس نماز اور فوت شدہ نماز کے مابین ترتیب ساقط ہوجائے گی۔

اللہ تعالی ہمیں اور ہماری آل واولاد کو وقت پر مکمل طریقہ سے نماز کی پابندی کرنے والا بنائے، ہم اسی پر اکتفاء کرتے ہیں، اگلے درس میں ہم نماز کے بقیہ شروط کے متعلق گفتگو کریں گے ان شاءاللہ۔

نماز کے شروط (2)

گذشتہ درس میں ہم نے نماز کے شروط کے سلسلے میں گفتگو کی تھی، ہم نے ان میں سے اسلام، عقل، تمیزِ عمر، اور وقت کے داخل ہونے کے کا ذکر کیا تھا۔اب ذیل میں نماز کی صحت کے شروط کو بیان کیا جارہاہے۔

- جسم کا ستر ایسے کپڑے سے کیا جائے جس سے چمڑا ظاہر نہ ہو، مرد کا ستر ناف سے لے کر گھٹنہ تک ہے، جہاں تک عورت کے ستر کی بات ہے تو نماز میں اس کا پورا جسم ستر ہے سوائےاس کے چہرہاور دونوں ہتھیلیوں کے،احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ دونوں ہتھیلیوں کو بھی ڈھانک لے،اگروہ غیر محرم مردوں کے پاس ہوتو وہ اپنے پورے جسم کا ستر کرے گی۔
- جس چیز کی طرف تنبیہ ضروری ہے وہ یہ ہے کہ بعض حضرات ایسے کپڑے یا چھوٹے پاجامے پہنتےہیں جن سے ان کی ران کا یاپشت کے نیچے کا کچھ حصہ ظاہر ہو جاتاہے جو ستر کے ضمن میں داخل ہے،توایسی صورت میں نماز صحیح نہیں ہوگی۔

اسی طرح جو ایسالباس پہنے جس سے کپڑے کے نیچے کی چیزیں دکھائی پڑیں، جیسے کپڑے کے نیچے چمڑے کا رنگ دکھائی پڑے،توایسے کپڑے میں نماز صحیح نہیں ہوگی۔

- نماز کی شرائط میں سے حدث اصغر واکبر سے طہارت ہے،اوراس سلسلے میں تفصیل سے گفتگو گذر چکی ہے۔
- اس کی شروط میں سے: بدن،لباس اوراس جگہ سے نجاست کا زائل کرنا ہے جہاں نماز ادا کی جائے گی۔

جس نے اپنے اوپر نماز کے بعد نجاست دیکھی، اور اسے اس بات کا پتہ نہیں ہے کہ وہ کب لگی یا اسے بھولا ہوا تھا، تو ایسے شخص کی نماز صحیح ہو گی۔ اگر نماز کے دوران اس کا علم ہو اور اس کا زائل کرنا ممکن ہو تو اسے زائل کر لے اور اپنی نماز مکمل کر لے۔

نماز کی شروط میں سے قبلہ رخ ہونا ہے اور کعبہ مسلمانوں کا قبلہ ہے۔

اس کی شروط میں سے نیت ہے۔ اس کا محل قلب ہے۔ زبان سے نیت کا ادا کرنا مشروع نہیں ہے۔

مقبرہ میں نماز درست نہیں ہے، صرف میت پر نمازِ جنازہ وہاں پڑھی جا سکتی ہے۔ اسی طرح اونٹ کے بتھان میں نماز درست نہیں ہو گی۔

اے اللہ ہمیں ان لوگوں میں سے بنا جو نماز کو درست طریقہ سے قائم کرتے ہیں اور ایسی نماز کی توفیق عطا کر جو تمہیں راضی کرے۔ ہم اسی پر اکتفاء کرتے ہیں، اگلے درس میں ہم ارکانِ صلاۃ کے متعلق باتیں کریں گے۔ ان شاءاللہ۔

ارکانِ صلاۃ

اس سے قبل ہم نے نماز کے شروط کے سلسلے میں باتیں کی تھیں۔آج کے درس میں ہماری گفتگو نماز کے ارکان کے سلسلے میں ہے۔

نماز کے ارکان ساقط نہیں ہوتے ہیں خواہ وہ عمداً چھوڑے جائیں یا سہواً،اور وہ ہیں:

پہلا رکن: قدرت ہونے کی حالت میں کھڑا ہونا: اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «صَلِّ قَائِمًا، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَعَلَى جَنْبٍ»، "کھڑے ہو کر نماز ادا کرو، اگر کھڑے ہونے کی استطاعت نہ ہو تو بیٹھ کر، اگر بیٹھنے کی بھی طاقت نہ ہو تو پہلو کے بل"۔(بخاری) یہ فرض نماز کا حکم ہے، جہاں تک نفل نماز کی بات ہے تو بغیر عذر کے بھی اسے بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے۔ بیٹھ کر پڑھنے کی صورت میں نصف اجر ملے گا۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے: «وَمَنْ صَلَّى قَاعِدًا فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِ الْقَائِمِ»، "جو بیٹھ کر نماز پڑھے تو اسے کھڑے ہو کر پڑھنے والے کا نصف اجر ملے گا"۔(بخاری)

دوسرا رکن: احرام کی تکبیر: نماز شروع کرتے وقت تکبیر کہی جائے گی جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ، فَكَبِّرْ»، "پھر قبلہ رخ ہو جاؤ اور تکبیر کہو" (بخاری)

تیسرا رکن: ہر رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھنا، جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ»، "اس شخص کی نماز درست نہیں ہے جو فاتحۃ الکتاب (سورہ فاتحہ)

نہ پڑھے"۔ (متفق علیہ) اس شخص سے فاتحہ ساقط ہو جاتا ہے جو امام کو رکوع کی حالت میں پائے یا رکوع میں جانے سے قبل پائے اور سورۂ فاتحہ پڑھنے کا اسے وقت نہ مل سکے۔

چوتھا رکن: رکوع

پانچواں رکن: رکوع سے اٹھنا

چھٹا رکن: اعتدال کے ساتھ کھڑا ہونا جیسا کہ رکوع کی حالت سے قبل تھا۔

ساتواں رکن: سات اعضاء پر سجدہ کرنا، اور وہ پیشانی، ناک، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے، اور دونوں قدم کے کنارے ہیں۔

آٹھواں رکن: سجدہ سے اٹھنا

نواں رکن: دونوں سجدوں کے مابین بیٹھنا

دسواں اور گیارہواں رکن: آخری تشہد اور اس میں بیٹھنا ہے، اور اس میں وارد دعا "التحیات للہ والصلوات والطیبات........." پڑھنا ہے۔

بارہواں رکن: سلام پھیرنا ہے۔

تیرہواں رکن: طمانینت ہے، اور وہ ہر فعلی رکن کے ادا کرنے میں طمانینت ہے گرچہ کم ہی کیوں نہ ہو۔

چودہواں رکن: ارکان کے مابین ترتیب ہے۔

اے اللہ ہمیں دین میں سمجھ عطا فرما، ہمیں وہ چیزیں سکھا جو ہمیں دنیا و آخرت میں فائدہ پہنچائیں، ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں، اگلے درس میں ہم اس کا حکم بیان کریں گے جو ان ارکان میں سے کوئی رکن چھوڑ دے یا بھول جائے۔

جو ارکانِ نماز میں سے کوئی رکن بھول جائے یا چھوڑ دے

ہم نے گذشتہ درس میں نماز کے چودہ ارکان کے سلسلے میں گفتگو کی تھی۔ آج کے درس میں ہماری گفتگو اس شخص کے متعلق ہوگی جو ان میں سے کسی کو چھوڑ دے یا بھول جائے۔

- اگر احرام کی تکبیر بھول جائے یا چھوڑ دے تو اس کی نماز نہیں ہوگی، یعنی وہ نماز میں داخل ہی نہیں ہوا۔
- اگر اس کے علاوہ کوئی اور رکن چھوڑ دے، اگر اسے جان بوجھ کر چھوڑ دے تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی، اگر سہواً چھوٹ جائے تو اس میں تفصیل ہے:

أ) اگر دوسری رکعت میں اس جگہ تک پہنچنے سے قبل وہ یاد آجائے، تو لوٹ کر اسے ادا کرے ، پھر اپنی نماز پوری کرے اور سجدۂ سہو کرے۔

اس کی مثال یہ ہے کہ اگر کوئی رکوع بھول گیا، پھر نفسِ رکعت کے سجدہ میں اسے یاد آیا، یا اگلی رکعت کی قراءت میں یاد آیا، تو وہ سجدہ یا قراءت چھوڑ دے گا، اور رکوع کرے گا اور پھر اپنی نماز مکمل کرے گا اور سجدۂ سہو کرے گا۔

ب) اگر اگلی رکعت میں اس جگہ تک پہنچنے کے بعد وہ اسے یاد آئے، تو وہ ناقص رکعت کو کالعدم قرار دے دے، اور دوسری رکعت ہی اس کے لیے پہلی ہوگی، اس طرح وہ نماز مکمل کرے گا اور سجدۂ سہو کرے گا۔

ج) اگر وہ رکن اسے سلام پھیرنے کے بعد یاد آئے اور جو چیز اس سے چھوٹی ہے وہ آخری رکعت سے ہے تو وہ اسے اور اس کے بعد کی تمام چیزوں کو پوری کرلے، پھر سجدہ سہو کرلے، اگر

چھوٹنے والی چیز آخری رکعت سے پہلی والی رکعت میں سے ہے، تو پوری ایک رکعت پڑھے، ایسا وہ اس صورت میں کرے جب اس کے سلام پھیرنے اور چھوٹی ہوئی چیز کے یاد آنے کے درمیان لمبا وقفہ نہ گذرا ہو، اگر لمبا وقفہ گذر گیا ہے یا وضوء ٹوٹ گیا ہے تو وہ اپنی نماز لوٹا لے۔

اللہ تعالی ہمیں ان لوگوں میں سے بنائے جو اپنی نمازوں کو پوری کرتے ہیں اور مکمل طور پر ادا کرتے ہیں۔ ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں، اگلے درس میں ہم نماز کے واجبات کے سلسلے میں گفتگو کریں گے ان شاءاللہ۔

نماز کے واجبات

ہم نے گذشتہ درس میں نماز کے ارکان اوران سے متعلق احکام کے سلسلے میں بات کی تھی۔آج کے درس میں ہم نماز کے واجبات کے سلسلے میں باتیں کریں گے اور وہ یہ ہیں:

۱) احرام کی تکبیر کے علاوہ تمام تکبیرات۔

۲) امام اور منفرد کے لیے "سمع اللہ لمن حمدہ" کہنا ، جہاں تک مقتدی کی بات ہے تو وہ اسے نہیں بولے گا۔

۳) امام، منفرد اور مقتدی کے لیے "ربناولک الحمد" کہنا۔

۴) رکوع میں "سبحان ربی العظیم" کہنا۔ مستحب یہ ہے کہ اسے تین مرتبہ یااس سے زیادہ کہے۔

۵) سجدہ میں "سبحان ربی الأعلی" کہنا، مستحب یہ ہے کہ اسے تین مرتبہ یااس سے زیادہ کہے۔

6) پہلا تشہد، اور اس میں یہ کہے: «التَّحِيَّاتُ للهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ» "ہر طرح کی عبادتیں، نمازیں اور پاکیزگیاں اللہ ہی کے لیے ہیں، اے نبی! آپ پر سلامتی، اللہ کی رحمت اوراس کی برکتیں نازل ہوں، اور سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے تمام نیک وصالح بندوں پر، میں گواہی دیتاہوں کہ اللہ کے سواکوئی معبودِ برحق نہیں، اور میں گواہی دیتاہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں"۔ (متفق علیہ)

۷) تشہدِاول کے لیے بیٹھنا

۸) عمداً جو ان واجبات میں سے کسی واجب کو چھوڑ دے تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔

۹) سہواً یا لاعلمی کی بنیاد پر جب کوئی اسے چھوڑ دے تو وہ سجدۂ سہو کے ذریعہ اس کی تلافی کرے گا۔

ہم اللہ تبارک وتعالی سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں علمِ نافع اور عملِ صالح کی توفیق عطا فرمائے، ہم اسی پر اکتفاء پڑتے ہیں۔ ہم اگلے درس میں نماز کی طرف چلنے کے آداب کے متعلق باتیں کریں گے۔ اِن شاءاللہ۔

نماز کی طرف چلنے کے آداب

ہم نے اس سے قبل نماز کے شروط،ارکان اور واجبات کے سلسلے میں گفتگو کی ہے۔ اس درس میں ہم نماز کی طرف چلنے کے آداب کے سلسلے میں گفتگو کریں گے۔

۱) مسلمان پر واجب ہے کہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرے۔اللہ تعالی کا ارشاد گرامی ہے: ﴿وَٱرۡكَعُواْ مَعَ ٱلرَّٰكِعِينَ ﴿٤٣﴾﴾ (بقرۃ:۴۳)ترجمہ:"اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو"۔ مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے کہ اللہ کے نبیﷺ نے فرمایا: «وَلَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِالصَّلَاةِ فَتُقَامَ ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا فَيُصَلِّيَ بِالنَّاسِ ثُمَّ أَنْطَلِقَ مَعِي بِرِجَالٍ مَعَهُمْ حُزَمٌ مِنْ حَطَبٍ إِلَى قَوْمٍ لَا يَشْهَدُونَ الصَّلَاةَ فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ بِالنَّارِ» "میں نے قصد کیا کہ میں نماز کا حکم دوں، پھر نماز قائم کی جائے،پھر میں ایک شخص کو حکم دوں اور وہ لوگوں کو نماز پڑھائے، پھر میں چلوں اور میرے ساتھ کچھ لوگ ہوں،ان کے ساتھ لکڑیوں کا بنڈل ہو، پھر ان لوگوں کے پاس جائیں جو نماز کے لیے حاضر نہیں ہوتے ہیں، تو میں ایسے لوگوں کے گھروں کو جلا دوں"۔

۲) مستحب یہ ہے کہ نماز کے لیے وضوء بنا کر آئے،اور سکونت وو قار کے ساتھ آئے جیسا کہ اللہ کے نبیﷺ نے فرمایا: «إذا أُقيمتِ الصَّلاةُ فلا تأتوها وأنتم تَسعَونَ، ولكن ائتوها وأنتم تَمشُونَ وعليكم السَّكينةُ، فما أدركتُم فصلُّوا، وما فاتكم فأتمُّوا» "جب نماز قائم ہو جائے تو تم دوڑتے ہوئے نماز کے لیے نہ آؤ، بلکہ تم چل کر آؤ اور تمہارے اوپر

سکینت ہو، جتنی نماز تمہیں مل جائے اسے پڑھ لو،اور جو تم سے چھوٹ جائے اسے پورا کرو"۔(متفق علیہ)

۳) جب مسجد میں داخل ہونے لگے تو اپنا دایاں پاؤں پہلے داخل کرے اور یہ کہے: «**اللَّهُمَّ افتَحْ لِي أبوابَ رَحْمَتِكَ**» " اے اللہ ہمارے لیے اپنے رحمت کے دروازے کھول دے"۔ (مسلم)

۴) جب مسجد سے نکلنا چاہے تو پہلے اپنے بائیں پاؤں کو آگے بڑھائے اور یہ کہے: «**اللَّهُمَّ إنِّي أسألُكَ مِنْ فَضْلِكَ**»، "اے اللہ میں تجھ سے تیرا فضل مانگتا ہوں"۔(مسلم)

۵) نماز کے لیے جلدی جانا مستحب ہے۔ تکبیرِ تحریمہ کو پانے، صفِ اول میں شامل ہونے ، امام سے قریب رہنے، صفوں کو سیدھی کرنے اور صفوں کے مابین سے فاصلہ کو ختم کرنے کا حریص رہے۔

۶) جو شخص مسجد میں داخل ہو اس کے لیے مستحب یہ ہے کہ وہ اس وقت تک نہ بیٹھے جب تک کہ دو رکعت تحیۃ المسجد نہ پڑھ لے جیسا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: «**إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ الْمَسْجِدَ فَلَا يَجْلِسْ حَتَّى يُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ**»، " جب تم میں کا کوئی مسجد میں داخل ہو تو اس وقت تک نہ بیٹھے جب تک کہ دو رکعت نماز نہ پڑھ لے"۔(متفق علیہ)

اے اللہ ہمیں اپنی رحمت و مغفرت میں شامل فرمالے، اپنے عفو و کرم سے ہمیں درگذر فرما، ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں، ہم اگلے درس میں صحیح نماز کی صفت کے بارے میں گفتگو کریں گے جیسا کہ سنت میں وارد ہوا ہے۔

نماز کا طریقہ

آج کے درس میں ہماری گفتگو نماز کے طریقہ سے متعلق ہے جیسا کہ سنت میں وارد ہوا ہے اور وہ درج ذیل ہے:

۷) نمازی قبلہ رو ہو کر کھڑا ہو، "اللہ اکبر" کہتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں کندھوں یا دونوں کانوں تک اٹھائے اور اپنے سجدہ کی جگہ کو دیکھے۔

۸) پھر اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر رکھے اور ان دونوں کو اپنے سینے پر رکھے یا سینے کے نیچے ناف کے اوپر رکھے، یا ناف کے نیچے رکھے، اور ہاتھ کے رکھنے کی کیفیت یہ ہو گی:

۱) یا تو اپنی دائیں ہتھیلی کو اپنی بائیں ہتھیلی کی پشت اور کلائی اور بازو پر رکھے۔

۲) یا اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے بائیں بازو پر رکھے۔

- پھر دعائے استفتاح پڑھے: «سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلا إِلَهَ غَيْرُكَ»، "تیری ذات پاک ہے اے اللہ، ہر طرح کی حمد تیرے لیے ہے، تیرا نام بابرکت ہے، تیرا مرتبہ عظیم ہے، تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں"۔ یا اس کے علاوہ جو دعاء سنت میں وارد ہوئی ہے وہ پڑھے، پھر یہ کہے: «أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم»، پھر سورۂ فاتحہ پڑھے، اور اس کے آخیر میں جہری نماز میں زور سے اور سری نماز میں آہستہ "آمین" کہے۔
- پھر پہلی دو رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد قرآن میں سے جو میسر ہو پڑھے۔

- پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو دونوں کندھوں یا دونوں کانوں تک اٹھاتے ہوئے رکوع کے لیے تکبیر کہے، اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھے اور اپنی انگلیوں کو کھلا رکھے، اپنے سر کو اپنی پیٹھ کے برابر رکھے، اپنی پشت کو پھیلائے اور اسے سیدھا رکھے، رکوع میں اطمینان کے ساتھ رہے اور تین مرتبہ یا اس سے زیادہ یہ کہے: "سبحان ربی العظیم"۔
- پھر "سمع اللہ لمن حمدہ" کہتے ہوئے اپنے سر اور دونوں ہاتھ اٹھائے، امام اور منفرد نماز پڑھنے والا "سمع اللہ لمن حمدہ" کہے گا لیکن مقتدی نہیں کہے گا۔
- جب سیدھا کھڑا ہو جائے، تو "ربناولک الحمد" کہے، یا "ربنالک الحمد" کہے، یا اللھم ربناولک الحمد" کہے، یا "اللھم ربنالک الحمد" کہے، اور جو اذکار وارد ہوئے ہیں ان کے ذریعہ اس دعا میں مزید اضافہ کرے تو بہتر ہے۔
- پھر تکبیر کہے اور سجدہ میں چلا جائے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو نہ اٹھائے، پھر وہ سات اعضاء پر سجدہ کرے، (پیشانی اور ناک، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے، اور دونوں قدموں کے کنارے) اپنے ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ رخ رکھے، اپنے دونوں ہاتھوں کو دونوں کندھوں یا دونوں کانوں کے برابر رکھے، اپنی پیشانی اور ناک کو زمین سے لگا کر رکھے، اپنے دونوں بازو کو زمین سے اٹھا کر رکھے، اپنی دونوں رانوں میں کشادگی رکھے اور اپنے پیٹ کو ان دونوں سے دور رکھے، ایسا وہ اپنی استطاعت بھر کرے اس طور پر کہ اس سے بازو والے کو تکلیف نہ پہنچے، اور اپنے سجدہ میں تین مرتبہ یا اس سے زیادہ مرتبہ کہے: "سبحان ربی الأعلی" اور زیادہ سے زیادہ دعا کرے، جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "سجدہ کی حالت میں بندہ سب سے زیادہ اللہ تعالی سے قریب ہوتا ہے، تو تم لوگ زیادہ سے زیادہ دعائیں کرو"۔ (مسلم)
- پھر تکبیر کہتے ہوئے اٹھے اور افتراش کی حالت میں بیٹھے، افتراش یہ ہے کہ انسان اپنے بائیں پاؤں کو بچھائے اور اس پر بیٹھے اور دائیں پاؤں کو اٹھائے رکھے، اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے دائیں ران پر اور

بائیں ہاتھ کو بائیں ران پر گھٹنے کے پاس یا گھٹنے پر رکھے، اطمینان کے ساتھ بیٹھے، اور یہ کہے: "رب اغفرلی" تین مرتبہ یا اس سے زیادہ۔

- پھر تکبیر کہے اور سجدہ میں جائے، اور دوسرے سجدہ میں بھی ویسے ہی کرے جیسے پہلے سجدہ میں کیا تھا۔
- پھر تکبیر کہتے ہوئے اپنے سر کو اٹھائے، اب دوسری رکعت کے لیے کھڑا ہوتے ہوئے اٹھ جائے، اور دوسری رکعت میں بھی ویسے ہی کرے جیسا کہ پہلی رکعت میں کیا تھا۔

پھر تین یا چار رکعت والی نماز کے لیے تشہد اول میں بیٹھے، افتراش کی اسی حالت میں بیٹھے جیسا کہ دونوں سجدوں کے مابین بیٹھتے ہیں، اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنی دونوں رانوں پر رکھے، اپنے دائیں ہاتھ کے انگوٹھے سے وسطی کے ساتھ حلقہ بنائے اور خنصر و بنصر انگلیوں کو مٹھی کی طرح کرلے اور شہادت والی انگلی سے اشارہ کرے، یا تمام انگلیوں سے مٹھی بنالے اور شہادت والی انگلی سے اشارہ کرے اور اس کی طرف دیکھے اور یہ کہے: «التَّحِيَّاتُ لله وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ الله وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ الله الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا الله، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ»، "ہر طرح کی عبادتیں، نمازیں اور پاکیزگیاں اللہ ہی کے لیے ہیں، اے نبی! آپ پر سلامتی، اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں، اور سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے تمام نیک و صالح بندوں پر، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں'' (متفق علیہ)

- پھر تیسری رکعت کے لیے تکبیر کہتے ہوئے اور دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے ہوئے کھڑا ہو، پھر تیسری اور چوتھی رکعت پڑھے، ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھے۔

پھر تشہد اخیر کے لیے تورّک کی حالت میں بیٹھے، تورّک یہ ہے کہ اپنے بائیں پاؤں کو دائیں طرف بچھاتے ہوئے نکالے اور اپنے دائیں پاؤں کو کھڑا رکھے اور اپنی سرین پر بیٹھے، پھر تشہد اخیر میں وہی

چیزیں پڑھے جو پہلے تشہد میں پڑھا تھا اور اس میں اس کا اضافہ کرے: «اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ». (بخاری) "اے اللہ! رحمت نازل فرما محمد (ﷺ) پر اور آلِ محمد (ﷺ) پر جیسے تو نے رحمت نازل فرمائی ابراہیم علیہ السلام پر اور آلِ ابراہیم علیہ السلام پر، یقیناً تو قابل تعریف، بڑی شان والا ہے۔ اے اللہ! برکت نازل فرما محمد (ﷺ) پر اور آلِ محمد (ﷺ) پر جیسے تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیم علیہ السلام پر اور آلِ ابراہیم علیہ السلام پر، یقیناً تو قابل تعریف، بڑی شان والا ہے"۔

- پھر چار چیزوں سے اللہ کی پناہ مانگے اور یہ کہے: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ»، "اے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں جہنم کے عذاب سے، قبر کے عذاب سے، زندگی اور موت کے فتنے سے اور مسیح دجال کے فتنے کے شر سے"۔(مسلم) اور جو چاہے دعا کرے۔
- پھر دائیں اور بائیں جانب یہ کہتے ہوئے سلام کرے" السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ"
- جب سلام پھیر لے تو یہ کہے: استغفر اللہ، تین مرتبہ، اور یہ دعا پڑھے: «اللهم أنت السلام، ومنك السلام، تباركت يا ذا الجلال والإكرام» پھر نماز کے بعد کے جو اذکار وارد ہوئے ہیں انہیں پڑھے۔

ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں، ہم اگلے درس میں نماز کی غلطیوں کے سلسلے میں باتیں کریں گے جن میں بعض لوگ مبتلا ہوتے ہیں۔ان شاءاللہ۔

نمازیوں کی غلطیاں (1)

ہم نے گذشتہ درس میں نماز کے طریقہ کے سلسلے میں گفتگو کی تھی۔ آج کے درس میں ہماری گفتگو ان غلطیوں کے سلسلے میں ہوگی جن میں بعض نمازی مبتلا ہوتے ہیں۔ ہم انہیں اختصار کے ساتھ بیان کرتے ہیں، تاکہ ہم ان سے بچ سکیں، ان کے سلسلے میں دوسروں کو متنبہ کرسکیں، ان غلطیوں میں سے درج ذیل ہے:

- نماز کے شروع میں زبان سے نیت کرنا بدعت ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ اور آپ کے صحابۂ کرام نے ایسا نہیں کیا۔ نیت کا مقام دل ہے، لفظ کے ذریعہ اسے ادا کرنا مشروع نہیں ہے۔
- غلطیوں میں سے یہ ہے کہ بعض لوگ جب مسجد میں داخل ہوتے ہیں اور امام رکوع کررہا ہوتا ہے تو وہ احرام کی تکبیر کہتے ہوئے رکوع کے لیے جھک جاتے ہیں، حالانکہ یہ نماز کو باطل کرنے والا ہے۔ اس لیے کہ احرام کی تکبیر واجب ہے کہ کھڑے ہوکر کہی جائے، پھر رکوع کے لیے تکبیر کہے اور رکوع کرے، اگر جلدی کرے اور رکوع کی تکبیر کو چھوڑدے اور احرام کی تکبیر پر اکتفا کرے اور وہ کھڑا ہوا ہے تو اس کی نماز درست ہوگی۔
- غلطیوں میں سے اقامت سنتے ہی یا رکعت فوت ہونے کے خوف سے تیزی میں جانا ہے، جبکہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «إِذَا سَمِعْتُمْ الْإِقَامَةَ، فَامْشُوا إِلَى الصَّلَاةِ، وَعَلَيْكُمْ بِالسَّكِينَةِ وَالْوَقَارِ، وَلَا تُسْرِعُوا، فَمَا أَدْرَكْتُمْ، فَصَلُّوا، وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا» "جب تم اقامت سنو، تو سکینت ووقار اختیار کرتے ہوئے نماز کے لیے چلو اور جلدی نہ کرو، جتنی نماز تمھیں مل جائے اسے پڑھو اور جو فوت ہوجائے اسے پورا کرو"۔ (بخاری) تو سنت یہ ہے کہ اطمینان کے ساتھ چلے جیسے عام طریقہ سے چلتے ہیں۔

- غلطیوں میں سے یہ ہے کہ صفوں کو درست نہ کیا جائے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «سَوُّوا صُفُوفَكُمْ فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوفِ مِنْ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ» "اپنی صفوں کو درست کرو، اس لیے کہ صفوں کو سیدھی کرنا نماز قائم کرنے میں سے ہے"۔ (بخاری)

صفوں کو درست کرنے میں معتبر یہ ہے کہ کندھے سے کندھا ملا ہو، جو بدن کا اعلی حصہ ہے، اور ٹخنے سے ٹخنہ ملا ہو جو بدن کا نچلا حصہ ہے۔

- غلطیوں میں سے لہسن اور پیاز کھا کر مسجد آنا ہے۔ جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «مَنْ أَكَلَ ثُومًا أَوْ بَصَلًا، فَلْيَعْتَزِلْنَا، أَوْ قَالَ: فَلْيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا، وَلْيَقْعُدْ فِي بَيْتِهِ»، "جس نے لہسن اور پیاز کھایا تو وہ ہم سے الگ رہے، یا کہا: وہ ہماری مساجد سے الگ رہے اور اپنے گھر میں بیٹھا رہے"۔ (متفق علیہ) اس کی وجہ سے کریہہ بو آئے گی جو نمازیوں کو تکلیف پہنچائے گی جیسا کہ دھواں، تو وہ بذات خود منکر ہے، اور نمازیوں کو کریہہ بو کے ذریعہ اذیت پہنچانا دوسرا منکر ہے۔

- غلطیوں میں سے نماز میں یا نماز کے لیے مسجد نکلتے وقت انگلیوں کو انگلیوں میں ڈالنا ہے، اور ایسا کرنا مکروہ ہے، جیسا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: «إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ ثُمَّ خَرَجَ عَامِدًا إِلَى الْمَسْجِدِ فَلا يُشَبِّكَنَّ يَدَيْهِ، فَإِنَّهُ فِي صَلاةٍ»، "جب تم میں سے کوئی وضوء کرے تو اچھی طرح وضوء کرے، پھر قصد کرتے ہوئے مسجد کی طرف نکلے تو اپنے دونوں ہاتھ کو ایک دوسرے سے نہ ملائے، اس لیے کہ وہ نماز میں ہے"۔ (اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور البانی نے صحیح قرار دیا ہے۔)

اللہ تعالی ہمیں غلطی اور لغزش سے محفوظ رکھے اور ہماری کوتاہیوں کو معاف فرمائے۔ ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں، اگلے درس میں اسی موضوع پر اپنی بات مکمل کریں گے ان شاءاللہ۔

نمازیوں کی غلطیاں (2)

ہم نے گذشتہ درس میں بعض نمازیوں کی غلطیوں کے سلسلے میں جو باتیں کی تھیں، آج کے درس میں اسی سلسلہ کو جاری رکھیں گے:

- ان غلطیوں میں سے نماز کے لیے تزیین کو چھوڑ دینا ہے، تو بعض لوگ نماز کے لیے بطور خاص فجر کی نماز کے لیے نکلتے ہیں، اور وہ نائٹ ڈریس میں یا گھٹیا کپڑے میں ہوتے ہیں جسے وہ اپنی آفسوں یا پرو گراموں میں نہیں پہنتے ہیں۔ جبکہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿ يَٰبَنِيٓ ءَادَمَ خُذُواْ زِينَتَكُمۡ عِندَ كُلِّ مَسۡجِدٖ ﴾ (أعراف :۳۱) "اے اولاد آدم! تم مسجد کی ہر حاضری کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو"۔
- غلطیوں میں سے بغیر عذر کے فرض نماز میں قیام کے دوران دیوار یا کھنبے سے ٹیک لگانا ہے۔ یہ نماز کو باطل کرنے والا ہے، اس لیے کہ طاقت کی حالت میں قیام، نماز کے ارکان میں سے ایک رکن ہے۔
- غلطیوں میں سے: نماز کے دوران آسمان کی طرف نگاہ بلند کرنا ہے، اور وہ حرام ہے، جیسا کہ بخاری نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَرْفَعُونَ أَبْصَارَهُمْ إِلَى السَّمَاءِ فِي صَلَاتِهِمْ -فَاشْتَدَّ قَوْلُهُ فِي ذَلِكَ حَتَّى قَالَ-: لَيَنْتَهُنَّ عَنْ ذَلِكَ أَوْ لَتُخْطَفَنَّ أَبْصَارُهُمْ» "ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو اپنی نمازوں میں اپنی نگاہوں کو آسمان کی طرف بلند کرتے ہیں، آپ نے اپنی اس بات پر زور دیتے ہوئے کہا: وہ اس سے رک جائیں ورنہ ان کی نگاہیں اچک لی جائیں گی"۔

- غلطیوں میں سے: امام کے: ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۝٥﴾ " کہتے وقت بعض مقتدی کا "استعنّا بالله" کہنا ہے، حالانکہ یہ سنت کے خلاف ہے، اور امام نووی رحمہ اللہ نے اسے بدعت قرار دیا ہے۔
- غلطیوں میں سے مقتدی کا فرض نماز میں قرآن اور اذکار کے ذریعہ آواز بلند کرنا ہے جس سے وہ بازو کے نمازیوں میں تشویش پیدا کریں، جبکہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا كَانَ فِي الصَّلاةِ، فَإِنَّمَا يُنَاجِي رَبَّهُ فَلا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ بِالْقُرْآنِ فتُؤذوا المؤمنين» "تم میں سے کوئی جب نماز میں ہوتا ہے تو وہ اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے، تو تم قرآن کے ذریعہ اپنی آواز بلند نہ کرو جس سے مؤمنوں کو تکلیف پہنچاؤ"۔ (البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے)
- غلطیوں میں سے بعض مقتدیوں کا امام کے ساتھ آمین نہیں بولنا ہے، جبکہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: «إذا أمَّنَ الإمامُ فأمِّنوا، فإنه من وافقَ تأمينُه تأمينَ الملائكةِ، غُفِرَ له ما تقدَّمَ من ذنبِه» "جب امام آمین بولے تو تم بھی آمین بولو، اس لیے کہ جس کی آمین فرشتے کی آمین سے مل گئی، اس کے پچھلے گناہ معاف کردیے جائیں گے"۔ ابن شہاب نے کہا ہے: اور اللہ کے رسول ﷺ کہا کرتے تھے، "آمین" (بخاری)

اللہ تعالی ہمیں دین کی سمجھ اور سید المرسلین ﷺ کی سنت کی اتباع کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ اگلے درس میں ہم اسی موضوع پر اپنی گفتگو جاری رکھیں گے۔

نمازیوں کی غلطیاں (3)

ہماری گفتگو بعض نمازیوں کی غلطیوں کے سلسلے میں چل رہی ہے۔ ہم اسی سلسلے کو جاری رکھتے ہیں:

- ان غلطیوں میں سے یہ ہے کہ جو اس وقت مسجد میں پہنچے جب امام سجدہ میں ہو یا بیٹھا ہوا ہو تو مقتدی امام کا اس وقت تک انتظار کرے جب تک کہ وہ کھڑا نہ ہو جائے، حالانکہ مشروع یہ ہے کہ امام جس رکن میں بھی ہو، مقتدی اسی حالت میں نماز میں شامل ہو جائے، اس لیے کہ اللہ کے نبی ﷺ کے قول کا عموم اسی بات پر دلالت کرتا ہے: ارشاد نبوی ہے: «فَمَا أَدْرَكْتُمْ، فَصَلُّوا، وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا» "جتنی نماز تم پالو اسے ادا کرو، اور جو تم سے فوت ہو جائے اسے مکمل کرو"۔ (بخاری)

- غلطیوں میں سے جو نماز کو باطل کرتی ہے، وہ سات اعضاء پر سجدہ نہیں کرنا ہے، جبکہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ: عَلَى الْجُبْهَةِ - وَأَشَارَ بِيَدِهِ عَلَى أَنْفِهِ، وَالْيَدَيْنِ، وَالرُّكْبَتَيْنِ، وَأَطْرَافِ الْقَدَمَيْنِ»، "مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سات ہڈیوں پر سجدہ کروں، پیشانی پر اور اپنے ہاتھ سے اپنی ناک کی طرف اشارہ کیا، دونوں ہاتھوں پر، دونوں گھٹنوں پر، اور قدموں کے دونوں کناروں پر"۔ (متفق علیہ) تو ان میں سے بعض لوگ جب سجدہ کرتے ہیں تو اپنے دونوں قدموں کو زمین سے تھوڑا سا اٹھالیتے ہیں، یا ان دونوں میں سے ایک کو دوسرے پر رکھ لیتے ہیں، ان میں سے بعض اپنی ناک یا پیشانی کو زمین پر نہیں ٹکاتے ہیں، حالانکہ یہ چیز نماز کو باطل کرنے والی ہے۔

- غلطیوں میں سے سجدہ میں اپنی دونوں کہنیوں کو زمین سے ملا دیناہے، حالانکہ اللہ کے رسول ﷺ نے اس سے منع فرمایا: «**اعْتَدِلُوا فِي السُّجُودِ وَلَا يَبْسُطْ أَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ انْبِسَاطَ الْكَلْبِ**»، "سجدہ میں اعتدال اختیار کرو، اور تم میں سے کوئی اپنی دونوں کہنیوں کو زمین پر نہ پھیلائے جیساکہ کتا پھیلاتا ہے"۔ (متفق علیہ)اعتدال سے مقصود بچھانے، موڑنے اور کمان کی طرح پھیلانے کے مابین توسط ہے، اور سجدہ میں مسنون یہ ہے کہ اپنی دونوں کہنیوں کو اٹھائے، اپنے دونوں بازوؤں کو اپنے دونوں پہلوؤں سے الگ رکھے، اپنے پیٹ کو اپنی دونوں رانوں سے الگ رکھے، اور اپنی دونوں رانوں کو اپنی دونوں پنڈلیوں سے الگ رکھے، ایسا اپنی استطاعت بھر بلامبالغہ کرے، اس طور پر کہ اس میں دوسروں کے لیے تکلیف نہ ہو۔
- غلطیوں میں سے نماز کے افعال میں امام کی پیروی نہ کرناہے، بایں طور کہ امام سے سبقت کر جائے یا اس کے ساتھ کرنے لگے یا اس کی پیروی میں تاخیر کرے، جبکہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: «**إِنَّمَا جُعِلَ الإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ، فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا، وإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا، وإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا**»، "امام کو اس لیے بنایا گیاہے کہ اس کی پیروی کی جائے، جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو، جب سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو، جب اٹھے تو تم بھی اٹھو"۔ (متفق علیہ) اور آپ علیہ السلام نے کہا: «**أَمَا يَخْشَى أَحَدُكُمْ أَوْ لَا يَخْشَى أَحَدُكُمْ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ يَجْعَلَ الله رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ أَوْ يَجْعَلَ الله صُورَتَهُ صُورَةَ حِمَارٍ**»، "کیا تم میں کا کوئی شخص نہیں ڈرتاہے کہ جب وہ اپنا سر امام سے پہلے اٹھائے تو اللہ تعالی اس کے سر کو گدھے کا سر بنادے یا اس کی شکل کو گدھے کی شکل کا بنادے"۔ (بخاری)

اللہ تعالی ہمیں علم نافع کی راہوں پر چلنے والا بنادے، اس کی روشنی سے روشنی حاصل کرنے والا بنائے، ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں، اگلے درس میں ہم اسی موضوع پر گفتگو کریں گے۔

نمازیوں کی غلطیاں (4)

بعض نمازیوں کی غلطیوں کے سلسلے میں ہم اپنی بات مکمل کررہے ہیں،تاکہ ہمارے نفسوں کے لیےتذکیراور غیروں کے لیے تنبیہ ہو:

- نماز کو باطل کردینے والی غلطیوں میں سے نماز میں طمانینت کواختیار نہیں کرناہے، جبکہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ اللہ کے رسولﷺ مسجد میں داخل ہوئے، تو ایک شخص داخل ہوااوراس نے نماز پڑھی، پھر آپ کو سلام کیا تو آپﷺ نے سلام کا جواب دیااور فرمایا: "لوٹ جاؤاور نماز پڑھو اس لیے کہ تم نے نماز نہیں پڑھی" تووہ شخص لوٹ گیااور جیسے پہلے نماز پڑھی تھی ویسے ہی اسے دہرایا، پھر آیااور نبی کریمﷺ کو سلام کیا، نبیﷺ نے اسے پھر کہا: "لوٹ جاؤ اور نماز پڑھو اس لیے کہ تم نے نماز نہیں پڑھی" یہاں تک کہ اس نےایسا تین مرتبہ کیا، پھر اس شخص نے کہا:اس ذات کی قسم جس نے تجھے حق کے ساتھ بھیجاہے میں اس سے اچھا نہیں پڑھ سکتا، آپ مجھے سکھادیجیے، تو آپﷺ نے فرمایا: «**إذا قمتَ إلى الصلاةِ فكَبِّرْ، ثم اقرأْ ما تيسَّرَ معكَ من القرآنِ، ثم ارْكَعْ حتى تطمئِنَّ راكعًا، ثم ارفعْ حتى تعتدلَ قائمًا، ثم اسجُدْ حتى تطمئِنَّ ساجدًا، ثم ارفعْ حتى تطمئِنَّ جالسًا، وافعلْ ذلكَ في صلاتِكَ كُلِّهَا**»، "جب نماز کے لیے کھڑے ہوؤتو تکبیر کہو،پھر جو تمہیں قرآن میں سے میسر ہو اسے پڑھو،پھر رکوع میں جاؤاور اطمینان سے رکوع کرو،پھر کھڑے ہوؤیہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہوجاؤ،پھر سجدہ کرواور اطمینان کے ساتھ سجدہ کرو،پھر سجدہ سے اٹھویہاں تک کہ اطمینان سے بیٹھ

جاؤ، اور ایسا اپنی پوری نماز میں کرو" (بخاری) ہر فعلی رکن جیسے رکوع، سجود، قیام اور جلوس میں اعضاء کے استقرار و سکون سے طمانینت حاصل ہوتی ہے۔

- نماز کو باطل کردینے والی غلطیوں میں سے یہ ہے کہ نماز کے اذکار کو تلفظ اور زبان کو حرکت دیے بغیر ادا کیا جائے، جیسے سورہ فاتحہ یا اس کے علاوہ اذکار جیسے تسبیح اور تکبیر پڑھے، تو انہیں زبان سے ادا کیے بغیر دل ہی دل میں پڑھے، تو یہ ایسی غلطی ہے جو نماز کو باطل کردینے والی ہے، واجب یہ ہے کہ اس کو لفظ کے ذریعہ ادا کرے اور اس کو ادا کرنے کے لیے زبان کو حرکت دے، جو زبان کو حرکت نہیں دیتا ہے تو اس کا ایسا کرنا تفکر ہے قراءت نہیں۔
- غلطیوں میں سے یہ ہے کہ دونوں سلاموں کے مابین سر کو اوپر اٹھائے اور نیچے کرے، حالانکہ ایسا کرنا سنت میں وارد نہیں ہوا ہے اور نہ ہی اہل علم میں سے کسی کے ذریعہ اسے بیان کیا گیا ہے۔
- غلطیوں میں سے سلام کے بعد فوراً بغل میں بیٹھے ہوئے نمازی سے مصافحہ کرنے پر مداومت برتنی اور "تقبل اللہ" یا "حرما" کہنا ہے، تو ایسا کرنا مشروع نہیں ہے اور یہ دین میں نئی ایجاد میں سے ہے۔
- غلطیوں میں سے یہ ہے کہ جو جماعت سے پیچھے رہ گیا ہے وہ فوت شدہ حصہ کو پورا کرنے کے لیے امام کے دوسرے سلام سے قبل کھڑا ہو جائے۔
- غلطیوں میں سے یہ ہے کہ مسجد میں دوسری جماعت شروع کردی جائے حالانکہ ابھی امام نماز کی حالت میں ہی ہو، حالانکہ اہل علم نے اس سے منع کیا ہے، کیونکہ اس سے مسلمانوں کے مابین تفریق اور بعض کے سلسلے میں بعض کو تشویش لاحق ہوگی۔

اللہ تعالی ہمیں ان لوگوں میں سے بنائے جو باتیں غور سنتے ہیں اور اچھی باتوں پر عمل کرتے ہیں، ہم اسی پر اکتفاء کرتے ہیں، ہم اگلے درس میں اسی موضوع پر اپنی بات جاری رکھیں گے ان شاء اللہ۔

نمازیوں کی غلطیاں (5)

ہماری گفتگو بعض نمازیوں کی غلطیوں سے متعلق چل رہی تھی۔ ہم اسی سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے کہتے ہیں:

- انہیں غلطیوں میں سے مختصر لباس میں نماز ادا کرنا ہے۔ ایسا لباس جس کے پہننے کے باوجود بھی ستر کا ایک حصہ کھل جائے، جیسے ران، یا پشت کا نچلا حصہ، حالانکہ یہ نماز کو باطل کر دینی والی چیز ہے۔ (مرد کا ستر ناف سے لیکر گھٹنے تک ہے، جبکہ عورت کا ستر اس کا پورا جسم ہے سوائے چہرہ اور دونوں ہتھیلیوں کے، اور زیادہ مناسب یہ ہے کہ وہ اپنی دونوں ہتھیلیوں کو بھی ڈھانک کر رکھے، اور اگر وہ غیر محرم مردوں کے پاس ہو تو پورے جسم کا پردہ کرے۔)
- غلطیوں میں سے بعض مریضوں کا استطاعت کے مطابق نماز کی ادائیگی میں سستی کرنا ہے، چنانچہ بعض استطاعت رکھتے ہیں کہ وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھیں، لیکن وہ رکوع تک قیام کو مکمل کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے ہیں، تو ان پر واجب ہے کہ استطاعت بھر کھڑے رہیں اور جب تھک جائیں تو بیٹھ جائیں، اسی طرح جو سجدے کی استطاعت رکھتے ہیں لیکن وہ رکوع کی استطاعت نہیں رکھتے ہیں، تو ان پر واجب ہے کہ مشروع طریقہ پر سجدہ کریں، جہاں تک رکوع کی بات ہے تو بیٹھ کر رکوع کریں یا استطاعت کے بقدر، جیسا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: «صَلِّ قائمًا، فإن لم تستَطِعِ فقاعدًا، فإن لم تستَطِعْ فعلى جَنبٍ»، "کھڑے ہو کر نماز پڑھو، اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو بیٹھ کر، اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو پہلو کے بل"۔ (بخاری) اور اللہ

کے رسول نے فرمایا: «وَمَا أَمَرْتُكُمْ بِهِ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ»، "میں نے جو تمہیں حکم دیا ہے اسے اپنی استطاعت بھر انجام دو"۔(متفق علیہ)

- غلطیوں میں سے امامت کے لیے قرآن کی بہتر قراءت کرنے والے کو آگے نہیں بڑھانا ہے، اس صورت میں جبکہ وہ چھوٹا ہو یا لوگوں کی نگاہ میں معمولی ہو، جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «يَؤُمُّ الْقَوْمَ أَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللهِ، فَإِنْ كَانُوا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً فَأَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ، فَإِنْ كَانُوا فِي السُّنَّةِ سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً، فَإِنْ كَانُوا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ سِلْمًا...» وفي رواية: «فَأَكْبَرُهُمْ سِنًّا...»، "قوم کی امامت وہ کرے جو ان میں کتاب اللہ کی اچھی طرح قراءت کرنے والا ہو، اگر وہ قراءت میں برابر ہوں تو جو ان میں سنت کے زیادہ عالم ہوں، اگر وہ سنت میں بھی برابر ہوں تو جو ان میں ہجرت میں پہل کرنے والے ہوں، اگر وہ ہجرت میں بھی برابر ہوں تو جو ان میں اسلام کے اعتبار سے پہلے ہوں" اور ایک روایت میں ہے کہ جو عمر کے اعتبار سے بڑے ہوں"۔(مسلم)

- غلطیوں میں سے اذان کے بعد بغیر عذر کے مسجد سے نکلنا ہے، جیسا کہ مسلم نے اپنی صحیح میں ابی الشعثاء سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں: ہم لوگ ابوہریرہ کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے، اسی بیچ اذان دینے والے نے اذان دیا، تو ایک شخص مسجد سے کھڑا ہوا اور چلنے لگا، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اسے غور سے دیکھنے لگے یہاں تک کہ وہ مسجد سے نکل گیا، تو ابوہریرہ نے کہا: جہاں تک اس آدمی کی بات ہے تو اس نے ابوالقاسم ﷺ کی نافرمانی کی۔ اس سے وہ مستثنی ہے جو وضوء بنانے کے لیے باہر جائے، یا لوٹنے کی نیت سے نکلے اور وقت میں وسعت ہو، جیسا کہ وہ شخص جو اس لیے نکلے کہ اپنے اہل وعیال کو جگائے پھر لوٹ آئے، اسی طرح وہ شخص جو کسی اور مسجد میں نماز ادا کرنے کے لیے نکلے جب اسے اس بات کا علم ہو کہ وہ وہاں جماعت پالے گا۔

اللہ تعالی ہمیں ہمارے علم اور دین کی سمجھ میں اضافہ فرمائے، ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں، ہم اگلے درس میں سجدۂ سہو کے متعلق اور نماز میں سہو سے متعلق بعض مسائل کے سلسلے میں گفتگو کریں گے ان شاءاللہ۔

سجدۂ سہو کے احکام (1)

آج کے درس میں ہماری گفتگو سجدۂ سہو اور نماز میں بھول چوک کے مسائل سے متعلق ہے:

سجدۂ سہو ان دو سجدوں کو کہتے ہیں جنہیں نمازی سہو ونسیان کے سبب نماز میں حاصل ہونے والی کمی کی بھرپائی کے لیے کرتا ہے۔ سجدۂ سہو کے تین اسباب ہیں: نماز میں زیادتی یا کمی یا شک۔

پہلا سبب: نماز میں زیادتی

- جب نمازی سے نماز میں سہو ہو جائے، چنانچہ وہ سہو ونسیان کے سبب قیام یا رکوع زیادہ کرلے یا ان دونوں جیسے نماز کے افعال زیادہ کرلے، اور اسے اس کی اس وقت تک یاد نہ آئے جب تک کہ وہ اس سے فارغ نہ ہو جائے، تو اس پر سجدۂ سہو کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں ہے۔

اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص نے ظہر کی نماز مثلا پانچ رکعت ادا کی، اور اسے زیادتی کی یاد صرف اس وقت آئی جب وہ تشہد میں تھا، تو وہ اپنی نماز مکمل کرکے سلام پھیرے گا، پھر سجدۂ سہو کرے گا اور سلام پھیرے گا، اور اگر اس نے سلام پھیرنے سے قبل ہی سجدۂ سہو کرلیا تو کوئی حرج نہیں ہے۔

- لیکن اگر اسے زیادتی کا علم اس کے کرنے کے دوران ہی ہو جائے تو اس پر اس سے فوراً رجوع کرنا واجب ہے، اور وہ اپنی نماز مکمل کرے گا اور سلام کے بعد سجدۂ سہو کرے گا اور اگر سلام سے قبل ہی سجدۂ سہو کرلیا تو کوئی حرج نہیں ہے۔

اس کی دلیل: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ظہر کی نماز پانچ رکعت پڑھی تو ان سے کہا گیا کہ کیا نماز میں اضافہ کردیا گیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے پوچھا اور وہ کیا

ہے؟ تو صحابی نے کہا: آپ نے پانچ رکعت نماز پڑھی ہے، تو آپ ﷺ نے سلام پھیرنے کے بعد دو سجدہ کیا، اور ایک روایت میں ہے: تو آپ ﷺ نے اپنے دونوں پاؤں موڑ لیے اور قبلہ رخ ہوئے اور دو سجدہ کیا پھر سلام پھیرا۔ (متفق علیہ)

- اگر نمازی بھول کر نماز مکمل کرنے سے قبل ہی سلام پھیر لے، اور اگر اسے طویل وقفہ کے بعد یاد آئے کہ اس نے نماز میں کچھ چھوڑ دیا ہے یا تب یاد آئے جب اس کا وضو ٹوٹ گیا ہو، تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی اور اسے نماز کا اعادہ کرنا ہوگا، لیکن اگر اسے مختصر وقفہ کے بعد ہی یاد آجائے کہ اس سے کچھ چھوٹ گیا ہے، تو اس پر ضروری ہے کہ وہ نماز کے چھوٹے ہوئے حصہ کو مکمل کرے اور سلام کے بعد سجدۂ سہو کرے، اگر سلام سے قبل سجدۂ سہو کر لے تب بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

اس کی دلیل: عمران بن حصین کی حدیث ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے عصر کی نماز ادا کی اور تین ہی رکعت میں سلام پھیر دیا، پھر اپنے گھر میں داخل ہوئے، تو ایک شخص ان کے پاس آیا جس کا نام خرباق تھا، اس کے ہاتھ لمبے تھے، اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! پھر اس نے پوچھا کہ آپ نے صرف تین رکعتیں کیوں ادا کی؟ تو آپ غصہ میں اپنی چادر کو گھسیٹتے ہوئے نکلے یہاں تک کہ لوگوں کے پاس پہنچے، پھر آپ نے پوچھا: کیا اس شخص نے سچ کہا ہے؟ تو صحابۂ کرام نے کہا: ہاں، پھر آپ نے ایک رکعت نماز پڑھی اور سلام پھیرنے کے بعد دو سجدہ کیا اور پھر سلام پھیرا۔ (مسلم)

ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں، ہم اگلے درس میں سجدۂ سہو کے اسباب میں سے دوسرے سبب کو بیان کریں گے اور وہ شک ہے۔

سجدۂ سہو کے احکام (2)

ہم اپنی بات سجدۂ سہو کے احکام کے سلسلے میں جاری رکھیں گے اور آج کے درس میں ہماری گفتگو سجدۂ سہو کے دوسرے سبب سے متعلق ہے اور وہ دو معاملوں کے مابین شک و تردد ہے۔

- اگر نمازی شک و تردد میں پڑ جائے اور اس کے ظن پر دو میں سے ایک چیز غالب آ جائے ،تو وہ ظنِ غالب پر اعتماد کرے گا،اور سلام پھیرنے کے بعد سجدۂ سہو کرے گا،اگر سلام پھیرنے سے قبل بھی سجدۂ سہو کر لے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

جیساکہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: «إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ فَلْيُتِمَّ عَلَيْهِ ثُمَّ يُسَلِّمْ ثُمَّ يَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ» "جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز میں شک ہو تو وہ صحیح کی تلاش کرے اور اسی کے مطابق نماز پوری کرے پھر سلام پھیرے اور دو سجدہ کرے"۔(متفق علیہ)

- اگر نماز میں جس چیز کے متعلق شک میں پڑا ہے اور اس کے سلسلے میں دونوں میں سے کوئی ایک ظن اس کے نزدیک غالب نہ ہو تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ یقین پر عمل کرے اور وہ کم سے کم تر ہے، وہ اس کے مطابق اپنی نماز پوری کرے اور سلام سے قبل سجدۂ سہو کرے۔

اس کی دلیل ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: «إذا شَكَّ أحدُكُم في صلاتِهِ فلم يَدرِ كَم صلَّى؟ ثلاثًا أمْ أربعًا؟ فليطرَحِ الشَّكَّ وليبنِ على ما استيقنَ. ثمَّ يسجُدُ سجدتينِ قبلَ أن يسلِّمَ. فإن كانَ صلَّى خَمسًا، شفَعنَ

لَه صلاتَه. وإن كانَ صلَّى إتمامًا لأربعٍ، كانتَا تَرغيمًا للشَّيطانِ»، "جب تم میں کا کوئی شخص اپنی نماز میں شک میں پڑے اور اسے پتہ نہ ہو کہ کتنی رکعت پڑھی ہے؟ تین یا چار؟ تو وہ شک کو چھوڑ دے اور یقین پر بناء کرے، پھر سلام پھیرنے سے قبل دو سجدہ کرے، اگر پانچ رکعت پڑھی ہو گی تو وہ دونوں سجدے اس کی نماز کو جوڑا بنادیں گے (چھ رکعت ہو جائیں گے) اور اگر پوری چار پڑھی ہیں تو وہ دونوں سجدے شیطان کے منہ پر خاک ڈالنے کا سبب بنیں گے"۔ (اسے البانی نے صحیح قرار دیاہے)

- عبادتوں میں شک پیدا ہو جائے تو درج ذیل دو حالتوں میں ان کی طرف متوجہ نہیں ہوا جائے گا:

1. اگر عبادت سے فارغ ہونے کے بعد اسے اس طرح کا شک پیدا ہو تو اس کی طرف متوجہ نہیں ہو گا، مگر اس صورت میں جب کہ اسے اس کا یقین ہو جائے، اگر یقین ہو جائے تو یقین کے تقاضے کے مطابق کرے گا۔
2. اگر کسی شخص کو نماز میں بہت شک پیدا ہوتا ہو، اس طور پر کہ جب بھی وہ عبادت کرتا ہو تو اسے شک پیدا ہو جاتا ہو، تو وہ ایسی صورت میں اس کی طرف متوجہ نہیں ہو گا۔

اللہ تعالی ہمیں زیادہ سے زیادہ علم وہدایت اور توفیق عطا فرمائے، ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں، ہم اگلے درس میں سجدۂ سہو کے اسباب میں سے تیسرے سبب کے سلسلے میں بات کریں گے انشاءاللہ، اور وہ نماز میں نقص ہے۔

سجدۂ سہو کے احکام (3)

سجدۂ سہو کے احکام کے سلسلے میں ہماری گفتگو مکمل ہونے جارہی ہے۔آج کے درس میں سجدۂ سہو کے اسباب میں سے تیسرے سبب : "نماز میں نقص" پر بات کرکے اسے مکمل کریں گے۔اِن شاءاللہ

نقص کی صورت میں نقص کے مطابق حکم مختلف ہوگا خواہ نقص رکن کے چھوٹنے سے ہو یاواجب کے چھوٹنے سے:

پہلا: اگر چھوٹنے والی چیز رکن ہے جیسے رکوع یا سجدہ یافاتحہ وغیرہ،توایسی صورت میں:

- اگر وہ رکن اگلی رکعت میں اس جگہ تک پہنچنے سے قبل یاد آجائے تو بھولنے والا لوٹ کر اسے مکمل کرے گا اور پھر اپنی نماز پوری کرے گا اور سجدۂ سہو کرے گا۔

اس کی مثال یہ ہے کہ اگر کوئی رکوع بھول گیا، پھر اسے اسی رکعت کے سجدہ میں یاد آیا یا دوسری رکعت کی قرأت میں یاد آیا، تو وہ سجدہ یا قرأت کو چھوڑ دے گا، اور وہ اپنا چھوٹا ہوا رکوع کرے گا، پھر اپنی نماز مکمل کرے گا اور سلام کے بعد سجدۂ سہو کرے گا، اگر سلام سے قبل سجدۂ سہو کرلے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

اگر وہ اگلی رکعت میں اس جگہ تک پہنچنے کے بعد یاد آتا ہے، تو وہ ناقص رکعت کو ملغی قرار دے دے گا، اور حالیہ رکعت کو اس کی جگہ پر رکھے گا، پھر اپنی نماز پوری کرے گا، سلام کے بعد سجدۂ سہو کرے گا، اگر سلام سے قبل بھی سجدۂ سہو کرلے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

اس کی مثال: اگر پہلی رکعت کے رکوع کو بھول جائے، پھر دوسری رکعت کے رکوع کے وقت وہ

کمی یاد آئے، تو پہلی رکعت ملغی قرار دی جائے گی، اور اس شخص کے لیے دوسری رکعت ہی پہلی رکعت قرار دی جائے گی۔

اگر وہ رکن سلام کے بعد ہی یاد آئے: تو جو چیز اس سے چھوٹی ہے اگر وہ آخری رکعت میں سے ہے، تو وہ اسے اور اس کے بعد والی چیزوں کو ادا کرے پھر سجدہ سہو کرے، لیکن اگر اس کا تعلق اس سے پہلی والی رکعت سے ہے تو پوری ایک رکعت پڑھے، ایسا وہ اس صورت میں کرے جب سلام پھیرنے اور اس کے یاد آنے کے مابین طویل وقفہ نہیں گذرا ہے، لیکن اگر طویل وقت گذر گیا ہو یا وضوء ٹوٹ گیا ہو تو وہ اپنی نماز کا اعادہ کرے۔

- جس رکن کو وہ بھولا ہے اگر وہ تکبیر تحریمہ ہے، تو اس کی نماز نہیں ہو گی اور اسے اس کا اعادہ کرنے پڑے گا۔

- **دوسرا:** اگر نماز میں جو چیز چھوٹی ہے وہ واجب ہے (جیسے ایک حالت سے دوسری حالت میں منتقل ہونے کی تکبیر یا تشہد اول یا رکوع میں "سبحان ربی العظیم" کا کہنا وغیرہ) تو ایسی صورت میں:

- اگر اسے اس کی یاد اس کی جگہ سے جدا ہونے سے قبل آئے، تو اس کے لیے اسے پورا کرنا واجب ہے، اور اس پر کچھ بھی نہیں ہے، اور ایسی صورت میں سجدۂ سہو نہیں ہے۔

- لیکن اگر اسے وہ چیز اس کی جگہ سے الگ ہونے کے بعد یاد آئے، اور اس کے بعد والے رکن تک پہنچنے سے قبل یاد آئے، تو وہ لوٹ جائے گا اور اس چھوٹے ہوئے حصے کو پورا کرے گا، اس طرح وہ اپنی نماز پوری کرے گا، پھر وہ سلام کے بعد سجدہ کرے گا، اگر سلام پھیرنے کے پہلے بھی سجدہ کرے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

- اگر اس کے بعد والے رکن تک پہنچنے کے بعد چھوٹی ہوئی چیز یاد آتی ہے، تو وہ اس کی طرف نہیں لوٹے گا، بلکہ اپنی نماز پوری کرے گا، اور سلام سے قبل سجدۂ سہو کرے گا[1]۔

---

(1) - سجدۂ سہو کی جگہ کے سلسلے میں معاملہ وسیع ہے، تو ان تمام حالتوں میں جن میں سلام کرنا واجب ہے ان میں سلام سے پہلے اور سلام کے بعد ہر دو حالت میں سجدہ کرنا صحیح ہو گا۔

اس کی دلیل وہ حدیث ہے جسے بخاری ومسلم نے عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے انہیں ظہر کی نماز پڑھائی پھر پہلی دو رکعتوں کے بعد بیٹھے بغیر کھڑے ہوگئے، تو لوگ بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہوگئے، یہاں تک کہ جب نماز ختم ہوگئی اور لوگ آپ کے سلام پھیرنے کے منتظر تھے تو آپ نے بیٹھی ہوئی حالت میں ہی تکبیر کہی اور سلام پھیرنے سے قبل دو سجدے کیے پھر سلام کیا۔

اللہ تعالی ہمیں اپنی رضامندی کی توفیق عطا کرے، ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں، اگلے درس میں ہم عذر والوں کی نماز سے متعلق مسائل کے سلسلے میں باتیں کریں گے۔ انشاءاللہ۔

عذر والوں کی نماز کے احکام

آج کے درس میں ہم ان مسائل پر گفتگو کریں گے جو عذر والوں کی نماز سے متعلق ہیں، اور وہ ہیں: مریض، مسافر اور ڈرا ہوا:

- **مریض**: اگر مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے سے مریض کو مشقت یا ضرر لاحق ہو رہا ہو، یا جماعت میں حاضر ہونے کی صورت میں مرض کے لاحق ہونے یا مرض میں اضافہ یا شفایابی میں تاخیر کا خطرہ ہو، تو ایسے شخص کے لیے گھر میں اسے ادا کرنا جائز ہوگا۔
- وہ اسے اپنی استطاعت کے مطابق ادا کرے گا، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿فَٱتَّقُواْ ٱللَّهَ مَا ٱسۡتَطَعۡتُمۡ﴾ (تغابن:١٦) "پس جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو" اور جیسا کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھے بواسیر تھا، تو میں نے نماز کے سلسلے میں نبی کریم ﷺ سے پوچھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: «**صَلِّ قائمًا، فإن لم تستَطِع فقاعدًا، فإن لم تستَطِعْ فعلى جَنبٍ**»، "کھڑے ہو کر نماز پڑھو، اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو بیٹھ کر پڑھو، اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو پہلو کے بل پڑھو" (اسے بخاری نے روایت کیا ہے)
- اگر انسان کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی استطاعت رکھتا ہو لیکن قیام سے رکوع میں جانے کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو اس کے لیے حکم یہ ہے کہ وہ استطاعت بھر کھڑے ہو کر نماز پڑھے اور جب تھک جائے تو بیٹھ جائے، اسی طرح جو شخص سجدہ کرنے کی استطاعت رکھتا ہو لیکن رکوع کی استطاعت نہیں رکھتا ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ مشروع طریقے سے سجدہ کرے، جہاں تک رکوع کا

معاملہ ہے تو وہ بیٹھ کر رکوع کرے یا اپنی استطاعت بھر کرے، جیساکہ سابقہ حدیث میں گذرا اور جیساکہ اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے «وَمَا أَمَرْتُكُمْ بِهِ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ» "اور جس چیز کا میں نے تمہیں حکم دیا ہے تو حسب استطاعت انہیں انجام دو"۔(متفق علیہ)

- اگر عذر والے شخص کو، ہر نماز کو اس کے وقت میں ادا کرنا شاق ہو، تو اس کے لیے ظہر کو عصر کے ساتھ، مغرب کو عشاء کے ساتھ جمع کرنا جائز ہوگا، جن دو نمازوں کو جمع کر رہا ہو، ان دونوں میں سے کسی ایک کے وقت میں جمع کیا جائے گا۔
- جہاں تک مسافر کی بات ہے:
- تو وہ چار رکعت والی نمازوں (ظہر، عصر اور عشاء) کو دو رکعت قصر کرے گا جیساکہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے وہ کہتی ہیں: «فُرِضَتِ الصَّلَاةُ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ، فَأُقِرَّتْ صَلَاةُ السَّفَرِ، وَزِيدَ فِي صَلَاةِ الْحَضَرِ»، "نماز حضر وسفر میں دو دو رکعت فرض کی گئی، تو سفر کی نماز اتنی ہی رکھی گئی اور مقیم کی نماز میں اضافہ کیا گیا"۔(متفق علیہ)
- مسافر کے لیے جمع بین الصلاتین (ظہر وعصر اور اسی طرح مغرب وعشاء کے مابین جمع کیا جائے گا اور جن دو نمازوں کو جمع کریں گے ان میں سے کسی ایک کے وقت میں جمع کریں گے) کرنا جائز ہے۔ سعید بن جبیر ،عبداللہ بن عباس سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں: " اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے اس سفر میں نماز کو جمع کیا جو سفر غزوۂ تبوک کے موقع سے کیا، تو آپ ﷺ نے ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء کے مابین جمع کیا، سعید کہتے ہیں: میں نے ابن عباس سے کہا: آپ نے ایسا کیوں کیا؟ تو انہوں نے کہا: آپ ﷺ نے چاہا کہ اپنی امت کو پریشانی میں نہ ڈالیں"(مسلم) یعنی تاکہ اس کی وجہ سے امت پریشانی ومشقت میں نہ پڑے۔
- جہاں تک ان لوگوں کی بات ہے جو خوف کی حالت میں ہوتے ہیں جیسے مجاہدین فی سبیل اللہ، جب وہ میدان کارزار میں ہوں اور کفار کے ان پر حملہ آور ہونے کا انہیں خوف ہو:

- تو ان کے لیے جائز ہے کہ وہ اس طریقہ سے صلاۃ خوف ادا کریں جیساکہ اللہ کے رسول ﷺ نے اسے ادا کیا ہے، اگر خوف شدید ہو جائے تو وہ پیادہ اور سواری پر نماز پڑھیں گے، یعنی اپنے قدموں پر چلتے ہوئے اور اپنے چوپایوں پر سوار ہو کر، خواہ قبلہ رو ہوں یا نہ ہوں، وہ اشارہ سے رکوع و سجود کریں گے، جیساکہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا﴾ (بقرة: ۲۳۹) "اگر تمہیں خوف ہو تو پیدل ہی سہی یا سوار ہی سہی"۔
- اسی طرح ہر شخص جو اپنے نفس پر خائف ہو، وہ اپنی حالت کے مطابق نماز پڑھے گا، اور ہر چیز کرے گا جس کی اسے ضرورت ہے جیسے بھاگنا یا اس کے علاوہ کچھ اور، مگر کسی حق سے رو گردانی کی صورت میں بھاگنے والا جیسے چور اور اس جیسا، تو اس کے لیے صلاۃ الخوف پڑھنا جائز نہیں ہے، اس لیے کہ وہ تو رخصت ہے اور رخصت معصیت کے ذریعہ حاصل نہیں کی جاسکتی۔

ہم اللہ تعالی سے دین میں فقہ و سمجھ کی دعا کرتے ہیں، ہم اسی پر اکتفاء کرتے ہیں، ہم اگلے درس میں نمازِ جمعہ کے احکام کے سلسلے میں گفتگو کریں گے انشاءاللہ۔

جمعہ کے دن کے احکام وآداب

آج کے درس میں ہماری گفتگو جمعہ کی نماز کے آداب واحکام کے سلسلے میں ہے:

- جمعہ کی نماز اسلام کے عظیم شعائر میں سے ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَوٰةِ مِن يَوۡمِ ٱلۡجُمُعَةِ فَٱسۡعَوۡاْ إِلَىٰ ذِكۡرِ ٱللَّهِ وَذَرُواْ ٱلۡبَيۡعَۚ ذَٰلِكُمۡ خَيۡرٞ لَّكُمۡ إِن كُنتُمۡ تَعۡلَمُونَ ۝٩﴾ (جمعہ:۹) "اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جمعہ کے دن نماز کی اذان دی جائے تو تم اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو۔ یہ تمہارے حق میں بہت ہی بہتر ہے اگر تم جانتے ہو" جو بغیر عذر شرعی کے اس سے پیچھے رہ جاتے ہیں اللہ کے نبی ﷺ نے ان لوگوں کے سلسلے میں دل پر مہر لگنے کی دھمکی ہے۔اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: «لَيَنتهِينَّ أقوامٌ عن وَدْعِهم الجُمُعاتِ، أو لَيختمنَّ اللهُ على قلوبِهم، ثم لَيكونُنَّ مِنَ الغافلِينَ» "کچھ لوگ اپنے جمعہ کی نماز چھوڑنے سے باز آجائیں یا اللہ تعالی ان کے دلوں پر مہر لگادے گا، پھر وہ لوگ غافلین میں سے ہو جائیں گے"۔(مسلم)
- یہ آزاد، مکلف اور مقیم مردوں پر واجب ہے جن کے پاس کوئی عذر نہیں ہے۔
- جو جمعہ کی نماز ادا کرنے کے لیے آئے اس کے لیے مستحب ہے کہ وہ غسل کرے، خوشبو لگائے، عمدہ لباس زیب تن کرے، اس کے لیے جلدی کرے، جب مسجد میں داخل ہو تو دو رکعت نماز ادا کرے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «لا يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الجُمُعَةِ وَيَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ، وَيَدَّهِنُ مِنْ دُهْنِهِ أَوْ يَمَسُّ مِنْ طِيبِ بَيْتِهِ، ثُمَّ يَخْرُجُ فَلا يُفَرِّقُ

بَيْنَ اثْنَيْنِ، ثُمَّ يُصَلِّي مَا كُتِبَ لَهُ، ثُمَّ يُنْصِتُ إِذَا تَكَلَّمَ الإِمَامُ إِلا غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الجُمُعَةِ الأُخْرَى»، "کوئی شخص نہیں ہے جو جمعہ کے دن غسل کرے، حسب استطاعت پاکی حاصل کرے، جو تیل اس کے پاس موجود ہے اسے لگائے یا جو خوشبو اس کے گھر میں موجود ہے اسے استعمال کرے، پھر مسجد کے لیے نکلے، اور مسجد میں دو لوگوں کے بیچ سے نہ پھلانگے، پھر جو نماز اس پر فرض کی گئی ہے اسے ادا کرے، پھر جب امام خطبہ دے تو اسے خاموشی سے سنے، مگر ایسے شخص کے اس جمعہ اور اس کے بعد والے جمعہ تک کے مابین گناہ بخش دیے جاتے ہیں"۔ (بخاری)

- جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن نبی کریم ﷺ پر کثرت سے درود پڑھنا مستحب ہے، جیسا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: «إنَّ مِن أفضلِ أيَّامِكم يومَ الجُمعةِ فيه خلَق اللهُ آدَمَ وفيه قُبِض وفيه النَّفخةُ وفيه الصَّعقةُ فأكثِروا علَيَّ مِن الصَّلاةِ فيه فإنَّ صلاتَكم معروضةٌ علَيَّ»، "تمہارے ایام میں سے سب سے افضل دن جمعہ کا دن ہے، اسی دن اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا، اسی دن ان کی روح قبض کی گئی، اسی دن صور پھونکا جائے گا، اسی دن چیخ ہوگی، اس لیے تم لوگ اس دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجو، اس لیے کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے"۔ (اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور البانی نے صحیح قرار دیا ہے۔)

- جو شخص جمعہ کے لیے حاضر ہو اس پر واجب ہے کہ وہ جمعہ کے خطبہ کو خاموشی کے ساتھ سنے، کسی اور چیز میں مشغول نہ ہو جیسے سجادہ یا موبائل فون وغیرہ سے کھیلنا، جیسا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: «إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ أَنْصِتْ يَوْمَ الجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوْتَ»، "جب تم نے اپنے ساتھی کو جمعہ کو دن اس وقت جب کہ امام خطبہ دے رہا ہو، یہ کہا: "خاموش ہو جاؤ"، تو تم نے لغو کام کیا"۔ (متفق علیہ) اور آپ ﷺ نے فرمایا: «وَمَنْ مَسَّ الحَصَا فَقَدْ لَغَا» "جس نے کنکریوں کو چھوا تو اس نے لغو کیا"۔ (اسے مسلم نے روایت کیا ہے)

- جس نے امام کے ساتھ ایک رکعت جمعہ کی نماز پالی تو اس نے نمازِ جمعہ پالیا، جیسا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: «مَن أَدْرَك ركعةً من الصَّلاة، فقد أدركَ الصَّلاة» "جس نے ایک رکعت نماز پالی تو اس نے نماز جمعہ کو پالیا"۔ (متفق علیہ) تو جس نے امام کے ساتھ رکوع کو پالیا اس نے گویا تو اس نے جمعہ کو پالیا، ورنہ وہ ظہر کی نیت کر کے چار رکعت نماز پڑھے گا۔

اللہ تعالی ہمیں جمعہ کے دن کے فضائل کو غنیمت جاننے کی توفیق عطا فرمائے، ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں، ہم اگلے درس میں عیدین کی نماز کے احکام کے سلسلے میں باتیں کریں گے ان شاءاللہ۔

عیدین کی نماز کے احکام

اس درس میں ہماری گفتگو عیدین کی نماز کے مسائل سے متعلق ہو گی۔

- عیدین دین کے ظاہری شعائر میں سے ہے۔جب نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے اور انصار کو پایا کہ وہ سال کے دو دنوں میں کھیلتے اور خوشیاں مناتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: «قدْ أبْدَلكم اللهُ تعالى بهما خيرًا منهما؛ يومَ الفِطرِ والأضحى»، "یقینا اللہ تعالی نے ان دونوں کے بدلے ان دونوں سے بہتر عطا کیا ہے وہ یوم الفطر اور یوم الاضحی ہے۔" اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور البانی نے صحیح کہا ہے)

- عید کا نام عید اس لیے رکھا گیا ہے کہ وہ لوٹتا اور بار بار آتا ہے۔ اس کے لوٹنے سے نیک فال لیتے ہوئے اسے عید کہا گیا ہے، تو یہ معصیت کا ارتکاب کیے بغیر فرحت وشادمانی کے اظہار کرنے کے دن ہیں۔

- عید کی نماز بغیر اذان اور اقامت کے دو رکعت ہے،امام ان میں جہری قرأت کرے گا، پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ چھ تکبیریں کہے گا،اور دوسری رکعت میں سجود سے قیام کی تکبیر کے علاوہ پانچ تکبیریں کہے گا،ہر تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھائے گا،جب امام سلام پھیر لے گا تب لوگوں کے بیچ دو خطبے دے گا جیسے جمعہ میں دیتا ہے۔

- مسلمان کے لیے مستحب ہے کہ پاک وصاف ہو کر خوشبو لگائے،اپنا سب سے بہتر کپڑا زیب تن کرے،ایک راستے سے عید گاہ جائے اور دوسرے راستے سے واپس آئے۔

- عید الفطر کے دن مستحب یہ ہے کہ نماز عید کے لیے نکلنے سے قبل طاق کھجوریں کھائے،جب کہ عید الاضحی میں نماز عید کے بعد اپنی قربانی سے کھائے۔

- عورتوں کے لیے مسنون یہ ہے کہ وہ عید کی نماز کے لیے ظاہری زینت اختیار کیے بغیر اور عطر لگائے بغیر جائے۔ ام عطیہ کی روایت ہے وہ کہتی ہیں «أَمَرَنَا تَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ أَنْ نُخْرِجَ فِي الْعِيدَيْنِ: الْعَوَاتِقَ وَذَوَاتِ الْخُدُورِ، وَأَمَرَ الْحُيَّضَ أَنْ يَعْتَزِلْنَ مُصَلَّى الْمُسْلِمِينَ»" آپ ﷺ نے ہمیں حکم دیا، اور وہ نبی کریم ﷺ مراد لے رہی تھیں، کہ ہم نوخیز اور پردہ پوش خواتین کو عیدین میں نکالیں، اور حائضہ عورتوں کو حکم دیا کہ وہ مسلمانوں کی نماز سے الگ رہیں۔ (متفق علیہ)
- تکبیر کہنا مستحب ہے، تکبیر کا مستحب وقت عید کی رات غروب شمس سے لے کر نماز عید کے ختم ہونے تک ہے[1]۔
- عید میں جو چیزیں مشروع ہیں وہ یہ کہ اللہ تعالی کی عبادت اور اس کی ہدایت و توفیق پر اس کا شکر بجالا کر خوشی منائی جائے، اس میں مشروع ہے کہ عام طور پر لوگوں کے دلوں میں خوشی داخل کی جائے، صلہ رحمی کی جائے اور رشتہ داروں کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جائے"۔
- عیدین کے دونوں دنوں کا روزہ رکھنا حرام ہے، اسی طرح عید کے دن کو قبرستانوں کی زیارت کے لیے مخصوص کرنا حرام اور ایجاد کردہ بدعت ہے۔

اللہ تعالی ہماری عیدوں کو ایسی خوشی بنائے جس میں اعمال قبول کیے جائیں، گناہ معاف کیے جائیں، درجات بلند کیے جائیں، ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔

(1) - جہاں تک عید الاضحی کا معاملہ ہے تو اس میں ذی الحجہ کی ابتداء سے ہی مطلق تکبیر ہے یعنی بغیر وقت کی تقیید کے ساتھ تکبیر پڑھتے رہنا ہے۔ مطلق تکبیر ذی الحجہ کی پہلی تاریخ سے شروع ہو کر ایام تشریق کے آخری دن یعنی 13 ذی الحجہ کے غروبِ شمس تک جاری رہے گی، جہاں تک مقید تکبیر کی بات ہے (جو پانچوں نمازوں کے بعد کہی جاتی ہے) تو وہ یوم عرفہ کے دن فجر سے لے کر ایام تشریق کے آخری دن غروب شمس تک باقی رہے گی، اس کے ساتھ ساتھ ہر وقت تکبیر مطلق کہی جائے گی۔

جنازے کے احکام (۱)

اس درس میں ہماری گفتگو جنازے کے احکام و مسائل سے متعلق ہے۔

اس موضوع کے مسائل کی تفصیل میں داخل ہونے سے قبل ہمارے اوپر ضروری ہے کہ ہم اس دن کی تیاری کریں جس میں ہمیں اس دنیا سے رخت سفر باندھنا ہے اور موت کا مزہ چکھنا ہے۔ جس دن قیامت قائم ہوگی، اس دن کی تیاری اس طرح کریں کہ توبہ کرنے میں جلدی کریں، اگر آپ نے کسی کا حق مارا ہے یا کسی پر ظلم کیا ہے تو اس کا حق اس کے اہل کی طرف لوٹادیں اور معافی تلافی کرلیں، طاعتوں کی طرف متوجہ ہوں، اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿فَمَن كَانَ يَرْجُوا۟ لِقَآءَ رَبِّهِۦ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَٰلِحًا﴾ (کہف:۱۱۰) ترجمہ: "تو جسے بھی اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو اسے چاہئے کہ نیک اعمال کرے"۔ تو باشعور عاقل وہ ہے جو ہمیشہ اس لحظہ کو یاد کرتا رہتا ہے جس میں اس کا عمل منقطع ہوجائے گا اور اس کے بعد حساب شروع ہوجائے گا۔ واللہ المستعان

- جو شخص مریض کی زیارت کرے اسے چاہیے کہ وہ اس کے لیے شفایابی کی دعا کرے، اس میں نیک فال اور اللہ سے حسنِ ظن کو ابھارے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ جب بھی کسی مریض کی زیارت کرتے تو کہتے: «لَا بَأْسَ، طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللهُ» "کوئی بات نہیں، ٹھیک ہوجائیں گے ان شاءاللہ" (بخاری)

- اگر مریض کے موت کے قریب ہونے کی نشانیاں ظاہر ہوجائیں تو اسے کلمۂ توحید اور جنت کی کنجی "لاالہ الا اللہ" کے کہنے پر حکمت کے ساتھ اور اچھے اسلوب میں ابھارے اور اس کی تلقین کرے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ» "اپنے مرنے

والوں کو لاالہ إلا اللہ کی تلقین کرو"۔ (اسے مسلم نے روایت کیا ہے) اگر اس بات کا خوف ہو کہ وہ جھنجھلا جائے گا تو صراحتاً اس کی تلقین نہیں کی جائے بلکہ اس کے نزدیک شہادت کی تکرار کی جائے، اس لیے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: «مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ مِنَ الدُّنْيَا لَا إِلَهَ إِلَّا الله دَخَلَ الْجَنَّةَ»، "اس دنیا میں جس کا آخری کلمہ لاإلہ إلا اللہ ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا"۔ (اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور اسے البانی نے حسن قرار دیا ہے)

- جب مسلمان مر جائے تو مستحب ہے کہ اس کی دونوں آنکھیں بند کر دی جائیں، اس کے لیے رحمت و مغفرت کی دعا کی جائے، اس کے تجہیز و تکفین میں جلدی کی جائے، اس کے اہل خانہ کی اعانت و مدد کی جائے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «أَسْرِعُوا بِالْجَنَازَةِ فَإِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تُقَدِّمُونَهَا إِلَيْهِ وَإِنْ تَكُ سِوَى ذَلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُونَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ» "جنازہ میں جلدی کرو، اس لیے کہ اگر وہ نیک ہے تو نعمتوں میں سے جو بہتر ہے تم اسے اس کی طرف پیش کر رہے ہو، اور اگر اس کے علاوہ ہے تو ایک شر ہے جسے تم اپنی گردنوں سے اتار رہے ہو"۔ جب جعفر بن أبي طالب رضی اللہ عنہ شہید کر دیے گئے تو اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: «اصْنَعُوا لِآلِ جَعْفَرٍ طَعَامًا، فَقَدْ أَتَاهُمْ مَا يَشْغَلُهُمْ»، "آل جعفر کے لیے کھانا تیار کرو، اس لیے کہ ان پر ایسا امر و حادثہ پیش آگیا ہے جس نے انہیں اس کا موقع نہیں دیا ہے"۔ (اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور اسے البانی نے حسن قرار دیا ہے۔)

ہم اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں کہ وہ حسنِ عمل اور حسنِ خاتمہ کی توفیق عطا فرمائے۔ اپنے سیدھے راستے پر ثابت قدم رکھے۔ ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ اگلے درس میں ہم میت کے تکفین و غسل اور اس پر نماز جنازہ ادا کرنے کے سلسلے میں گفتگو کریں گے ان شاءاللہ۔

جنازے کے احکام (2)

ہم نے گذشتہ درس میں جنازہ کے بعض احکام کے سلسلے میں گفتگو کی تھی۔اس درس میں ہماری گفتگو میت کے غسل و تکفین اوراس پر نماز جنازہ ادا کرنے سے متعلق ہے:

- ایک مسلمان کی موت کے بعد واجب ہے کہ اسے غسل دیا جائے۔پہلے اس کے ستر کی پردہ پوشی کی جائے، پھر غسل دینے والا میت سے گندگی کو دور کرے، پھر اسے شرعی وضوء کرائے، پھر اسے پانی اور بیر کے پتے سے تین مرتبہ غسل دے، پھر پانی اس کے جسم پر تین مرتبہ بہائے، پانی دائیں سے بائیں کی طرف بہائے،اگر زیادہ کی ضرورت پڑے تو زیادہ کرے لیکن طاق ہی اضافہ کرے، آخری مرتبہ جو پانی ڈالے وہ کافور والا ہو، یہ مستحب طریقہ ہے، اور غسل اتنے سے بھی کافی ہو گا جس سے میت سے گندگی دور ہو جائے، پانی اس کے جسم پر بہایا جائے، خاتون اپنے ہم مثل خاتون کو غسل دے گی یا اپنے شوہر کو غسل دے گی۔
- مرد کو تین سفید کپڑوں میں کفن دیا جائے گا اور حنوط—ایک قسم کی خوشبو— میت کے منافذ یعنی سر، آنکھ، ناک، کان، پیشانی اور داڑھی اور سجدہ کی جگہوں پر اور کفنوں کے مابین لگایا جائے گا، عورت کو ایک تہہ بند، چادر، دوپٹہ اور دو لفافے میں کفن دیا جائے، کفن کے لیے کم از کم اور واجب ایک ایسا کپڑا ہے جو میت کے پورے جسم کو ستر کر دے۔
- پھر جنازہ لایا جائے گا تاکہ اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے، توامام مرد کے سر کے پاس کھڑا ہو گا اور عورت کے وسط میں کھڑا ہو گا، وہ چار تکبیریں کہے گا، پہلی تکبیر کے بعد سورۂ فاتحہ سرّی طور پر پڑھے گا، پھر تکبیر کہے گا اور نبی ﷺ پر درود بھیجے گا، پھر تکبیر کہے گا اور میت کے لیے دعا کرے گا، پھر تکبیر کہے گا اور دائیں جانب ایک سلام کرے گا۔

جسے نمازِ جنازہ میں سے کچھ بھی چھوٹ جائے تو وہ اسے امام کے سلام پھیرنے کے بعد پورا کرلے، اگر اسے خوف ہو کہ جنازہ اٹھا لیا جائے گا تو تکبیروں کی متابعت کرے اور سلام پھیر لے، جس کی نماز جنازہ چھوٹ جائے وہ میت پر دفن سے قبل نماز جنازہ پڑھ لے، دفن کے بعد بھی نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے۔

- جنازہ پر نماز کی فضیلت میں سے یہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «مَن شَهِدَ الجَنازَةَ حتَّى يُصَلَّى عليها فَلَهُ قِيراطٌ، ومَن شَهِدَها حتَّى تُدْفَنَ فَلَهُ قِيراطانِ، قيلَ: وما القِيراطانِ؟ قالَ: مِثْلُ الجَبَلَيْنِ العَظِيمَيْنِ»، "جو جنازہ میں شریک ہوا اور اس وقت تک رہا یہاں تک کہ اس پر نماز پڑھی جائے تو اس کے لیے ایک قیراط ہے، اور جو دفن کیے جانے تک موجود رہا تو اس کے لیے دو قیراط ہے، کہا گیا کہ قیراط کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: دو عظیم پہاڑوں کے ہم مثل"۔ (متفق علیہ)

- اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يَمُوتُ فَيَقُومُ عَلَى جَنَازَتِهِ أَرْبَعُونَ رَجُلًا لَا يُشْرِكُونَ بِاللهِ شَيْئًا إِلَّا شَفَّعَهُمْ اللهُ فِيهِ» "کوئی مسلمان شخص نہیں ہے جو وفات پا جائے، اور اس کے جنازہ میں چالیس افراد کھڑے ہوں، وہ اللہ کے ساتھ کچھ بھی شریک کرنے والے نہ ہوں، مگر اللہ تعالی اس کے سلسلے میں ان کی سفارش ضرور قبول فرمائے گا"۔ (مسلم)

اے اللہ ہمارے سب سے بہتر اعمال، ان میں سے آخری اعمال کو بنادے، ہماری عمروں میں سے سب سے بہتر عمر، ان میں سے آخری عمر کو بنادے، ہمارے سب سے بہتر ایام میں اس کو بنادے جس دن ہم تم سے ملیں اور تم ہم سے راضی ہو، ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں، ہم اگلے درس میں اللہ کے حکم سے ان غلطیوں اور منکرات کے سلسلے میں بات کریں گے جن میں ایک مسلمان کی موت کے بعد بعض لوگ مبتلا ہوتے ہیں۔

جنازے کے احکام (3)

ہم نے اس سے قبل جنازہ کے احکام اور اس پر نماز ادا کرنے کے سلسلے میں گفتگو کی تھی۔ آج ہم ان بعض غلطیوں اور منکرات کے سلسلے میں بات کریں گے جن میں بعض لوگ مسلمان کی موت کے بعد مبتلا ہوتے ہیں:

- شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ نے کہا ہے: ان امور میں مسلمانوں پر واجب ہے کہ صبر کریں ، ثواب کی امید رکھیں، نوحہ نہ کریں، کپڑے نہ پھاڑیں، گالوں کو نہ پیٹیں، اسی طرح کی ہدایت اللہ کے نبی ﷺ نے دی اور فرمایا: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَطَمَ الْخُدُودَ وَشَقَّ الْجُيُوبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ»، "ہم میں سے نہیں ہے جو گالوں کو پیٹے اور گریبان کو چاک کرے اور جاہلیت کی باتیں بکے" اور اللہ کے رسول ﷺ نے صحیح حدیث میں کہا: «أَرْبَعٌ فِي أُمَّتِي مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ لَا يَتْرُكُونَهُنَّ الْفَخْرُ فِي الْأَحْسَابِ وَالطَّعْنُ فِي الْأَنْسَابِ وَالْاسْتِسْقَاءُ بِالنُّجُومِ وَالنِّيَاحَةُ وَقَالَ: النَّائِحَةُ إِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا تُقَامُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهَا سِرْبَالٌ مِنْ قَطِرَانٍ وَدِرْعٌ مِنْ جَرَبٍ»" "میری امت میں چار چیزیں جاہلیت کے امور میں سے ہیں جنہیں وہ نہیں چھوڑیں گی، حسب پر فخر کرنا، نسب میں طعن و تشنیع کرنا، ستاروں سے بارش طلب کرنااور نوحہ کرنا، اور کہا: نوحہ کرنے والا اگر اپنی موت سے قبل توبہ نہ کرے تو وہ قیامت کے دن اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ اس کے بدن پر تار کول کا لباس اور خارش کی قمیص ہوگی"۔ (مسلم) نوحہ میت پر رو کر آواز بلند کرنا ہے۔ ابو موسی عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے وہ کہتے ہیں: «أَنَّ رسول الله ﷺ بَرِيءَ من الصَّالِقَةِ وَالحَالِقةِ وَالشَّاقَّةِ» " اللہ کے رسول ﷺ بری

ہیں مصیبت کے وقت رونے پیٹے والی ، مصیبت کے وقت بال نوچنے والی اور مصیبت کے وقت کپڑے پھاڑنے والی سے"۔ تو مصیبت کے وقت رونا چلانا، بال نوچنا اور کپڑے پھاڑنا یہ سب غیر درست عمل ہے۔نہ ہی عورت اور نہ مرد کے لیے ان میں سے کچھ بھی کرنا جائز ہے۔

- اور ان غلطیوں میں سے جن میں بعض لوگ مبتلا ہوتے ہیں میت کے قرض کی ادائیگی یا اس کی وصیت کو نافذ کرنے میں تاخیر کرنا ہے۔اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: «نفْسُ المؤمِن مُعلَّقة بدَيْنِه؛ حتى يُقضَى عنه»، "مؤمن کا نفس اس کے قرض کی وجہ سے معلق رہتا ہے، یہاں تک کہ اسے ادا کردیا جائے"(اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور البانی نے صحیح قرار دیا ہے۔)

- اور منکر بدعتوں میں سے جن سے اللہ کے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہے قبروں کو نماز کی جگہ بنانا ہے، یا اس پر مسجد بنانا ہے، یا میت کو مسجد میں دفن کرنا ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: «أَلَا وَإِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَانُوا يَتَّخِذُونَ قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ وَصَالِحِيهِمْ مَسَاجِدَ، أَلَا فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُورَ مَسَاجِدَ، إِنِّي أَنْهَاكُمْ عَنْ ذَلِكَ»، " جان لو تم سے پہلے جو لوگ تھے وہ اپنے انبیاء وصالحین کی قبروں کو مسجدیں بنالیتے تھے، جان لو تو تم قبروں کو مسجدیں نہ بناؤ، یقیناً میں نے تمہیں اس سے منع کیا ہے"۔(مسلم)

- مسلم نے اپنی صحیح میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے منع فرمایا اس بات سے کہ قبر پر چونا لگایا جائے یا اس پر بیٹھا جائے یا اس پر عمارت تعمیر کی جائے" اور ترمذی نے اضافہ کیا ہے: "اور یہ کہ اس پر لکھا جائے"۔

- قبروں کی بدعتوں میں سے قبروں پر پھول رکھنا ہے۔

اے اللہ ہمیں تو اپنے رسول ﷺ کی پیروی کرنے والوں میں سے بنا جو آپ کے نقش قدم پر چلیں اور آپ کی سنت کو مضبوطی سے تھامیں۔ ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ہم اگلے درس میں ارکانِ اسلام میں سے تیسرے رکن زکوۃ کے سلسلے میں گفتگو کریں گے ان شاءاللہ۔

زکوۃ کے احکام (1)

اس درس میں ہماری گفتگو اسلام کے ارکان میں سے تیسرے رکن سے متعلق ہے اور وہ زکوۃ ہے۔زکوۃ مالی فریضہ ہے جسے اللہ تعالی نے مالدار مسلمان پر فرض قرار دیا ہے۔اس کا مقصد مال کی پاکی اور فقراء ومساکین وغیرہ مستحقینِ زکوۃ کی غمخواری ہے۔

اللہ تعالی کا ارشاد گرامی ہے:﴿وَأَقِيمُوا۟ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتُوا۟ ٱلزَّكَوٰةَ﴾ (بقرۃ:۴۳)ترجمہ: "اور نمازوں کو قائم کرو اور زکوٰۃ دو" اور اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿خُذْ مِنْ أَمْوَٰلِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا﴾ (توبہ:۱۰۳)ترجمہ:"آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ لے لیجئے، جس کے ذریعہ سے آپ ان کو پاک صاف کر دیں"۔

- اللہ تعالی نے ان مصارف کی تحدید فرمائی ہے جن میں زکوۃ خرچ کی جائے گی۔ارشاد ربانی ہے: ﴿إِنَّمَا ٱلصَّدَقَٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَٱلْمَسَٰكِينِ وَٱلْعَٰمِلِينَ عَلَيْهَا وَٱلْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِى ٱلرِّقَابِ وَٱلْغَٰرِمِينَ وَفِى سَبِيلِ ٱللَّهِ وَٱبْنِ ٱلسَّبِيلِ ۖ فَرِيضَةً مِّنَ ٱللَّهِ ۗ وَٱللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٦٠﴾﴾ (توبہ:۶۰)ترجمہ:"صدقے صرف فقیروں کے لیے ہیں اور مسکینوں کے لیے اور ان کے وصول کرنے والوں کے لیے اور ان کے لیے جن کے دل پرچائے جاتے ہوں اور گردن چھڑانے میں اور قرض داروں کے لیے اور اللہ کی راہ میں اور راہرو مسافروں کے لیے، فرض ہے اللہ کی طرف سے، اور اللہ علم وحکمت والا ہے"۔

فقیر وہ ہے جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو، یا جتنا اس کے لیے کفایت کرے اس کے نصف سے بھی کم ہو۔

مسکین وہ ہے جس کے پاس کفایت کرنے کی مقدار سے نصف یا زیادہ ہو لیکن جتنا کفایت کرے اس سے کم ہو۔

عاملین علیہا سے مراد وہ لوگ ہیں جو اس کے جمع کرنے، اس کی حفاظت کرنے اور اس کی تقسیم کرنے کے مکلف اور ذمہ دار ہیں، انہیں ان کے عمل کے بقدر دیا جائے گا۔

تالیفِ قلب کیے جانے والوں سے وہ کفار مراد ہیں جن کے اسلام کی امید کی جائے یا جن کے شر سے بچا سکے، یا ایسے مسلمان مراد ہیں جن کے تالیف قلب یا ایمان میں اضافہ کی امید کی جائے۔

رقاب سے مراد غلام آزاد کرنا اور مسلمان قیدیوں کو چھڑانا ہے۔

غارم سے وہ شخص مراد ہے جس پر قرض ہو اور وہ اسے ادا کرنے سے عاجز ہو، یا اس کا قرض باہمی تعلقات کی اصلاح کے لیے ہوا گرچہ وہ اس پر قادر ہو۔

فی سبیل اللہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں۔

ابن السبیل سے مراد وہ مسافر ہے جو اپنے سفر میں الگ تھلگ پڑ گیا ہو، اس کو اتنا دیا جائے گا جتنے سے وہ اپنے ملک لوٹ جائے۔

- زکوۃ اس کافر کو دینا جائز نہیں ہے جس کا تالیف قلب نہ ہو پائے، اور نہ اسے دیا جائے گا جس پر اس کا نفقہ لازم ہے جیسے بیوی، اور اصول جیسے باپ اور فروع جیسے اولاد، اور نہ بنی ہاشم کو دیا جائے گا اور وہ آل نبی ہیں۔

زکوۃ واجب نہیں ہے مگر صرف اس پر جو نصاب کو پہنچ گیا ہو، ان چیزوں پر زکوۃ واجب نہیں ہے جو انسان کے اپنے ذاتی فائدے کی ہوں جیسے گھر، گاڑی، کپڑے۔ (سونے چاندی کے ایسے زیورات جو استعمال کے لیے ہوں تجارت کے لیے نہیں، ان میں زکوۃ کے وجوب کے سلسلے میں علماء کا اختلاف ہے۔)

ہم اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ان لوگوں میں سے بنائے جو صحیح طریقے سے اپنے مال کا زکوۃ دیتے ہیں۔ ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں، ہم اگلے درس میں ان اصناف کے متعلق باتیں کریں گے جن میں زکوۃ واجب ہے۔

زکوۃ کے احکام (2)

ہم نے پچھلے درس میں زکوۃ کے مصارف اور اس کے بعض احکام کے سلسلے میں گفتگو کی تھی۔

اس درس میں ہماری گفتگو ان اصناف کے سلسلے میں ہوگی جن میں زکوۃ واجب ہوتی ہے، اور وہ ہیں:

۱. پہلی صنف: اثمان (نقد مال یا سامان) اور وہ ہیں: سونا: (وجوب زکوۃ کے لیے اس کا نصاب ۸۵ گرام ہے۔) چاندی (اس کا نصاب ۵۹۵ گرام ہے۔) کیش جیسے ریال وغیرہ، اس کا نصاب سونے یا چاندی کے نصاب کی قیمت ہے۔ ان دونوں میں سے جو کم ہو، جب مال نصاب کو پہنچ جائے اور اس پر حولان حول ہو جائے، (یعنی مسلمان کی ملکیت میں اس پر ایک پورا سال گذر جائے) تو اس پر عشر کا ربع نکالنا واجب ہوگا جو ۵.۲ فیصد کے مساوی ہے۔

مال کی زکوۃ کا حساب نکالنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ آپ مجموعی مال کو ۴۰ حصے میں تقسیم کریں، تو ان میں کا ایک حصہ وہ مال ہوگا جسے آپ کو زکوۃ میں نکالنا ہے۔ تو اس طرح آپ کے لیے زکوۃ کی اس مقدار کی معرفت آسان ہو جائے گی جس کا نکالنا واجب ہے۔

۲. دوسری قسم جس میں زکوۃ نکالنا واجب ہے، بہیمۃ الانعام ہیں۔ اور وہ ہیں: (اونٹ، بکری، گائے) اور اس میں شرط یہ ہے کہ وہ سال کے زیادہ تر اوقات میں چرے، اور اس کا مالک اسے خود سے چارہ دے کر نہ کھلائے، اور اسے افزائش نسل کے لیے رکھا گیا ہو، (کام کے لیے نہیں جیسے کھیتی باری اور پانی نکالنے کے لیے) اس کا نصاب اونٹ میں ۵، گائے میں: ۳۰، اور بکری میں: ۴۰ ہے۔ بہیمۃ الأنعام کے زکوۃ کی تفصیلات صحیح حدیثوں میں اور فقہ کی کتابوں میں شرح وبسط سے بیان کی گئی ہیں۔

۳. تیسری قسم جس میں زکوۃ واجب ہوتی ہے وہ ہے جو زمین سے نکلتی ہے جیسے غلے، پھل اور فصلیں۔ صرف ان پھلوں میں زکوۃ واجب ہے جو وزن کیے جا سکتے ہوں، یعنی صاع یا اس جیسے کسی

ذریعہ سے، اور جنہیں جمع اور ذخیرہ کیا جاسکتا ہے، جیسے گیہوں، کھجور، منقی اور مکئی، لیکن جنہیں ذخیرہ نہیں کیا جاسکتا جیسے خربوزہ، انار، کیلا تو اس میں زکوۃ نہیں ہے۔

اللہ کے نبی ﷺ نے زمین سے نکلنے والی چیز میں زکوۃ کے نصاب کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: «وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ مِنَ التَّمْرِ صَدَقَةٌ»، "کھجور میں پانچ وسق سے کم میں صدقہ نہیں ہے"۔ وسق ایک ایسا وزن کرنے کا آلہ ہے جس میں حجم کے ذریعہ تولا جاتا ہے وزن کے ذریعہ نہیں، اور وہ تین سو صاع کے مساوی ہوتا ہے۔ اس کا وزن اچھے گیہوں میں تقریبا ۶۱۲ کیلو گرام ہے۔

زمین سے نکلنے والی چیز میں زکوۃ اس وقت واجب ہوتی ہے جب دانہ پک جائے اور پختہ ہو جائے، پھل صحیح سالم طریقہ سے تیار ہو جائے اور کھیتی کی پیداوار تیار ہو جائے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿وَءَاتُوا۟ حَقَّهُۥ يَوْمَ حَصَادِهِۦ﴾ (أنعام:۱۴۱) "اور اس میں جو حق واجب ہے وہ اس کے کاٹنے کے دن دیا کرو"۔

زکوۃ کی مقدار: بغیر مشقت کے جو سیراب ہو (جیسے جو بارش کے پانی یا رواں چشمے سے سیراب ہو) اس میں عشر یعنی دسواں حصہ ہے، اور جو مشقت سے سیراب ہو یعنی جسے آلات یا پمپ سے سیراب کیا جائے تو اس میں بیسواں حصہ ہے۔

۴- چوتھی قسم جس میں زکوۃ واجب ہوگی وہ تجارت کے سامان ہیں، اور وہ ہر چیز ہے جو فائدہ کی غرض سے خرید بکری کے لیے رکھی گئی ہو۔ اس کی نقد قیمت لگا کر اس کے چالیسواں حصہ میں سے ایک حصہ زکوۃ نکالا جائے گا۔

اے اللہ ہمارے نفوس میں تقوی ڈال دے، ان کا تزکیہ فرما، تو بہترین تزکیہ کرنے والا ہے، تو ہی ان کا ولی و مولی ہے، ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں، اگلے درس میں ہم اللہ کے حکم سے زکوۃ الفطر کے احکام کے سلسلے میں گفتگو کریں گے۔

زکاۃ الفطر کے احکام

اس درس میں ہماری گفتگو زکوۃ الفطر کے احکام کے سلسلے میں ہے:

زکوۃ الفطر روزہ دار کے لیے پاکی، مساکین کے لیے غذا اور ماہ رمضان کے تکمیل پر اللہ تعالی کا شکرانہ ہے۔

زکوۃ الفطر ہر اس شخص پر واجب ہے جو عید کا دن اور اس کی رات پائے،اور اس کے پاس اپنی اور جن کی کفالت کرتا ہے ان کی خوراک اور ان کی بنیادی ضرورتوں سے زائد ہو تو اس کے لیے ایک صاع زکوۃ الفطر دینا ہے۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے وہ کہتے ہیں: «فَرَضَ رَسُولُ اللہ ﷺ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ عَلَى الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالذَّكَرِ وَالأُنْثَى وَالصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ مِنْ الْمُسْلِمِينَ» "اللہ کے رسول نے زکوۃ الفطر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو مسلمانوں میں سے غلام وآزاد، مرد و عورت اور چھوٹے اور بڑے پر فرض قرار دیا"۔(متفق علیہ)

اس کی مقدار: ملک کی عام خوراک (جو، گیہوں، کھجور، کشمش، پنیر، چاول یا مکئی وغیرہ) سے ایک صاع ہے۔ صاع ایسا وزن ہے جسے حجم کے ذریعہ ناپا جاتا ہے وزن نہیں کیا جاتا، تو ناپی گئی خوراک کے اختلاف کی وجہ سے اس میں بھی اختلاف ہوگا۔ دائمی کمیٹی برائے فتوی نے اس کے وزن کا تخمینہ کچھ اس طرح لگایا ہے کہ چاول میں صاع کا وزن تین کیلو گرام ہوگا۔ جمہور اہل علم کے نزدیک غلہ کی قیمت نکالنی جائز نہیں ہے۔

زکوۃ الفطر نکالنے کا وقت: عید کی رات غروب شمس سے لے کر نماز عید کے لیے امام کے پہنچنے

تک رہے گا۔ اس کا ایک یا دو دن قبل نکالنا بھی جائز ہے۔ (یعنی ۲۸ تاریخ کے غروب کے بعد) جو اسے اس کے وقت پر نہ نکال سکے ،اس پر اس کا بعد میں بطور قضا نکالنا واجب ہے۔ اگر تاخیر بغیر کسی شرعی عذر کے ہے تو اس کے لیے اس کا توبہ واستغفار کے ساتھ نکالنا واجب ہے۔

اصل یہ ہے کہ زکوۃ الفطر اس ملک میں نکالا جائے گا جس میں زکوۃ دینے والا موجود ہے، مگر اگر کوئی شرعی مصلحت ہو تو جہاں مقیم ہے وہاں سے باہر بھی اسے منتقل کر سکتا ہے، مثلا بلد اقامت میں فقراء کا نہیں پایا جانا، یا ان لوگوں کے پاس اسے بھیجنا جو اس کے زیادہ ضرورت مند ہیں، یا اپنے اقارب فقراء کو بھیجنا۔ بغیر مصلحت کے زکوۃ کو منتقل کرنے کی صورت میں تحریم یا کراہت کے ساتھ یہ کافی ہو جائے گا۔

اے اللہ تو ہمارے لیے اپنے حلال کو کافی بنادے، حرام سے بچادے، تو اپنے فضل سے ہمیں ان تمام چیزوں سے بے نیاز کردے جو تیرے سوا ہیں۔ ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں، ہم اگلے درس میں اسلام کے ارکان میں سے چوتھے رکن کے سلسلے میں گفتگو کریں گے اور وہ صیام ہے۔

صیام کے احکام (1)

اس درس میں ہم اسلام کے ارکان میں سے چوتھے رکن کے سلسلے میں گفتگو کریں گے اور وہ رمضان کا صیام ہے۔

صیام طلوع فجر (اور وہ اذان فجر کا وقت ہے) سے غروب آفتاب (اور وہ مغرب کی اذان کا وقت ہے) تک اللہ تعالی کی بندگی بجالانے کے لیے کھانے، پینے اور تمام مفطرات سے رکنے کا نام ہے۔

ارشادربانی ہے: ﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ كُتِبَ عَلَيۡكُمُ ٱلصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبۡلِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُونَ ﴿١٨٣﴾ ﴾ (بقرۃ:۱۸۳)"اے ایمان والو! تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا، تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو"۔

- ماہ رمضان کے عظیم فضائل ہیں، ان میں سے:
- اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتْ الشَّيَاطِينُ»"جب رمضان آجاتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کردیے جاتے ہیں، اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے"۔(متفق علیہ)
- اور اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «مَن صامَ رمضانَ إيمانًا واحتسابًا، غُفِرَ لَهُ ما تقدَّمَ من ذنبِهِ، ومَن قامَ ليلةَ القدرِ إيمانًا واحتِسابًا غُفِرَ لَهُ ما تقدَّمَ من ذنبِهِ»، "جس نے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے روزہ رکھا، تو اس کے پچھلے گناہ معاف کردیے جاتے

ہیں، اور جو لیلۃ القدر میں ایمان اور ثواب کی نیت سے قیام کرتا ہے تو اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں"۔(متفق علیہ)

■ اور اللہ کے رسول ﷺ نے رمضان کی فضیلت کے سلسلے میں فرمایا: «كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ يُضَاعَفُ، الْحَسَنَةُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِمِائَة ضِعْفٍ، قال اللهُ تعالى: إِلا الصَّوْمَ، فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ، يَدَعُ شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ مِنْ أَجْلِي، لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ: فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهِ، وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهِ، وَلَخُلُوفُ فِيهِ أَطْيَبُ عِنْدَ الله مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ»، "ابن آدم کا ہر عمل کئی گنا بڑھا دیا جاتا ہے، نیکی دس گنا سے لے سات سو گنا تک کر دی جاتی ہے، اللہ تعالی نے فرمایا: سوائے روزہ کے، تو وہ میرے لیے ہے اور میں اس کا بدلہ دیتا ہوں، بندہ میری وجہ سے اپنی شہوت اور اپنا کھانا چھوڑ دیتا ہے، صائم کے لیے دو خوشیاں ہیں: ایک خوشی افطار کے وقت اور دوسری خوشی اس کے رب سے ملاقات کے وقت، اور اس کے منہ کی خوشبو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے"۔(بخاری)

■ رمضان کا روزہ ہر مسلمان بالغ عاقل مستطیع پر واجب ہے، جو بیمار ہو، اور اس پر روزہ مشکل ہو، یا روزہ کی وجہ سے بیماری کے بڑھنے کا خطرہ ہو، یا مسافر ہو تو اس کے لیے روزہ چھوڑنا جائز ہے، ایسے شخص کا عذر جب زائل ہو جائے تو وہ اسے قضا کرے گا، لیکن جس کا مرض دائمی ہو، جس کے شفایابی کی امید نہ ہو، تو وہ روزہ چھوڑ دے گا اور ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلائے گا، اسی طرح وہ شخص کرے گا جو درازئ عمر کی وجہ سے روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا ہے[1]۔

■ حائضۃ اور نفاس والی عورتوں پر روزہ رکھنا حرام ہے۔ ان دونوں پر طہر کے بعد اس کی قضاء کرنی واجب ہے۔

(1) - حاملہ اور دودھ پلانے والی خواتین کے لیے رمضان کا روزہ نہ رکھنے کی اس صورت میں اجازت ہے جب وہ اپنے نفس یا اپنے بچے کے سلسلے میں خائف ہوں، ایسی صورت میں وہ دونوں بعد میں روزہ کی قضا کریں گی۔

- صائم کے لیے مستحب ہے کہ وہ سحری کرے اور سحری میں تاخیر کرے۔اسی طرح اس کے لیے افطار میں جلدی کرنا مستحب ہے، اس پر واجب ہے کہ وہ قولی و فعلی معاصی سے اجتناب کرے، اگر اسے کوئی گالی دے یا کوئی اس سے جھگڑے تو اس سے بس یہ کہے: میں روزہ دار ہوں۔

اے اللہ ہمیں شہرِ رمضان میں پہنچا اور ان لوگوں میں سے بنا جو اس کا روزہ رکھتے ہیں، ایمان اور ثواب کی نیت سے اس کا قیام کرتے ہیں، ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں، ہم اگلے درس میں اللہ کے حکم سے روزہ توڑنے اور اسے باطل کر دینے والی چیزوں کے سلسلے میں گفتگو کریں گے۔ان شاءاللہ۔

صیام کے احکام (2)

ہم نے گذشتہ درس میں ماہ رمضان، اس کی فضیلت اور اس کے بعض احکام کے سلسلے میں گفتگو کی تھی۔اس درس میں ہم اپنی گفتگو روزہ توڑنے والی اور اسے باطل کرنے والی چیزوں کے بارے میں کریں گے۔روزہ توڑنے والی چیزیں جن سے روزہ باطل ہو جاتا ہے، وہ ہیں:

- جماع اور منی نکالنا
- جان بوجھ کر کھانا اور پینا، اور ہر وہ چیز کرنا جو کھانے اور پینے کے ہم معنی ہے جیسے غذائی انجکشن لگوانا اور خون چڑھوانا۔
- حجامہ کے ذریعہ خون نکلوانا
- جان بوجھ کر قے کرنا
- عورت سے حیض ونفاس کا خون نکلنا
- سابقہ روزہ توڑنے والی چیزوں سے روزہ فاسد نہیں ہو گا مگر تین شرطوں کے ساتھ: یہ کہ روزہ دار حکم کا جاننے والا ہو، اسے یاد ہو، اور وہ خود اسے کرے (سوائے حیض اور نفاس کے)۔

ان امور میں سے جن کے متعلق سؤال کثرت سے کیا جاتا ہے اور وہ روزہ توڑنے والی چیزوں میں سے نہیں ہیں، وہ ہیں:

- خون ٹیسٹ کروانا، ڈاڑھ نکلوانا، غیر غذائی انجکشن لگوانا، استھما اسپرے استعمال کرنا یا اکسیجن لگوانا، دبر میں دوا Suppository ڈالنا[1]، ناک میں دوا ڈالنا جب کہ وہ حلق تک نہ پہنچے اور آنکھ اور کان میں دوا ڈالنا۔

(1) -اسی طرح عورت کی شرمگاہ میں دوا کے قطرے یا دوا یا لیکیوڈ ڈالنا۔

- مسواک کرنا،ٹوتھ پیسٹ استعمال کرنا(اسے گھوٹنے سے بچتے ہوئے) بخور استعمال کرنا (اسے ناک سے نہ کھینچے)
- احتلام،ناک سے خون نکلنا اور بلغم گھونٹنا۔
- عورتوں کا استحاضہ، اور غیر مخصوص وقت میں عورتوں کو پیلے یا خاکی رنگ کا خون آنا جو معتاد وقت کے علاوہ ہو۔

اے اللہ ہمیں وہ چیزیں سکھا جو ہمیں فائدہ پہنچائیں، جو ہمیں تونے سکھایا ہے ان سے نفع پہنچا، ہمارے علم میں اضافہ فرما، ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں، ہم اگلے درس میں اللہ کے حکم ومشیئت سے اسلام کے پانچویں رکن کے سلسلے میں گفتگو کریں گے جو حج ہے۔

حج کے احکام

آج ہمارا درس ارکان اسلام میں سے پانچویں رکن سے متعلق ہے اور وہ حج ہے:

حج اسلام کے عظیم ترین شعائر میں سے ہے۔ اس میں بدنی، قلبی اور مالی ہر قسم کی عبادتیں جمع ہوتی ہیں۔ اس میں بندوں کے لیے عظیم منافع ہیں: جیسے اللہ تعالی کی توحید کا اعلان، حجاج کو حاصل ہونے والی مغفرت، مسلمانوں کے مابین اتحاد و ہم آہنگی اور اس کے علاوہ اور بھی حکمتیں اور منافع۔

- حج کی فضیلت عظیم ہے اور اس کا ثواب بھرپور ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: «مَنْ حَجَّ لله فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ»، "جس نے اللہ کے لیے حج کیا، اور جماع کے قریب نہیں گیا اور نہ ہی فسق و فجور کیا تو وہ اس دن کی طرح لوٹا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا"۔ (متفق علیہ)

- عمر میں ایک مرتبہ حج ادا کرنا[1] مسلمان، آزاد، بالغ، عاقل اور بدنی ومالی طور پر مستطیع[2] شخص پر واجب ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿وَلِلَّهِ عَلَى ٱلنَّاسِ حِجُّ ٱلْبَيْتِ مَنِ ٱسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۚ وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ ٱللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿٩٧﴾﴾ (آل عمران:٩٧) ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر جو اس کی طرف راہ پا سکتے ہوں اس گھر کا حج فرض کر دیا ہے۔ اور جو کوئی کفر کرے تو اللہ تعالیٰ (اس سے بلکہ) تمام دنیا سے بے پرواہ ہے"۔

---

(1) - شروط پورا ہوتے ہی حج فوراً واجب ہو جاتا ہے، انسان اس میں تاخیر کرنے پر گنہگار ہوگا۔

(2) - خاتون کے لیے اس فریضہ کے ادا کرنے کے وجوب کے لیے محرم کے مرافق ہونے کی شرط ہے، اور یہ کہ وہ عدت کی مدت میں نہ ہو۔

- جس کے پاس اس کی بنیادی ضرورتوں اور جن کی کفالت کرتا ہے ان کی ضرورتوں سے زائد مال نہ ہو تو اس پر حج واجب نہیں ہوگا، نہ ہی اس پر یہ واجب ہے کہ وہ حج کے لیے کسی سے قرض لے۔
- جو مالی طور پر حج کی استطاعت رکھتا ہے لیکن بدنی طور پر اس کی استطاعت نہیں رکھتا، جیسے کوئی عمر دراز ہو، یا دائمی مریض ہو، تو وہ ایسے شخص کو نائب بنائے گا جو اس کی طرف سے حج کرے، اور وہ شخص اس کے حج کے اخراجات کی کفالت کرے گا۔
- حج کے شروط، ارکان اور واجبات و ممنوعات ہیں، ان کے جاننے کے لیے فقہ کی کتابوں اور اہل علم کے فتاوی کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے۔
- حج کی طرح عمر میں ایک مرتبہ عمرہ ادا کرنا واجب ہے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: «إِنَّهَا لَقَرِينَتُهَا فِي كِتَابِ الله ﴿وَأَتِمُّواْ ٱلْحَجَّ وَٱلْعُمْرَةَ لِلَّهِۚ﴾» "وہ اللہ کی کتاب میں اس کا قرین وساتھی ہے" ارشاد ربانی ہے: ﴿وَأَتِمُّواْ ٱلْحَجَّ وَٱلْعُمْرَةَ لِلَّهِۚ﴾ "اور حج اور عمرہ کو اللہ کے لیے پورا کرو"۔ (بخاری)

اب ہم اللہ تعالی کے فضل سے ارکانِ ایمان اور ارکانِ اسلام کے تعارف سے فارغ ہو چکے ہیں۔ اگلے دروس میں ہم اللہ کے حکم سے ایسے مختلف موضوعات پر گفتگو کریں گے جو مسلمانوں کے لیے اہم ہیں، جیسے اسلامی اخلاق، مالی معاملات اور کھانے اور لباس کے احکام۔

مسلمانوں کے لیے اہم موضوعات

خیر خواہی

اس درس میں گفتگو ایک عظیم حدیث نبوی سے متعلق ہے۔ بعض اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ وہ اسلام کا مدار ہے اور وہ یہ ہے:

ابو رقیہ تمیم بن أوس الداری رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: «الدِّينُ النَّصِيحَةُ». قُلْنَا: لِمَنْ؟ قَالَ: «لِلَّهِ، وَلِكِتَابِهِ، وَلِرَسُولِهِ، وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ»، "دین خیر خواہی کا نام ہے" ہم نے کہا: کس کے لیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے لیے، اس کی کتاب کے لیے، اس کے رسول کے لیے، مسلمانوں کے سربراہوں اور عام مسلمانوں کے لیے" (مسلم) اور حدیث کے فوائد میں سے یہ ہے:

دین اسلام پورا کا پورا خیر خواہی پر قائم ہے، اور وہ صدق واخلاص اور بھلائی کیے جانے والے کے لیے خیر کے ارادہ کا نام ہے۔ "نصیحہ" ایسا کلمہ ہے جو دنیا وآخرت دونوں کی بھلائیوں کو جامع ہے۔ قوموں کے لیے یہ انبیاء علیہم السلام کا پیغام تھا۔ کوئی نبی ایسے نہیں ہیں جنہوں نے اپنی امت کی خیر خواہی نہ کی ہو۔

- اللہ تبارک وتعالی کے لیے خیر خواہی اس کی توحید، اسے صفاتِ کمال وجلال سے متصف کرنے، جو چیزیں اس کے مخالف ہیں اس سے اسے منزہ کرنے، اس کے معاصی سے بچنے، اس کی طاعتیں بجالانے اور اس سے محبت کرنے، اس کے لیے محبت کرنے اور اسی کے لیے بغض رکھنے، جو اللہ تعالی کا انکار کرے اس سے جہاد کرنے، اس ذات باری کی طرف بلانے اور اس پر دوسروں کو ابھارنے کا نام ہے۔

- اس کی کتاب کے لیے خیر خواہی یہ ہے اس پر ایمان لائیں، اس کی تعظیم و تنزیہ کریں، کماحقہ اس کی تلاوت کرنا، اس کی آیتوں پر غور کریں، اس کے تقاضے کے مطابق عمل کریں، اس کی طرف دعوت دیں اور اس کا دفاع کریں۔
- اس کے رسول کے لیے خیر خواہی یہ ہے کہ اس پر ایمان لائیں اور ان چیزوں پر ایمان لائیں جو وہ لے کر آئے ہیں، ان کے اوامر کو بجالائیں اور نواہی سے اجتناب کریں، ان کی توقیر و تعظیم کریں، ان کی سنت کا احیاء کریں، ان کے اخلاق کو اختیار کریں، ان کی آل واصحاب سے محبت کریں، ان کا، ان کی سنت کا، ان کی آل واصحاب اور جو حق کے ساتھ ان کی پیروی کریں ان کا دفاع کریں۔
- مسلمانوں کے سربراہوں کے ساتھ خیر خواہی کا مطلب یہ ہے کہ ان کے خلفاء اور قائدین کے ساتھ خیر خواہی کی جائے، حق پر ان کی معاونت کی جائے اور ان کی اطاعت کی جائے، انہیں نرمی و محبت کے ساتھ تذکیر و خیر خواہی کی جائے، ان کے لیے دعا کی جائے اور ان پر خروج نہیں کیا جائے۔
- عام مسلمانوں کے لیے خیر خواہی یہ ہے کہ ان کے لیے بھی وہ پسند کریں جو اپنے نفس کے لیے پسند کرتے ہیں، اور ان کے لیے بھی وہی ناپسند کریں جو اپنے نفس کے لیے ناپسند کرتے ہیں، انہیں ان کے دینی ودنیوی مفاد کی طرف رہنمائی کی جائے، ان کی کمیوں کی پردہ پوشی کی جائے، دشمنوں پر ان کی مدد کی جائے، ان کا دفاع کیا جائے اور دھوکہ و حسد سے بچا جائے۔

ہم اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ان لوگوں میں سے بنائے جو باتوں کو سنتے اور ان میں سے بہتر کی پیروی کرتے ہیں۔ ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں، ہم اگلے دروس میں اللہ کے حکم سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سلسلے میں گفتگو کریں گے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

اس درس میں ہماری گفتگو اسلام کے عظیم ترین شعاروں میں سے ایک شعار کے متعلق ہے اور وہ ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر:

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مؤمنین کے ظاہری صفات میں سے ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿ وَٱلْمُؤْمِنُونَ وَٱلْمُؤْمِنَٰتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۚ يَأْمُرُونَ بِٱلْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ ٱلْمُنكَرِ وَيُقِيمُونَ ٱلصَّلَوٰةَ وَيُؤْتُونَ ٱلزَّكَوٰةَ وَيُطِيعُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥٓ ۚ أُو۟لَٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ ٱللَّهُ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٧١﴾ ﴾ (توبہ:۷۱) ترجمہ: "مؤمن مرد و عورت آپس میں ایک دوسرے کے (مددگار و معاون اور) دوست ہیں، وہ بھلائیوں کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں، نمازوں کو پابندی سے بجالاتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، اللہ کی اور اس کے رسول کی بات مانتے ہیں، یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ بہت جلد رحم فرمائے گا، بے شک اللہ غلبے والا حکمت والا ہے"۔

جب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر عام ہو جائے، تو سنت، بدعت سے ممتاز ہو جاتی ہے، حلال، حرام سے الگ ہو جاتا ہے، لوگ واجب اور مسنون، مباح اور مکروہ کو جانتے ہیں، ایسی نسل تیار ہوتی ہے جو معروف پر پروان چڑھتی ہے اور اس سے محبت کرتی ہے۔ منکر سے دور ہوتی ہے اور اس سے نفرت کرتی ہے۔

اصول وضوابط کے ساتھ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینا فرد و معاشرہ کے لیے اللہ کے عذاب سے امان عطا کرتا ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ ٱلْقُرَىٰ

بِظُلۡمٖ وَأَهۡلُهَا مُصۡلِحُونَ ﴿١١٧﴾﴾ (ہود:۱۱۷)ترجمہ:"آپ کا رب ایسا نہیں کہ کسی بستی کو ظلم سے ہلاک کر دے اور وہاں کے لوگ نیکو کار ہوں"۔ وہ سماج جس میں منکر ظاہر ہوتا ہے اور اس میں کوئی ایسا شخص نہیں ہوتا ہے جو اسے اس منکر سے روکے، تو وہ سماج عام عذاب کا شکار ہو جاتا ہے۔ صحیحین میں زینب رضی اللہ عنہا کی روایت ہے وہ کہتی ہیں: اے اللہ کے رسول! کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے اور ہم میں نیک لوگ ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں جب گندگی زیادہ ہو جائے، اور اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿فَلَمَّا نَسُواْ مَا ذُكِّرُواْ بِهِۦٓ أَنجَيۡنَا ٱلَّذِينَ يَنۡهَوۡنَ عَنِ ٱلسُّوٓءِ وَأَخَذۡنَا ٱلَّذِينَ ظَلَمُواْ بِعَذَابِۭ بَـِٔيسِۭ بِمَا كَانُواْ يَفۡسُقُونَ ﴿١٦٥﴾﴾ [الأعراف: ١٦٥]. ترجمہ:"سو جب وہ اس کو بھول گئے جو ان کو سمجھایا جاتا تھا تو ہم نے ان لوگوں کو تو بچا لیا جو اس بری عادت سے منع کیا کرتے تھے اور ان لوگوں کو جو کہ زیادتی کرتے تھے ایک سخت عذاب میں پکڑ لیا اس وجہ سے کہ وہ بے حکمی کیا کرتے تھے"۔

بعض لوگوں کے نزدیک معروف ہے کہ یہ دوسروں کے معاملات میں دخل اندازی ہے، حالانکہ یہ قلت فہم اور ایمان کی کمی ہے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے وہ کہتے ہیں: اے لوگو، تم لوگ یہ آیت پڑھتے ہو، ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ عَلَيۡكُمۡ أَنفُسَكُمۡۖ لَا يَضُرُّكُم مَّن ضَلَّ إِذَا ٱهۡتَدَيۡتُمۡۚ﴾ (مائدہ:۱۰۵) ترجمہ:"اے ایمان والو! اپنی فکر کرو، جب تم راہ راست پر چل رہے ہو تو جو شخص گمراہ رہے اس سے تمہارا کوئی نقصان نہیں"۔) اور میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: «إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَأَوْا الظَّالِمَ فَلَمْ يَأْخُذُوا عَلَى يَدَيْهِ أَوْشَكَ أَنْ يَعُمَّهُمُ الله بِعِقَابٍ مِنْهُ»، "لوگ جب ظالم کو دیکھیں، اور وہ اس کے ہاتھ کو نہ پکڑیں، تو قریب ہے کہ اللہ تعالی انہیں اپنے عذاب کو عام کر دے" (ابو داؤد وغیرہ)

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے جو بھی

کسی منکر کو دیکھے تو وہ اسے اپنے ہاتھ سے روکے، اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو اپنی زبان سے، اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو اپنے دل سے، اور وہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے"۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

ہم اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں بھلائی کا حکم دینے والوں اور برائی سے روکنے والوں میں سے بنائے، ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں، ہم اگلے درس میں اللہ کے حکم سے اسلام میں اخلاق کے موضوع پر گفتگو کریں گے۔

اسلام میں اخلاق (1)

اس درس ہماری گفتگو اسلام میں اخلاق کے موضوع پر ہے:

اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں اخلاق حسنہ اور آداب عالیہ اختیار کرنے پر ابھارا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ وَأَقْرَبِكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَحَاسِنَكُمْ أَخْلَاقًا»، "تم میں سے میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب اور میرے نزدیک قیامت کے دن مجلس کے اعتبار سے سب سے زیادہ قریب وہ ہے جو اخلاق میں سب سے اچھا ہے"۔ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے اور البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

اخلاق حسنہ میں سے جس کی طرف اسلام نے دعوت دی ہے:

- والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا، بیوی اور بیٹے بیٹیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا، رشتہ داری اور قرابت کا خیال رکھنا ہے، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿وَبِٱلْوَٰلِدَيْنِ إِحْسَـٰنًا ۚ﴾ (اسراء:۲۳) (اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو) اور جیسا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: «خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لأَهْلِهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لأَهْلِي»، "تم میں کا بہتر وہ ہے جو اپنے اہل کے لیے بہتر ہے، اور میں تم میں اپنے اہل کے لیے سب سے بہتر ہوں"۔ اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ اور اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ أَوْ يُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ» "جسے یہ بات خوش کرے کہ اس کی رزق میں کشادگی کی جائے یا اس کی عمر لمبی کی جائے تو وہ صلہ رحمی کرے" (متفق علیہ)
- اخلاق میں سے جس پر اسلام نے ابھارا ہے، اچھی بات اور پاکیزہ گفتگو، صدق، بشاشت اور

تبسم اور مؤمنین کے لیے تواضع ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿وَقُولُواْ لِلنَّاسِ حُسۡنٗا﴾ (بقرہ:۸۳) (اور لوگوں سے اچھی بات کہو) اور اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱتَّقُواْ ٱللَّهَ وَكُونُواْ مَعَ ٱلصَّٰدِقِينَ ﴿١١٩﴾﴾ (توبہ:۱۱۹) (اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کا تقوی اختیار کرو اور سچوں میں سے ہو جاؤ) اور اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «الْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ» (اچھی بات صدقہ ہے) (متفق علیہ) اور اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «تَبَسُّمُكَ فِي وَجْهِ أَخِيكَ لَكَ صَدَقَةٌ»، "تمہارا مسکرا کر اپنے بھائی کو دیکھنا صدقہ ہے" (اسے ترمذی نے روایت کیا ہے اور البانی نے صحیح قرار دیا ہے۔ اور آپ علیہ السلام نے فرمایا: «وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لله إِلَّا رَفَعَهُ الله»، "کسی نے اللہ کے لیے تواضع نہیں اختیار کیا مگر اللہ تعالی نے اسے بلند کر دیا"۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

- زبان کی حفاظت کا حکم آیا ہے اور اس کی تلقین کی گئی ہے: اللہ تعالی کا ارشاد گرامی ہے: ﴿مَّا يَلۡفِظُ مِن قَوۡلٍ إِلَّا لَدَيۡهِ رَقِيبٌ عَتِيدٞ ﴿١٨﴾﴾ (ق:۱۸) انسان منہ سے کوئی لفظ نکال نہیں پاتا مگر کہ اس کے پاس نگہبان تیار ہے"۔ اور اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِالله وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ»، "جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے تو وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے"۔ (متفق علیہ) زبان کی حفاظت اس طرح ہو گی کہ برے الفاظ اپنی زبان سے نہ نکالیں، لعن طعن اور گالی گلوچ سے اجتناب کریں اور غیبت سے بچیں، غیبت یہ ہے کہ پیچھے میں اپنے مسلم بھائی کا ایسا ذکر کریں جو اسے ناپسند ہو۔) اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿وَلَا يَغۡتَب بَّعۡضُكُم بَعۡضًاۚ﴾ (حجرات:۱۲) (تم میں کا بعض بعض کی غیبت نہ کرے) اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «ليسَ المؤمِنُ بالطَّعَانِ، ولَا اللَّعَانِ، ولَا الفَاحِشِ، ولَا البَذِيءِ»، " مؤمن بہت زیادہ لعن طعن کرنے والا، فحش گوئی کرنے والا اور بدزبانی کرنے والا نہیں ہوتا"۔ (اسے ترمذی نے روایت کیا ہے اور البانی نے صحیح قرار دیا ہے۔) اللہ کے رسول ﷺ نے کبر سے ڈرایا۔ ارشاد نبوی

ہے: «لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ»، "جنت میں وہ شخص داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی کبر ہوگا" (مسلم)

- اسی طرح اسلام نے خادموں کے ساتھ حسنِ تعامل اور انہیں طاقت سے زیادہ ذمہ داری نہ دینے اور ان کا کام مکمل ہونے کے فورا بعد ان کا حق دینے کی تلقین کی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «إِخْوَانُكُمْ خَوَلُكُمْ -أي: خدمُكم- جَعَلَهُمُ الله تحْتَ أَيْدِيكُمْ. فَمَنْ كَانَ أَخُوهُ تَحْتَ يَدِهِ فَلْيُطْعِمْهُ مما يأكُلُ وَلْيُلْبِسْهُ مِما يَلْبَسُ. ولا تُكَلِّفُوهُمْ ما يَغْلِبُهُمْ فإنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ فأعِينُوهُمْ»، تمہارے خادم بھائیوں کو اللہ تعالی نے تمہارے تابع بنایا ہے، تو جس کا بھائی اس کے تابع ہو تو اسے وہی کھلائے جو وہ خود کھاتا ہے، اسے وہی پہنائے جو وہ خود پہنتا ہے، اور انہیں ایسی ذمہ داریاں نہ دو جو ان پر غالب آجائیں، اگر انہیں کوئی ذمہ داری دو تو ان کی مدد کرو" (متفق علیہ) اور آپ علیہ السلام نے فرمایا: «أَعْطُوا الْأَجِيرَ أَجْرَهُ قَبْلَ أَنْ يَجِفَّ عَرَقُهُ» "مزدور کو اس کی اجرت اس کا پسینہ خشک ہونے سے قبل دے دو"۔ (اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور البانی نے صحیح قرار دیا ہے۔)

- اللہ کے رسول ﷺ کا یہ قول اخلاق کے اصولوں کو جامع ہے۔ ارشاد نبوی ہے: «لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ»، "تم میں کوئی اس وقت تک مؤمن نہیں ہوگا جب تک وہ اپنے لیے بھی وہی پسند کرے جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے"۔ (متفق علیہ)

اے اللہ تعالی ہمیں اچھے اخلاق کی ہدایت دے، کوئی اچھے اخلاق کی ہدایت نہیں دے سکتا سوائے تیرے، برے اخلاق سے ہمیں دور کر دے، ان سے کوئی دور نہیں کر سکتا سوائے تیرے۔ ہم اسی پر اکتفاء کرتے ہیں، ہم اگلے درس میں اسی موضوع پر اپنی گفتگو جاری رکھیں گے۔

اسلام میں اخلاق (2)

ہم نے گذشتہ درس میں اخلاق حسنہ کے سلسلے میں گفتگو کی تھی۔ اس درس میں بھی ہم اسی موضوع پر اپنی بات جاری رکھیں گے:

- ان اخلاق میں سے جن پر اسلام نے ابھارا ہے، باہمی تعلقات کی اصلاح کرنی ہے۔ارشاد ربانی ہے: ﴿وَأَصْلِحُواْ ذَاتَ بَيْنِكُمْ﴾ (انفال:۱)"اپنے باہمی تعلقات کی اصلاح کرو"اللہ کے نبی ﷺ نے چغلخوری سے ڈرایا، چغلخوری لوگوں کے مابین فساد برپا کرنے کے لیے کلام نقل کرنا ہے۔اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «لا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَّامٌ» "جنت میں چغلخور داخل نہیں ہوگا"۔(متفق علیہ)
- ان اخلاق میں سے جن پر اسلام نے ابھارا ہے مال کے ذریعہ کرم وسخاوت کرنا ہے اور بخالت وفضول خرچی کے مابین میانہ روی اختیار کرنا ہے۔ارشاد ربانی ہے: ﴿وَالَّذِينَ إِذَآ أَنفَقُواْ لَمْ يُسْرِفُواْ وَلَمْ يَقْتُرُواْ وَكَانَ بَيْنَ ذَٰلِكَ قَوَامًا ﴿٦٧﴾﴾ (فرقان:٦٧)ترجمہ:"اورجو خرچ کرتے وقت بھی نہ تو اسراف کرتے ہیں نہ بخیلی، بلکہ ان دونوں کے درمیان معتدل طریقے پر خرچ کرتے ہیں"۔
- اخلاق میں سے جن چیزوں پر اسلام نے ابھارا ہے،ان میں دین میں اخوت کے حق کا خیال رکھنا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «حَقُّ المسلِمِ عَلى المسلِمِ سِتٌّ. قِيلَ: مَا هُنَّ يا رَسُولَ اللهِ؟، قال: إذا لقِيتَه فسلِّمْ عليه. وإذَا دَعَاكَ فأَجِبْه. وإذَا استنصَحَكَ

فانصَحْ لَه. وإذا عَطِسَ فَحمِدَ اللهَ فشَمِّتْهُ وإذا مرِضَ فعُدْهُ. وإذا مات فاتَّبِعْهُ» "ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر چھ حق ہے۔ کہا گیا وہ کیا ہیں اے اللہ کے رسول؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم اس سے ملو تو اسے سلام کرو، جب وہ تمہیں دعوت دے تو اس کی دعوت قبول کرو، جب تم سے نصیحت طلب کرے تو اسے نصیحت کرو، جب چھینکے اور الحمد للہ کہے تو اس کی چھینک کا جواب دو، جب بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرو، جب مر جائے تو اس کے جنازے کے پیچھے چلو"(مسلم)

- اسی طرح اسلام نے پڑوسی کا خیال رکھنے اور مہمان کی تکریم پر ابھارا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «من كانَ يؤمِنُ بالله واليومِ الآخِرِ فلا يؤذِ جارَه، ومن كانَ يؤمِنُ بالله واليومِ الآخرِ فليُكرِمْ ضيفَه، ومن كانَ يؤمنُ بالله واليومِ الآخرِ فليقُلْ خيرًا أو ليصمُتْ» "جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو تو وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے، اور جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کی عزت کرے، اور جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے"۔(مسلم)

- اسلام نے بوڑھے مسلمان ،اہلِ علم اور حاملینِ قرآن اور عادل بادشاہ کی عزت کرنے پر ابھارا ہے۔ جیسا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ مِنْ إِجْلَالِ الله إِكْرَامَ ذِي الشَّيْبَةِ الْمُسْلِمِ وَحَامِلِ الْقُرْآنِ غَيْرِ الْغَالِي فِيهِ وَالْجَافِي عَنْهُ وَإِكْرَامَ ذِي السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ» "اللہ کی تعظیم میں سے بوڑھے مسلمان کی عزت کرنا، ایسے حاملِ قرآن کی عزت کرنا جو نہ اس میں غلو کرنے والا اور نہ ہی اس سے چشم پوشی برتنے والا ہو اور عادل بادشاہ کی عزت کرنا ہے"۔(اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے)اسلام نے ہمیں بڑے کی عزت کرنے اور چھوٹے کے ساتھ شفقت کرنے پر ابھارا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «ليسَ منَّا من لَم يَرحَمْ صغيرَنا، و يعرِفْ حَقَّ

كَبِيرَنا»، "ہم میں سے وہ نہیں ہے جو ہم میں سے چھوٹے پر شفقت نہ کرے اور ہم میں سے بڑے کے حق کو نہ سمجھے" (اسے ابوداؤد اور ترمذی اور احمد نے روایت کیا ہے اور اسے البانی نے صحیح قرار دیا ہے۔)

- اسلام نے مسلمانوں کی مصیبتوں کو دور کرنے، ان کے ساتھ آسانی کا معاملہ کرنے اور ان کے عیوب پر پردہ ڈالنے کی تلقین کی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ الله عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ يَسَّرَ الله عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ الله فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَالله فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ»، " جس نے کسی مؤمن کی دنیاوی مصیبتوں میں سے کسی مصیبت کو دور کیا تو اللہ تعالی قیامت کے دن اس کی مصیبتوں میں سے ایک مصیبت کو دور فرمائے گا، اور جس نے کسی تنگ حال پر آسانی کی تو اللہ تعالی اس پر دنیا و آخرت میں آسانی فرمائے گا، جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی تو اللہ تعالی دنیا و آخرت میں اس کی پردہ پوشی کرے گا، اللہ تعالی اس وقت تک بندے کی مدد میں رہتا ہے جب تک وہ اپنے بھائی کی مدد میں ہوتا ہے" (مسلم)

ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں، ہم اگلے درس میں ان شاء اللہ مسلمانوں کے مابین مالی معاملات کے احکام کے سلسلے میں گفتگو کریں گے۔

مالی معاملات کے احکام

اس درس میں ہماری گفتگو مسلمانوں کے مابین بعض مالی معاملات کے احکام کے سلسلے میں ہوگی۔اللہ تعالی نے ہمیں زمین پر گھومنے اور حلال مال کمانے کا حکم دیا ہے۔تو مسلمان پر واجب ہے کہ وہ مالی معاملات میں اتنی سمجھ حاصل کرے جتنی کی اسے ضرورت ہے،تاکہ وہ بصیرت ودلیل کے ساتھ ان کی سمجھ حاصل کرسکے اور ممنوعات میں نہ پڑے جن سے شارع حکیم نے منع فرمایا ہے۔

- مالی معاملات میں اصل حلال ہونا ہے،سوائے ان چیزوں کے جن کی حرمت کے سلسلے میں دلیل وارد ہو۔

- ان معاملات میں سے جنہیں اسلام نے حرام قرار دیا ہے: سود،مَیْسِرُ (آسانی سے حاصل ہونے والی دولت) اور ان میں سے جوا،دھوکہ دری، بیع وشراء میں جعل سازی اور ہر وہ چیز ہے جس میں ظلم ہو یا باطل طریقہ سے لوگوں کا مال کھایا جائے۔ اللہ تعالی کا ارشاد گرامی ہے۔ ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَذَرُوا۟ مَا بَقِىَ مِنَ ٱلرِّبَوٰٓا۟ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿٢٧٨﴾﴾ (بقرہ:۲۷۸)

ترجمہ:"اے ایمان والو! اللہ تعالی سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے وہ چھوڑ دو، اگر تم سچ مچ ایمان والے ہو"۔

- اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «لَا تَحَاسَدُوا، وَلَا تَنَاجَشُوا[1]، وَلَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَدَابَرُوا، وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ، وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا، الْمُسْلِمُ

---

(1) النَّجْشُ: وہ اس شخص کی جانب سے سامان کی قیمت بڑھانا ہے جو اسے خریدنا نہیں چاہتا ہو۔

أَخُو الْمُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهُ، وَلَا يَخْذُلُهُ، وَلَا يَكْذِبُهُ، وَلَا يَحْقِرُهُ، التَّقْوَى هَاهُنَا -وَيُشِيرُ إِلَى صَدْرِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ- بِحَسْبِ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ، كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ: دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِرْضُهُ» "ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، خرید وفروخت میں بولی بڑھا کر ایک دوسرے کو دھوکہ نہ دو، باہم بغض نہ رکھو اور نہ ایک دوسرے سے پیٹھ پھیرو اور نہ ایک دوسرے کے سودے پر سودا کرے، اللہ کے بندو بھائی بھائی بن جاؤ، مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرے، نہ اسے بے یار و مددگار چھوڑے اور نہ اسے جھٹلائے، نہ اسے حقیر سمجھے اور آپ نے تین مرتبہ اپنے سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: تقوی یہاں ہے، نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ایک شخص کے برا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے، ہر مسلمان کا خون، مال اور اس کی عزت دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔(مسلم)

- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے بیعِ حصاۃ (کنکری پھیک کر بیع) اور بیع غرر (دھوکہ کی بیع) سے منع کیا[1]۔(مسلم)

- مطلوب اخلاق میں سے یہ بھی ہے کہ مسلمان تجارت میں صدق و نزاہت اختیار کرے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا» "جس نے ہمیں دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں ہے" (مسلم) اور اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا وَإِنْ كَذَبَا وَكَتَمَا مُحِقَ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا»، "خرید و بکری

(1) - بیع غرر: معدوم و مجهول چیز کی بیع ہے یا ایسی چیز کی بیع ہے جس کا انجام مخفی ہو مثلا "ماء کثیر" میں مچھلی کی بکری، فضا میں اڑتے ہوئے پرندے کی بیع، یا بند صندوق کے اندر جو چیز ہے اس کی بیع، مختلف کپڑوں کے بیچ سے تعیین کیے بغیر کسی کپڑے کی بیع اور پکنے سے قبل پھلوں کی بیع۔ بیع حصاۃ" کی تین صورتیں ہیں، ایک یہ کہ بیچنے والا یہ کہے کہ میں یہ کنکری پھینکتا ہوں، جس چیز پر یہ گرے اسے میں نے تمہارے ہاتھ بیچ دیا، یا جہاں تک یہ کنکری جائے اتنی دور کا سامان میں نے بیچ دیا، دوسرے یہ کہ بیچنے والا یہ شرط لگائے کہ جب تک میں کنکری پھینکوں تجھے اختیار ہے، اس کے بعد اختیار نہ ہوگا، تیسرے یہ کہ خود کنکری پھینکنا ہی بیع قرار پائے مثلاً یوں کہے کہ جب میں اس کپڑے پر کنکری ماروں تو یہ اتنے میں بک جائے گا۔

کرنے والے کو اختیار ہوتا ہے جب تک کہ وہ دونوں الگ نہ ہوں، اگر وہ دونوں سچ بولیں اور وضاحت کے ساتھ بیان کر دیں تو ان دونوں کی بیع میں برکت دی جائے گی، اگر ان دونوں نے جھوٹ بولا اور چھپایا تو ان دونوں کی بیع کی برکت مٹا دی جائے گی"۔ (متفق علیہ)

اے اللہ ہم تم سے نفع بخش علم، پاکیزہ رزق اور عملِ صالح کی دعا کرتے ہیں۔ ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ ہم اگلے درس میں ان شاءاللہ اسلام میں کھانے کے احکام کے سلسلے میں گفتگو کریں گے۔

کھانے کے احکام

اس درس میں ہماری گفتگو ان احکام کے سلسلے میں ہے جو مسلمان کے کھانے کو مخصوص ہیں۔
کھانے میں اصل حل ہے، سوائے اس کھانے کے جس کی حرمت پر دلیل وارد ہوئی ہے۔

- ان کھانوں میں سے جنہیں اسلام نے حرام قرار دیا ہے: مردار ہے۔ یہ وہ حیوان ہے جسے شرعی طور پر ذبح نہیں کیا گیا ہو، اس سے مچھلیاں مستثنی ہیں جو صرف پانی میں ہی زندہ رہتی ہیں، تو اس کے ذبح کرنے کی شرط نہیں ہے، اسی طرح ٹڈی بھی بغیر ذبح کیے حلال ہے۔ اس لیے کہ سنت میں ان دونوں کا استثناء وارد ہوا ہے۔

- محرمات میں سے: خنزیر، بہتا ہوا خون اور ہر وہ چیز ہے جو غیر اللہ کے لیے ذبح کی جائے، جیسے بتوں، اولیا یا جنوں کے لیے ان کی تعظیم میں یا ان کے خوف سے ذبح کی جائے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿حُرِّمَتۡ عَلَيۡكُمُ ٱلۡمَيۡتَةُ وَٱلدَّمُ وَلَحۡمُ ٱلۡخِنزِيرِ وَمَآ أُهِلَّ لِغَيۡرِ ٱللَّهِ بِهِۦ﴾ (مائدہ:٣) ترجمہ: "تم پر حرام کیا گیا مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور جس پر اللہ کے سوا دوسرے کا نام پکارا گیا ہو"۔

- ان چیزوں میں سے جن کا کھانا حرام ہے: ایسے حیوانات ہیں جن کے پاس بھالے کی شکل کے نوکیلے دانت ہوں جن سے وہ شکار کرتے ہیں، جیسے شیر، چیتا، بھیڑیا، کتا اور بلا وغیرہ۔

- جن چیزوں کا کھانا حرام ہے ان میں وہ پرندے ہیں جن کے پاس ایسے پنجے ہوں جن سے وہ شکار کرتے ہیں جیسے باز، شاہین، چیل وغیرہ۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے وہ کہتے ہیں: «نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ، وَعَنْ كُلِّ ذِي مِخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ» "اللہ کے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہر ایک نوکیلے دانت والے درندے سے اور ہر ایک پنجے سے شکار کرنے والے پرندے سے"۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

■ کھانے میں جو چیزیں حرام ہیں ان میں ہر قسم اور ہر طرح کے ناموں سے موسوم ہونے والی نشہ آور چیزیں ہیں جیسے گانجا، جو نشہ پیدا کرتا ہے اور شراب (گرچہ اسے اس کے علاوہ کسی اور نام سے جانا جائے) اور مخدرات وغیرہ جو نشہ پیدا کرے اور عقل پر پردہ ڈال دے جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «ما أَسْكَرَ كثيرُه؛ فقليلُه حرامٌ»، "جس کا زیادہ نشہ آور ہو اس کا تھوڑا بھی حرام ہے"۔(اسے نسائی، ابن ماجہ اور احمد نے روایت کیا ہے اور البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔)

■ خبائث کا استعمال کرنا حرام ہے اور ہر اس چیز کا استعمال کرنا جو انسان کو نقصان پہنچاتی ہے: جس کا تعلق ماکولات ومشروبات اور دواؤں سے ہے، جیسے دخان، شیشہ اور قات وغیرہ، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿وَلَا تَقْتُلُوٓاْ أَنفُسَكُمْۚ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ۝٢٩﴾ (نساء:۲۹) ترجمہ: "اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر نہایت مہربان ہے"۔ اور اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ ٱلْخَبَٰٓئِثَ﴾ (اعراف:۱۵۷) ترجمہ: "اور گندی چیزوں کو ان پر حرام فرماتے ہیں"۔ اور اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: «لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَار» "نہ تو تکلیف پہنچانا ہے اور نہ تکلیف میں پڑنا ہے"۔(اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور اسے البانی نے صحیح قرار دیا ہے۔)

■ حیوانات میں سے جن کے حرام ہونے پر شریعت میں نص موجود ہے وہ ہیں: خچر، گھریلو گدھا، یہ وہ گدھا ہے جسے سفر کرنے اور سامان ڈھونے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے وہ کہتے ہیں: «ذَبَحْنَا يَوْمَ خَيْبَرَ الْخَيْلَ، وَالْبِغَالَ، وَالْحَمِيرَ، فَنَهَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْبِغَالِ، وَالْحَمِيرِ، وَلَمْ يَنْهَنَا عَنِ الْخَيْلِ» "ہم نے خیبر کے دن گھوڑا، خچر اور گدھا ذبح کیا، تو اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں منع کیا خچر اور گدھے سے اور گھوڑے سے منع نہیں کیا"۔ اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور البانی نے صحیح قرار دیا ہے۔

ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں، ہم اگلے درس میں ان شاء اللہ کھانے کے آداب کے سلسلے میں گفتگو کریں گے۔

کھانے کے آداب

اس درس میں ہماری گفتگو کھانے کے آداب سے متعلق ہے، اوران میں سے یہ ہے:

- کھانے سے قبل بسم اللہ کہنا، دائیں ہاتھ سے کھانا، کھانے کے قریب جو ہو اسے کھانا۔ عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے وہ کہتے ہیں: جب میں چھوٹا تھا تو رسول اللہ ﷺ کی گود میں بیٹھا تھا اور میرا ہاتھ پوری تھالی میں گھوم رہا تھا، تو مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «يَا غُلَامُ: سَمِّ اللهَ، وَكُلْ بِيَمِينِكَ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ» (لڑکے! اللہ کا نام لو، اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ، اور جو تمہارے قریب ہے اس میں سے کھاؤ"۔ (متفق علیہ) عائشہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلْيَقُلْ بِسْمِ اللهِ فَإِنْ نَسِيَ فِي أَوَّلِهِ فَلْيَقُلْ بِسْمِ اللهِ فِي أَوَّلِهِ وَآخِرِهِ» "جب تم میں کا کوئی کھانا کھائے تو وہ بسم اللہ کہے، اگر وہ اسے شروع میں کہنا بھول جائے تو یہ کہے: "بسم اللہ فی أولہ وآخرہ" (اسے ترمذی نے روایت کیا ہے اور البانی نے صحیح قرار دیا ہے۔)

اور اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «لَا يَأْكُلَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ بِشِمَالِهِ، وَلَا يَشْرَبَنَّ بِهَا، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ وَيَشْرَبُ بِهَا» "تم میں کا کوئی شخص اپنے بائیں ہاتھ سے نہ کھائے، نہ ہی بائیں ہاتھ سے پیے، اس لیے کہ شیطان اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتا اور پیتا ہے"۔ (مسلم)

- کھانے کے آداب میں سے کھانے کی برائی نہیں بیان کرنی ہے، جیسا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے وہ کہتے ہیں: «مَا عَابَ النَّبِيُّ ﷺ طَعَامًا قَطُّ، إِنْ اشْتَهَاهُ أَكَلَهُ، وَإِنْ

كَرِهَهُ تَرَكَهُ» "اللہ کے رسول ﷺ نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا، اگر خواہش ہوئی تو کھالیا، اگر پسند نہیں آیا تو چھوڑ دیا" (متفق علیہ) کھانے میں عیب نکالنا یہ ہے کہ کہے: کھٹا ہے، نمک بہت ہے، نمک کم ہے، صحیح سے پکا ہوا نہیں ہے، وغیرہ۔

■ کھانے کے آداب میں سے یہ ہے کہ گرے ہوئے لقمے سے اس پر لگی ہوئی مٹی وغیرہ کو ہٹا کر اسے کھالے، جیسا کہ انس بن مالک کی روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «إِذَا سَقَطَتْ لُقْمَةُ أَحَدِكُمْ فَلْيُمِطْ عَنْهَا الْأَذَى وَلْيَأْكُلْهَا وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ» "جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو اس سے دھول وغیرہ ہٹا کر اسے کھالے اور اسے شیطان کے لیے نہ چھوڑے" (مسلم)

■ کھانے کے آداب میں سے یہ ہے کہ کھانے کے دوران ٹیک نہ لگائے، جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «لا آكُلُ وأنا مُتَّكِئ»، "میں ٹیک لگائی ہوئی حالت میں نہیں کھاتا ہوں"۔ (بخاری)

■ مستحب یہ ہے کہ بیٹھ کر پانی پیے، تین گھونٹ میں پانی پیے، جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے وہ کہتے ہیں: «كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَتَنَفَّسُ فِي الشَّرَابِ ثَلَاثًا، وَيَقُولُ: إِنَّهُ أَرْوَى، وَأَبْرَأُ، وَأَمْرَأُ» "اللہ کے رسول تین گھونٹ میں پانی پیتے تھے، اور یہ کہتے تھے ایسا کرنا زیادہ سیراب کرنے والا، پیاس دور کرنے والا اور مرض سے محفوظ کرنے والا ہے۔ (مسلم) برتن میں سانس نہ لے، جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «إِذَا شَرِبَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَفَّسْ فِي الْإِنَاءِ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَعُودَ فَلْيُنَحِّ الْإِنَاءَ، ثُمَّ لِيَعُدْ إِنْ كَانَ يُرِيد»، "جب تم میں کا کوئی پانی پیے تو برتن میں سانس نہ لے، اگر سانس لینا چاہے تو برتن کو منہ سے الگ کرلے، پھر اگر چاہے تو دوبارہ پیے"۔ (ابن ماجہ)

- اللہ تعالی نے اسراف سے منع فرمایا ہے۔اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ ﴿٣١﴾﴾ (أعراف:٣١) ترجمہ: "اور خوب کھاؤاور پیواور حد سے مت نکلو۔ بے شک اللہ حد سے نکل جانے والوں کو پسند نہیں کرتا"۔
- جو کھانے سے فارغ ہو جائے اس کے لیے مسنون ہے کہ اللہ کی حمد وثنا بیان کرے جیسا کہ وارد ہوا ہے، اس لیے کہ اللہ کے نبی ﷺ جب کھانے سے اٹھتے تو یہ دعا پڑھتے: «الْحَمْدُ لله حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلا مُوَدَّعٍ وَلا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا[1]» "ہر طرح کی تعریف اللہ تعالی کے لیے، بہت زیادہ پاکیزہ، مبارک حمد، اے اللہ اسے ہم سے ختم نہ کر، نہ ہی اسے ہمیشہ کے لیے رخصت کر اور نہ ہی ہم میں اس سے بے پروائی کا خیال ہو"۔(بخاری)

ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں، ہم اگلے درس میں ان شاء اللہ مسلمان مرد و عورت کے لباس سے متعلق گفتگو کریں گے۔

(1) ابن حجر نے کہا ہے: (غير مكفي) کا مطلب ہے: یعنی بندے میں سے کسی کا وہ محتاج نہیں ہے لیکن وہ اپنے بندوں کو کھلاتا ہے اور ان کے لیے کافی ہے اور (وَلا مُوَدَّع) کا مطلب یہ ہے: یعنی انہیں چھوڑتا نہیں ہے۔

مسلمان مرد وخواتین کے لباس کے احکام (1)

اس درس میں ہماری گفتگو مسلمان مرد و عورت کے لباس سے متعلق ہو گی:

- ہمارے اوپر اللہ تعالی کی نعمتوں میں سے یہ ہے کہ اس نے ہمارے اوپر لباس نازل فرمایا، اس کے ذریعہ ہم اپنی شرمگاہوں کی ستر پوشی کرتے ہیں، زینت اختیار کرتے ہیں، جاڑے اور گرمی میں اس کے ذریعہ اپنا بچاؤ کرتے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿يَٰبَنِيٓ ءَادَمَ قَدۡ أَنزَلۡنَا عَلَيۡكُمۡ لِبَاسٗا يُوَٰرِي سَوۡءَٰتِكُمۡ وَرِيشٗاۖ وَلِبَاسُ ٱلتَّقۡوَىٰ ذَٰلِكَ خَيۡرٞۚ﴾ (أعراف:٢٦) ترجمہ: "اے آدم (علیہ السلام) کی اولاد ہم نے تمہارے لئے لباس پیدا کیا جو تمہاری شرم گاہوں کو بھی چھپاتا ہے اور موجب زینت بھی ہے اور تقوی کا لباس، یہ اس سے بڑھ کر ہے"۔ نیز ارشاد ربانی ہے: ﴿وَجَعَلَ لَكُمۡ سَرَٰبِيلَ تَقِيكُمُ ٱلۡحَرَّ وَسَرَٰبِيلَ تَقِيكُم بَأۡسَكُمۡ﴾ (نحل:٨١) ترجمہ: "اور اسی نے تمہارے لیے کرتے بنائے ہیں جو تمہیں گرمی سے بچائیں اور ایسے کرتے بھی جو تمہیں لڑائی کے وقت کام آئیں"۔
- مسلمان کے لباس اور اس کی زینت میں اصل اباحت ہے، مگر جس کی حرمت پر دلیل وارد ہو، اور لباس کے ضوابط میں سے ہے:
- یہ کہ اس میں مردوں کا عورتوں سے مشابہت نہ ہو یا اس کے برعکس نہ ہو، جیسا کہ بخاری نے عبداللہ بن عباس سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں: «لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنْ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنْ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ». " اللہ کے رسول ﷺ نے لعنت

فرمائی ان مردوں پر جو عورتوں سے مشابہت اختیار کرتے ہیں، اور ان عورتوں پر جو مردوں سے مشابہت اختیار کرتی ہیں"۔

- ان ضوابط میں سے یہ ہے کہ اس میں اہل کفر یا بدعت یا فاسقوں سے مشابہت نہ ہو، جیسا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: «مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ»، "جس نے کسی قوم سے مشابہت اختیار کی وہ ان میں سے ہے"۔ اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور اسے البانی نے صحیح قرار دیا ہے۔
- ان ضوابط میں سے یہ ہے کہ وہ لباسِ شہرت نہ ہو، اور وہ ایسا لباس ہے، سماجی رکھ رکھاؤ اور اس کی روایتیں جسے برا سمجھتی ہیں، اور جو ہیئت ورنگ میں معروف رنگوں اور شکلوں کی مخالفت کرتا ہو، جیسا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: «مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ فِي الدُّنْيَا أَلْبَسَهُ اللهُ ثَوْبَ مَذَلَّةٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ»، "جس نے دنیا میں شہرت کا لباس زیب تن کیا تو اللہ تعالی قیامت کے دن اسے ذلت کا لباس پہنائے گا"۔ (اسے احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ اور نسائی نے روایت کیا ہے)
- ضوابط میں سے یہ ہے کہ لباس حرام نہ ہو جیسے مردوں کے لیے ریشم اور سونا پہننا، جیسا کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ریشم لیا، اسے اپنے دائیں ہاتھ میں رکھا، اور سونا لیا اور اسے اپنے بائیں ہاتھ میں رکھا، پھر کہا: «إنَّ هَذينِ حرامٌ على ذُكورِ أمَّتي» "یہ دونوں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں"۔ اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور البانی نے صحیح قرار دیا ہے۔
- ضوابط میں سے یہ ہے کہ لباس شرمگاہ کی پردہ پوشی کرنے والا ہو۔ مرد کے لیے ستر ناف سے لے کر گھٹنے تک ہے، جبکہ عورت کا پورا بدن اجنبی مرد کے لیے ستر ہے، جہاں تک عورتوں اور محارم کے مابین عورتوں کے ستر کی بات ہے تو ان کے نزدیک وہ اپنے بدن کو چھپائے گی سوائے جو عام طور پر ظاہر ہو جاتا ہے جیسے گردن، بال، دونوں قدم وغیرہ۔

- خاتون کے حجاب میں یہ شرط ہے کہ وہ پورے بدن کو چھپائے،اس طور پر کہ اس کا بدن نہ جھلکے اور نہ واضح ہو،اور نہ ایسا تنگ ہو کہ اس سے اعضاء کا حجم واضح ہو،اسی طرح وہ بذات خود زینت بھی نہ ہو،نہ ہی وہ معطر و مبخر ہو۔

اے اللہ ہمیں تقوی وعافیت کا لباس پہنا،اپنے خوبصورت ستر سے ہماری پردہ پوشی فرما،ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں،اگلے درس میں اسی موضوع پر ہم اپنی گفتگو مزید جاری رکھیں گے ان شاءاللہ۔

مسلمان مرد وخواتین کے لباس کے احکام (2)

ہم نے گذشتہ درس میں مسلم مرد وعورت کے لباس کے بعض احکام کے سلسلے میں گفتگو کی تھی، اسی موضوع پر ہم اپنی بات مکمل کریں گے۔

- بلا اسراف وکبر شرعی حدود میں لباس میں خوبصورتی اختیار کرنا مستحب ہے۔ جیسا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ اللہ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ»، " یقینا اللہ تعالی خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے"۔ (مسلم) اس سے وہ عورت مستثنی ہے جو غیر محرم مردوں کے پاس ہو، تو وہ وہاں اپنی زینت ظاہر نہیں کرے گی، بلکہ اپنے پورے جسم کا پردہ کرے گی۔
- لباس پہنتے وقت دائیں طرف سے پہننا مستحب ہے، جیسا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: «إِذَا لَبِسْتُمْ وَإِذَا تَوَضَّأْتُمْ، فَابْدَءُوا بِأَيَامِنِكُمْ»، "جب تم لباس پہنو اور جب تم وضوء کرو لو تو اپنی دائیں طرف سے شروع کرو" اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔
- مردوں کے لیے تمام کپڑوں کو ٹخنہ سے نیچے پہننا حرام ہے، جیسا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: «مَا أَسْفَلَ مِنْ الْكَعْبَيْنِ مِنْ الْإِزَارِ فَفِي النَّارِ» "تہہ بند کا جو حصہ ٹخنوں سے نیچے لٹکا ہوگا وہ جہنم میں ہوگا"۔ (بخاری)
- ایسے کپڑے پہننا حرام ہے جس پر قرآن کریم کی آیتیں یا اللہ تعالی کا نام ہو، اس لیے کہ ایسا کرنا اس کی پامالی کا سبب ہوگا۔
- ایسے کپڑے پہننا حرام ہے جس پر ذی روح کی تصویریں ہوں، الا یہ کہ اس سے تصویر کے سر کو ہٹا دیا گیا ہو، جیسا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے وہ کہتے ہیں: «اسْتَأْذَنَ جَبْرَائِيلُ

عليه السلام عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «اُدْخُلْ، فَقَالَ: كَيْفَ أَدْخُلُ، وَفِي بَيْتِك سِتْرٌ فِيهِ تَصَاوِيرُ؟ إِمَّا أَنْ تَقْطَعَ رُؤُوسَهَا أَوْ يُجْعَلَ بِسَاطًا يُوطَأُ، فَإِنَّا مَعْشَرَ الْمَلَائِكَةِ لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ تَصَاوِيرُ»، "جبریل علیہ السلام نے نبی ﷺ سے اجازت طلب کی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: تشریف لے آیئے، توانہوں نے کہا: کیسے آؤں، آپ کے گھر میں تو ایسا کپڑا ہے جس میں تصویریں ہیں؟ یاتو آپ اس کے سروں کو کاٹ دیں، یااس پر کچھ کپڑاڈال دیں جو اسے چھپا دے، اس لیے کہ ہم فرشتوں کی جماعت ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے ہیں جس میں تصویریں ہوں"۔اسے نسائی نے روایت کیاہے اور البانی نے اسے صحیح قرار دیاہے۔

- ایسے کپڑے پہننا حرام ہے جس پر کفار کے دینی شعار ہوں، جیسے صلیب، یہودیوں کا اسٹار وغیرہ، جیسا کہ عمران بن حطان کی روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ اپنے گھر میں کوئی ایسی چیز نہیں چھوڑتے تھے جس میں صلیب کے نشانات ہوتے مگر اسے توڑ دیتے"بخاری۔

أما بعد..

ہر طرح کی تعریف اللہ تعالی کے لیے ہے جس نے عقیدہ وعبادت اور معاملات واخلاق سے متعلق بہت سارے شرعی احکام ومسائل سیکھنے کی توفیق عطا فرمائی۔

ہمارے اوپر واجب ہے کہ جو علم ہم نے سیکھا ہے اس کے مطابق عمل کریں،تاکہ یہ علم ایسا علمِ نافع بنے جس کا پاکیزہ اثر ہم دنیا وآخرت میں محسوس کرسکیں، اس لیے کہ جس نے علم کے مطابق عمل نہیں کیا تو اس کا وہ علم –العیاذ باللہ- قیامت کے دن اس کے خلاف حجت ہوگا۔ اور اللہ کے نبی ﷺ کی دعاؤں میں سے تھا: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بكَ مِن عِلْمٍ لا يَنْفَعُ»، ترجمہ:" اے اللہ میں تجھ سے ایسے علم سے پناہ مانگتا ہوں جو نفع نہ پہنچائے"(اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔)

اہل علم نے اللہ تعالی کے اس قول کی تفسیر میں کہا ہے: ﴿ اَهْدِنَا الصِّرَٰطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝٦ صِرَٰطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّينَ ۝٧ ﴾ (سورۃ الفاتحۃ: ٦-٧) ترجمہ:"ہمیں سیدھی (اور سچی)راہ دکھا،ان لوگوں کی راہ جن پر تونے انعام کیا،ان کی نہیں جن پر غضب کیا گیا(یعنی وہ لوگ جنھوں نے حق کو پہچانا، مگر اس پر عمل پیرا نہیں ہوئے)اور نہ گمراہوں کی (یعنی وہ لوگ جو جہالت کے سبب راہ حق سے برگشتہ ہوگئے"۔ اس آیت میں "أنعمت عليهم" سے وہ لوگ مراد ہیں

جنہوں نے علم نافع اور عمل صالح کو اکٹھا کیا، اور "مغضوب علیہم" سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے علم تو حاصل کیا لیکن عمل چھوڑ دیا، اور "ضالون" سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے بلا علم کے عمل کیا۔

اسی طرح ہمیں چاہیے کہ جو علم ہم نے اس کتاب میں سیکھا ہے اسے پھیلائیں اور دوسروں تک پہنچائیں، جیسا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: مجھ سے جو باتیں سیکھتے ہو وہ دوسروں تک پہنچاؤ، گرچہ ایک آیت ہی کیوں نہ ہو۔"(بخاری)

ہم اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں کہ وہ اس علم کو ہمارے لیے حجت بنائے ہمارے خلاف نہیں، اور درود و سلام نازل ہو ہمارے نبی محمد پر، ان کی آل واولاد اور تمام صحابۂ کرام پر اور ہر طرح کی تعریف اللہ رب العالمین کے لیے ہے۔

مراجع ومصادر

- «رسالة ثلاثة الأصول وأدلتها» للإمام محمد بن عبدالوهاب.
- «فتاوى ورسائل سماحة الشيخ عبد العزيز بن باز».
- «فتاوى ورسائل الشيخ محمد بن عثيمين».
- كتاب: «معجم التوحيد» للشيخ إبراهيم أباحسين.
- كتاب: «البدعة تعريفها وبيان أنواعها وأحكامها» للشيخ صالح الفوزان.
- كتاب: «نور السنة وظلمات البدعة» للشيخ سعيد بن علي بن وهف القحطاني.
- كتاب: «منهج السالكين» للشيخ عبدالرحمن بن سعدي.
- كتاب: «الملخص الفقهي» للشيخ صالح الفوزان.
- كتاب: «ملخص فقه العبادات» القسم العلمي بمؤسسة الدرر السَّنيَّة.
- كتاب: «مختصر مخالفات الطهارة والصلاة» للشيخ: عبدالعزيز السدحان، اختصار: عبدالله العجلان.
- كتاب: «دليل المسلم الميسر» للشيخ: فهد باهمام.
- كتاب: «مالا يسع المسلم جهله» للشيخ: عبدالله المصلح والشيخ: صلاح الصاوي.
- كتاب: «سبل السلام» للشيخ: عبدالله البكري.
- مواقع على الإنترنت: موقع اللجنة الدائمة للإفتاء، موقع الشيخ عبدالعزيز بن باز، شبكة الدرر السنية، موقع الإسلام سؤال وجواب، شبكة الألوكة.

فہرست کتاب

مقدمہ 5
ایمان کے ارکان 9
تمہید 11
اللہ تعالی پر ایمان 14
شرک-سب سے عظیم گناہ 17
شرک اصغر 20
فرشتوں پر ایمان 22
کتابوں پر ایمان 25
ایمان بالرسل 27
آخرت کے دن پر ایمان 30
قیامت کی نشانیاں 33
تقدیر کے اچھے اور برے ہونے پر ایمان لانا 35
تقدیر پر ایمان لانے کے ثمرات 38
اُرکان اسلام 41
شہادتین-اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں 43
شہادتین-اس بات کی گواہی دینا کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں 46
دین میں بدعت 48
نماز 51
طہارت 53

وضوء کا طریقہ 55
وضوء کی غلطیاں 58
موزوں (خف وجورب وغیرہ) پر مسح کرنا 60
نواقضِ وضو 62
غسل کو واجب کرنے والی چیزیں 64
غسلِ جنابت کا طریقہ 66
تیمم 68
خاتون کی طہارت 70
نماز کے شروط (1) 73
نماز کے شروط (2) 76
ارکانِ صلاۃ 78
جو ارکانِ نماز میں سے کوئی رکن بھول جائے یا چھوڑ دے 80
نماز کے واجبات 82
نماز کی طرف چلنے کے آداب 84
نماز کا طریقہ 86
نمازیوں کی غلطیاں (1) 90
نمازیوں کی غلطیاں (2) 92
نمازیوں کی غلطیاں (3) 94
نمازیوں کی غلطیاں (4) 96
نمازیوں کی غلطیاں (5) 98
سجدۂ سہو کے احکام (1) 101

سجدۂ سہو کے احکام(2) 103
سجدۂ سہو کے احکام(3) 105
عذر والوں کی نماز کے احکام 108
جمعہ کے دن کے احکام وآداب 111
عیدین کی نماز کے احکام 114
جنازے کے احکام(۱) 116
جنازے کے احکام(2) 118
جنازے کے احکام(3) 120
زکوۃ کے احکام (1) 122
زکوۃ کے احکام (2) 124
زکاۃالفطر کے احکام 126
صیام کے احکام(1) 128
صیام کے احکام(2) 131
حج کے احکام 133
مسلمانوں کے لیے اہم موضوعات 135
خیر خواہی 137
امر بالمعروف اور نہی عن المنکر 139
اسلام میں اخلاق (1) 142
اسلام میں اخلاق (2) 145
مالی معاملات کے احکام 148
کھانے کے احکام 151

کھانے کے آداب..153
مسلمان مرد وخواتین کے لباس کے احکام (1)...................................156
مسلمان مرد وخواتین کے لباس کے احکام (2)...................................159
أمابعد.. 161
مراجع ومصادر...163
فہرست کتاب...165

عطر المجالس
ایسے موضوعات پر مختصر دروس
جن سے مسلمانوں کو ناواقف نہیں رہنا چاہیے
اردو ترجمہ
ڈاکٹر ظل الرحمن لطف الرحمن تیمی
جمع وترتیب
ترکی بن ابراہیم الخنیزان